

409

ایجندڑا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 18-جنون 2007

تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ

سرکاری کارروائی

سالانہ بحث برائے سال 2007-08 پر عام بحث جاری رہے گی

411

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا تیسوال اجلاس

سو مواد، 18 جون 2007

(یوم الاشتنین 2- جمادی الثانی 1428ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 نج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطین الرجیم ۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا يَكْفُلُ اللَّهُ نَفْسًا لَا وَسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا أَنْكَسَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا
رَبَّنَا وَلَا تُحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ
وَاعْفُ عَنَّا فَقَوْا غَفِيرُ لَنَا فَقَوْا رَحْمَنَّا فَأَنْتَ مَوْلَانَا
فَانصُرْنَا عَلَى الْكُفَّارِينَ ﴿٢٨٦﴾

سُورَةُ الْبَقَرَةَ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچ گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا بُوک ہو گئے ہو تو ہم سے مُواخذہ نہ کیجو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نہ ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے در گزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرم۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرماء (286)

وَمَا عَلِيْنَا إِلَّا لِبَلَاغٍ۝

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم تھاریک استحقاق ٹیک اپ کرتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق چودھری تنیم ناصر صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔ جی، لاے منسٹر صاحب!

ایس اتفاق و تھانہ صدر جسلم اور ایس ایس پی جسلم کا معزز رکن اسمبلی
کے خلاف جھوٹے مقدمے کا اندر ارج

(--- جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے اور میں تمم بھتتا ہوں کہ یہ معاملہ طے بھی ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود جس طرح معزز رکن چاہتے ہیں آپ فیصلہ کر لیں لیکن یہ معاملہ طے ہو چکا ہے اور ان کی دادرسی ہو چکی ہے لیکن پھر بھی میں اس کو oppose نہیں کرتا اور جس طرح یہ insist کرتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری تنیم ناصر: جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ جو معاملات طے ہوئے ہیں وہ تو رج گرام رو اول پینڈی نے میری درخواست پر کئے ہیں۔ سوال یہ پیدا نہیں ہوتا کہ معاملہ گورنمنٹ کی طرف سے یا انصاف ملنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہاں پر سارا ہاؤس، اپوزیشن کے بھائی بھی اور منسٹر ز صاحبان بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک اے ایس آئی، ایک سب انپیٹر، ایک ایس پی صاحب کو منسٹر صاحب خود سپورٹ کر رہے ہیں۔ آپ ہاؤس کا ایک معیار قائم کریں میں بار بار تو یہ بات نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! منسٹر صاحب نے oppose تو نہیں کیا ہے۔ انہوں نے تو کہا ہے کہ معاملہ طے ہو چکا ہے۔

چودھری تنیم ناصر: جناب سپیکر! ان کو ایک مرتبہ بھی یہاں پر نہیں بلایا گیا اور ظلم کی بات یہ ہے

کہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اگر انصاف نہیں ملائی تو کوئی بات نہیں، میں نے اس چیز کو خود face کیا ہے اور جو کروانے والے تھے یہ آپ کو بھی بتا ہے اور سارا ہاؤس جانتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ میں یہ تحریک in order قرار دیتا ہوں اور استحقاق کمیٹی کے پر درکرتا ہوں۔ اگلی تحریک محترمہ نور النساء ملک صاحبہ کی ہے۔ یہ بھی پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

ایس ایج اور تھانہ سول لائن فیصل آباد کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے گھر پر غیر قانونی چھاپہ

(۔۔۔ جاری)

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کا نہ صرف جواب آگیا ہے بلکہ کل میں نے اس معزز ایوان میں یہ گزارش کی تھی کہ متعلقہ افسران کو بھی میں بلااؤں گا۔ اس وقت میرے چیمبر میں متعلقہ ایس ایج اور ایس پی بھی موجود ہے۔ میں نے کل categorically کہا تھا کہ جو کچھ محترمہ فرمارہی ہیں میں اس کو درست تسلیم کرتا ہوں اور میں قطعی طور پر اس تحریک کو oppose نہیں کروں گا لیکن میری صرف گزارش یہ ہے کہ آپ بھی اور یہ معزز ایوان بھی اس بات سے اتفاق کرے گا کہ سزا اس کو ملنی چاہئے جس کا قصور ہو۔ محترمہ نے جس ایس ایج اور کا نام لکھا ہے اور جہاں پر ان کی رہائش ہے وہ علاقہ اس ایس ایج کو کے علاقے میں ہی نہیں ہے۔ محترمہ کی رہائش پیپلز کالونی میں ہے اور ایس ایج اور سول لائزنس کا ہے جس کے خلاف انہوں نے تحریک استحقاق دی ہے۔ محترمہ نے کلینک کا فرمایا ہے تو ان کا کلینک ہی نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ میرے دیور کو گرفتار کیا گیا لیکن ریکارڈ کے مطابق ان کے دیور کو کمیں بھی گرفتار نہیں کیا گیا۔ میں صرف آپ سے استدعا یہ کرنا چاہتا تھا کہ اس وقت دو متعلقہ افسران میرے پاس موجود ہیں، اس وقت پیپلز پارٹی کے سینئر رکن رانا آفتاب صاحب، سمیع اللہ خان صاحب اور محترمہ بھی موجود ہیں تو یہ میرے ساتھ ابھی بیٹھ جائیں، ہم ابھی اس معاملے کو طے کر لیتے ہیں۔ اگر اس ایس ایج اور کا وہاں پر ریڈ کرنا، اس کا وہاں پر جاناثابت ہو تو ہم اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن تحریک استحقاق کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ سزا صرف اس شخص کو ملنی چاہئے جس کا کوئی قصور ہو۔ جب اس کا علاقہ نہیں بنتا تو وہ وہاں پر ریڈ کے لئے کیسے جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ! وہ ایس اتفاق اوگیا ہی نہیں، اس نے کوئی ریڈ ہی نہیں کیا۔

محترمہ نور النساء ملک: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو مجھے اس بات کا اچھی طرح اندازہ تھا کہ لاءِ منسٹر صاحب اپنی سابق روایات کو کبھی بھی فراموش نہیں کریں گے اور یہاں پر ایکمپی ایز کو ہی جھوٹا قرار دیا جائے گا۔ مگر سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہی اس ایس اتفاق کی سب سے بڑی زیادتی ہے کہ اس کا علاقہ نہ ہونے کے باوجود اس نے میرے گھر پر ریڈ کیا اور دوسرا یہ کہ رہے ہیں کہ اس نے نہیں کیا۔ میری خود اس سے دو دفعہ بات ہوئی ہے اس نے اس بات کو admit کیا کہ وہ آیا تھا اور اس نے ریڈ کیا تھا۔ اس کے بعد کس بات کی گنجائش رہ جاتی ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اس کا علاقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ لاءِ منسٹر صاحب کے چیمبر میں بیٹھا ہوا ہے۔

محترمہ نور النساء ملک: جناب سپیکر! آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں اگر وہ بے قصور ہو گا تو اس کو ادھر سے معافی مل جائے گی یہ کیا طریقہ ہے کہ اس کو چیمبر میں مل لیں۔ براہ مریانی! اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ محترمہ کی تحریک استحقاق ہے۔ سب سے پہلے تو میں اس بات پر احتجاج کرتا ہوں جو محترمہ نے کہا ہے کہ حسب روایت میں نے ہمیشہ مبران کے استحقاق کا خیال رکھا ہے لیکن اگر کوئی بات غلط ہو تو اس کو غلط کرنا پڑتا ہے۔ اگر محترمہ بطور کن ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہی ہیں تو میں اس کو تسلیم کرتا ہوں لیکن بطور وزیر تسلی کرنے کے بعد بات کر رہا ہوں انہیں بھی اس بات کو تعلیم کرنا چاہئے اور میں ان کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ حلقاً وہ ایس اتفاق کے گا اور اگر حلقاً نہیں کے گا تو ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! چار سال سے تحریک استحقاق میں دونوں طرح سے یہ روایت ہے کہ وزیر صاحب متعلقہ آدمی کو چیمبر میں بلا لیتے ہیں اور مسر جا کر بات کر لیتا ہے یہ بھی روایت ہے، دوسری روایت یہ بھی ہے جس طرح محترمہ فرمرا رہی ہیں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ دو سال پہلے میری بھی ایک تحریک استحقاق تھی اس میں ہم نے غلط نام لکھ دیا تھا اور وہ تحریک استحقاق

آپ نے order in قرار دی اور وہ کمیٹی میں چلی گئی۔ وہاں پر اس آفسیر نے کماکہ میں نہیں تھا کوئی

اور تھا۔ راجہ صاحب درست فرمائے ہیں یہ in order قرار دے دیں۔

جناب سپیکر: خان صاحب! میں اتنے کا آیا ہوا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: اگر وہ order in قرار دے دیں اس کے بعد بھی یقین بات ہے کہ اگر وہ حلفاً

کہتا ہے تو وہ کمیٹی میں بھی یہ بات کہہ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میری عرض یہ ہے کہ جس نے ایک فعل کیا ہی نہیں تو اس کو خواہ مخواہ کیوں ادھر بلایا

جائے۔ میرا خیال ہے کہ رانا آفتاب احمد خان صاحب ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! مجھے آپ کی رولنگ پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ کی رولنگ

ہمیں accept کرنے چاہئے مگر جیسا کہ فاضل رکن کہتی ہیں کہ میں بات نہیں کرنا چاہتی۔ کمیٹی

میں بھی توبات ہی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کمیٹی نے بھی تو اس کو سنتا ہے ابھی وہ آیا بیٹھا ہے آپ سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میرے خیال میں ابھی بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔ میری خود ان سے دو دفعہ بات ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں میں نے ان کا موقف سنا ہے۔ محترمہ! آپ وزیر صاحب

کے چیمبر میں تشریف لے جائیں۔ اگلی تحریک میاں افتخار حسین چھپھر صاحب کی طرف سے ہے۔

وہ تشریف فرمانہیں ہیں اور ان کی طرف سے چٹ آئی ہے اس لئے یہ تحریک کل تک pending کی

جائی ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بحث برائے سال 2007-08 پر بحث

(--- جاری)

جناب سپیکر: اب سالانہ بحث بابت سال 2007-08 پر بحث کا آغاز مورخہ 17- جون 2007 کو

ہوا تھا آج بھی بحث جاری رہے گی جو اکیں بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چیزوں

میرے پاس بھجوادیں۔ ابھی تک جو نام میرے پاس آیا ہے وہ صرف ایک نام ہے وہ جناب عامر عثمان عادل کا ہے۔ جی، بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن صاحب!

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) محمد حسن: اللہ کے پاک نام سے شروع جو بڑا مریبان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ درود وسلام حضرت محمد ﷺ پر۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ فناں منڑنے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ تیار کیا ہے اور یہ بھی ان کو اعزاز ہے کہ انہوں نے بڑے اعتماد سے، بڑے confidence کے ساتھ پانچویں دفعہ یہ بجٹ پیش کیا۔ میں اس پر ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں اپنے حلقات کے حوالے سے کچھ گزارشات کرنے کے بعد بجٹ پر بھی comments دوں گا۔ ہمارے علاقے گوجرانواحہ سے پانچ گھنٹوں سے گیس ملتی ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ گوجرانواحہ کے باسیوں کو گیس نہیں مل رہی۔ ہماری گیس باتیں علاقوں کو بھی ضرور ملے لیکن گوجرانواحہ کا بھی حق ہے۔ اگر وزیر خزانہ صاحب کچھ پیسے اس مدد میں رکھ سکتے ہیں۔ میرے حلقات میں اس وقت ساڑھے تین کروڑ روپے کی بجائی کی ہے اور میں نے بچھلی دفعہ بھی یہی گزارش کی تھی اور آپ کو بتاتا ہے کہ last time کو وجہ سے ہمیں فنڈ بھی نہیں دیئے وہ ان کی بہت سرباذنی ہے۔ یہ last time کو نہ دیکھیں اگر لوگوں کو کچھ مراعات دے سکتے ہیں تو ان کو دینی چاہیں۔

تمیری بات یہ ہے کہ ہمارا علاقہ پوٹھوہار اور خاص طور پر گوجرانواحہ کا علاقہ ہے اور میں کئی دفعہ پہلے بھی یہ گزارش کر چکا ہوں کہ یہ انتہائی موزوں ہے چھوٹے چھوٹے بند باندھ کر ڈیز بنانے کے لئے اور یہاں پر ہزاروں ڈیز بننے چاہیں جس سے واٹر لیول بھی اوپر آئے گا اور ایگر یکچھ بھی ترقی کرے گی۔ ہمارا علاقہ بنیادی طور پر فوجی علاقہ ہے یہاں کے لوگ فوج میں جایا کرتے تھے لیکن آج کل فوج میں بھی بندش ہو گئی ہے تو ان کے گزاوات کے لئے فوج رہ گئی ہے اور نہ ایگر یکچھ ہے۔ صرف ایک survival ہوتا ہے کہ اگر اس علاقے میں کچھ انڈسٹریز قائم کی جائیں۔ میں نے last time بھی گزارش کی تھی کہ اگر منکلا چکوال سیکٹر کو انڈسٹریل ایریا ڈیلکسٹر کیا جائے یا کچھ ایریا یا ہاں پر انڈسٹری کے لئے مختص کیا جائے تو ہاں کے عموم کو آنے والے دس بپندرہ، بیس سال کے لئے گزاوات کے لئے روزگار میاہوں گے۔

جناب سپیکر! میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ خط پوٹھوہار میں کوئی ایجو کیشن انسٹیٹیوٹ نام کا نہیں ہے اور گوجرانواحہ میں تعلیم کے نام پر آٹھ سو کنال زمین مختص پڑی ہوئی ہے۔ وزیر تعلیم

یہاں پر تشریف رکھتے ہیں میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ یہاں پر ایک یونیورسٹی بننی چاہئے جس سے سارے لوگ مستفید ہوں لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ گوجرانواہانکھ تھصیل ہمارے ضلع کی سب سے بڑی تھصیل ہے۔ وہاں پر ایک بست بڑی منڈی ہے انتظامی طور پر اس میں بڑی کمیاں ہیں اگر اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے تو یہ انتظامی کمزوریاں دور ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں بحث کے متعلق کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب

ایک بڑی humble, loyal obedient and self respecting personality کے مالک ہیں اور اسی وجہ سے

This side or that, side everybody loves and respects him with all his ideas. This time his attitude has been aggressive. I don't know whatever the reason is because he has projected the 5 years achievement of the Government. He has showed lot of aggression in this.

میں یہ کہتا ہوں کہ پانچ سال گزرے ہیں ان پانچ سالوں میں بہت کچھ ہوا ہے۔ ان پانچ سالوں میں پیسے بھی آئے ہیں، لوگوں نے بھی کام کیا ہے۔ بڑے eminent اور بڑے قبل منسٹر ز بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور سب نے ہر مد میں کام کیا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ سارے کام ہو جائیں لیکن اگر ایک طریقہ اپنایا جائے اور سلسہ چلتار ہے تو ضروریہ صوبہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ تمام تردیوں کے باوجود ہمارے ہاں بہت کی رہی۔ عمران مسعود صاحب یہاں پر تشریف فرمائیں وہ میرے برخوردار بھی ہیں، میرے عزیز بھی ہیں اور میرا ان سے رشتہ بھی ہے میں نامیدی کے ساتھ کہتا ہوں کہ پچھلے پانچ سال کے دوران جتنی بڑی حالت تعلیم کے شعبے میں ہوئی ہے شاید آنے والے ایجو کیشن منسٹر اللہ کرے یہی بنیں شاید یہ حالت ٹھیک ہو لیکن صورتحال یہ ہے کہ یہاں پر اتنے دعوے کئے گئے کہ بڑی enrollment ہوئی، بڑے ٹیکر زبرحتی کئے گئے، بڑی سولیات دی گئیں۔ وہاں پر اسی لحاظ سے ایجو کیشن بذریعہ نیچے گئی اور ایک پڑھا لکھا پنجاب ان پڑھ پنجاب میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے ترقی کی ہے۔ میرے حلقوں میں ایک گورنمنٹ ہائی سکول ہے شاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ دسویں سے نویں پر آیا، نویں سے اس وقت آٹھویں پر آگیا اور اگلے سال شاید ساتویں پر بھی

چلا جائے گا۔ لوگ اتنے بگڑ رہے ہیں کہ مجھے جا کر انہوں نے اوہر سے پکڑا اور کہا کہ ہم نے آپ کو کس لئے اسمبلی میں بھیجا تھا کہ ہمارا سکول دسویں سے آٹھویں پر چلا جائے۔

خدارا! عمران مسعود صاحب ایک دفعہ اسمبلیاں ختم ہونے سے پہلے میرے پاس آئیں تو میں ان کو اپنے حلقہ پی۔ 4 کے کسی ایک سکول میں وزٹ کرواؤں گا کہ ہم کس کسپر سی کی حالت میں رہ رہے ہیں۔ وہاں پر کھنگر میں ایک پر ائمڑی سکول ہے جو پچھلے چار سال کے دوران شاف نہ ہونے کی وجہ سے ملیا میٹ ہو گیا، ختم ہو گیا اور آج وہاں پر ایک بچہ بھی نہیں ہے اور ایک ٹیچر تنخواہ لے رہا ہے۔ میرے اپنے گاؤں کا ایک چھوٹا سا سکول ہے۔ 2002 میں اس میں 143 بچیاں پڑھتی تھیں اور اب صرف 57 بچیاں رہ گئی ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے کہاں پر ایجو کیشن کی enrollment بڑھائی ہے اور کہاں پر تعلیم کو ادا پر لے کر گئے۔ صورتحال یہ ہے کہ جو پانچ سال کے دوران تعلیمی نظام میں تبدیلیاں درز تبدیلیوں کی وجہ سے تعلیم کا کچھ نہیں رہا امتحانوں کا سسٹم تبدیل کر دیا گیا ہے اس دفعہ 20 لاکھ بچوں کو پانچویں اور آٹھویں جماعت کے امتحان سے محروم کیا گیا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ میرے حلقے میں 43 ہائی سکول ہیں جن میں سے صرف 6 میں ہیڈ ماسٹر ہیں اور پچھلے پانچ سال میں عمران مسعود صاحب ان 43 سکولوں کو ہیڈ ماسٹر نہیں دے سکے۔ جو ایڈیا ک کام کر رہے ہیں انہیں کیوں نہیں promote کیا گیا اور میں ہر دفعہ چیختا چلا تارہا۔ 13 لڑیسی سنٹر چل رہے ہیں اور انہیں پچھلے ڈیڑھ سال سے تنخواہ نہیں مل رہی۔ میں نے عمران مسعود صاحب کو بھی کہا اور پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں، انہیں بھی کہا، سیکرٹری ایجو کیشن کو بھی کہا لیکن ان لوگوں کو تا حال تنخواہ نہیں مل رہی اور پھر اس ایجو کیشن سسٹم نے moral character کا بیڑہ غرق کیا کہ میرے حلقے کے 43 سکولوں میں ایک ایک نائب قاصد بھرتی ہونا تھا اور ان ناخداوں نے ان ہیڈ ماسٹروں کو جو 20,19,18,17 سکیل کے لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس میں اور آپ بچے تعلیم و تربیت کے لئے بھیجتے ہیں، ان لوگوں سے peon اور sweeper کا blank appointment letter لیا اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے فارم بھرے کہ یہ ہمارے من کو moral character کو پسند لوگ ہیں اور ہم انہیں بھرتی کرتے ہیں۔ اب اس ہیڈ ماسٹر کے blank letter پر دستخط کر دیئے وہ میرے اور آپ کے بچوں کی تربیت دیکھیں کہ جس نے کیا کرے گا۔ یعنی اس طرح کی ایجو کیشن سیکٹر میں کمی ہوئی کہ کچھ نہیں رہا۔ انہوں نے شروع میں کہا تھا کہ آٹھویں کا امتحان نہیں ہو گا بعد میں انہیں خیال آیا اور امتحان لے لیا اور جب دیکھا کہ یہ غلطی

ہوئی ہے کہ آٹھویں کا امتحان لے لیا ہے تو انہوں نے فیل ہونے والوں کو بھی پاس کر دیا اور جو پاس تھے وہ بھی پاس کر دیئے اور جنہوں نے امتحان نہیں دیا تھا انہیں بھی پاس کر دیا۔ ان بچوں کو یہ نویں میں لے گئے اور نویں میں جا کر انہوں نے کہا کہ A to Z گریڈ ہوں گے اور زیر و نمبر لینے والا بچہ پاس ہو جائے گا۔ بچہ تو پاس ہو گیا لیکن اس کے پلے کچھ نہیں پڑا اور اگلے ہی سال انہوں نے کہا کہ 33 فیصد نمبر لینے والے بچے دسویں میں promote ہوں گے لیکن وہ کیا ہے کہ آج دن تک وہ بچے گلی ڈنڈا کھیل رہے ہیں اور تعلیم کے معیار میں ان کا صفائی ہو گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کاغذوں پر بست ہیں لیکن بد قسمتی سے فریکلی at least in my area the achievements condition is very disappointing.

جناب سپیکر! پچھلے سال میرے 43 سکولوں میں سے صرف 6 سکولوں کے 20 فیصد بچے میٹرک میں پاس ہوئے اور باقی بچے زیر و سے 20 فیصد کے درمیان فیل ہوئے۔ جماں یہ معیار ہو کہ چھ سکولوں میں بچے 20 فیصد پاس ہوں اور باقی بچے ہوں تو وہاں پر کون سی تعلیم ہے اور کون سا، ہم آگے بڑھ رہے ہیں اور کون سا ہم کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ازراحت کے سیکٹر میں بھی بہت کچھ کام گیا اور بہت دعوے ہوئے لیکن لودھی صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں مگر ان دعویٰ کے باوجود ہمارا صوبہ ایک زرعی صوبہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم نے ٹھاٹر، آلو، پیاز اور سب سے بڑا چینی کا کرسرس face کیا ہے اور پچھلے پانچ سالوں میں لاکھوں ٹن ہم نے اجنس بھی درآمد کی ہے تو ہم فخر سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ایگر یکسر سائیڈ پر اتنا لگا دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ لاءِ اینڈ آرڈر پر اربوں روپے اس حکومت نے خرچ کئے ہیں کہ پولیس pickets بنی اور ہزاروں پولیس والوں کو بھرتی کیا گیا لیکن اسی تناسب سے بہت زیادہ کرامگریٹ بڑھا ہے۔ ان دو دنوں میں جب آپ نے چھٹی فرمائی تو میں وہاں پر گیا۔ رکھ موڑ پر رات کے ایک بجے کے قریب ڈاکا پڑا اور 6/7 بندوں نے آکر گھر والوں کو لوٹا، مارا اور سب کچھ کیا اور اگلی ہی رات ایک ساتھ والے گاؤں ٹول بڑھ پر ڈاکا پڑا اور آج یہ حال ہے کہ میں روڈ سے سائیڈ روڈ پر آپ پہلے تورات کو جانا پسند نہیں کرتے تھے اور آج دن میں بھی سائیڈ روڈ پر نہیں جا سکتے۔ ہر طرف لوٹ کھسٹ کا بازار گرم ہے اور ایسے لگتا ہے کہ اس ملک میں ڈاکوؤں، چوروں اور لٹیروں کا راج ہے اس حکومت کا نہیں ہے۔ بد قسمتی سے میں فریکلی on ground پوزیشن بتا رہا ہوں کہ پولیس والا اس وقت کچھ کام کرنے کے لئے کار آمد ہے اور نہ ہی حکومت والے

اس طرف کوئی قدم اٹھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ جس ملک کے اندر انصاف نہیں ہو گا وہ ملک قائم نہیں رہ سکتا۔ انصاف کے بغیر آپ کس طریقے سے ایک معاشرے کو پروان چڑھاتے ہیں۔ دوسرا جنگ عظیم میں چرچل نے کہا تھا کہ اگر میری عدالتیں کام کر رہی ہیں تو میں جرمی سے اپنے ملک کو بچاؤں گا اور انہوں نے بچالیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ بے انصاف کی حکومت کسی صورت قائم نہیں رہ سکتی، ظالم کی حکومت قائم رہ سکتی ہے۔ ہم آج اگر انصاف اپنے ملک میں نہیں لائیں گے تو میں اور آپ ہم سارے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے اور ہمارا پر کوئی ایسی قوم آجائے گی جو اس ملک کو انصاف دے گی۔ یہ ملک چل نہیں سکے گا۔ خدار! کسی ایسے راستے پر چلیں جماں اس ملک کو ہم انصاف دے سکیں۔ اس وقت لاءِ اینڈ آرڈر کی صورتحال اتنی دگر گوں ہے کہ کوئی بندہ اس وقت میں روڈ سے باہر نہیں جا سکتا۔ راتوں تک لوگ جاگتے رہتے ہیں کہ پتا نہیں ہمارے ساتھ کیا ہو گا۔ یہ کون لوگ ہیں کہ اتنی پولیس ہونے کے باوجود جو آج یہ صورتحال پیدا کر رہے ہیں۔ یہ ہماری قوم کے وہ نوجوان لوگ ہیں جو چرس، افیون، شراب، ڈاکے، چوری اور جوئے سب کے اوپر جا رہے ہیں اور اس حکومت کے پاس کوئی جواب نہیں کہ ان جرائم کو کنٹرول کریں۔ کنٹرول تو ہو سکتا تھا اچھی تعلیم دینے سے، کنٹرول اس طریقے سے نہیں ہو سکتا تھا کہ آپ تعلیم کی دھمیاں بگاڑ کر لوگوں کے moral character کیلیں کر ہیں ماسٹر تک کے لوگوں کو ان کے character کو ختم کریں۔

جناب سپیکر! پولیس کی بھرتیاں ہوئیں kindly محظی تھوڑی سی بات کرنے دیں کیونکہ میں بہت تھوڑا اسمبلی میں بولا ہوں اور صرف پتے کی ایک بات کرتا ہوں کیونکہ میں کسی پر تنقید کرتا ہوں اور نہ کسی کے حق میں بولتا ہوں۔ پولیس کی بھرتیوں کے حوالے سے راوی پنڈی میں ایک بازار گرم ہوا اور راجہ صاحب تشریف نہیں رکھتے اور انہیں سارا اپنا ہے کہ وہاں پر 50/40 ہزار روپے میں ایک ایک سپاہی کا نشیبل بھرتی ہوا اور جو لوگ 50 ہزار روپے دے کر بھرتی ہوئے وہ کون سے بچے ہیں جو کل اس ملک کے لئے ایمانداری سے کام کریں گے۔ انہوں نے ساری زندگی رشتہ اور بے ایمانیاں کرنی ہیں۔ یہ سارے ایس اتفاق اور ہپید اکریں گے جنمون نے اس صوبے کے ساتھ لٹیر اپن کرنا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کے دونوں بچے کے ساتھ فوج میں گئے۔ وہ سارے میرٹ پر گئے ہیں اور آپ کے بچے آج یہ فخر کے ساتھ کہ سکتے ہیں کہ ہم فلاں سندھ اور فلاں پنجاب کے سپوت ہیں اور ہم اس ملک کے لئے جان دیں گے۔ یہ ایسا ہے جو 60/50 ہزار روپے رشوت دے کر بھرتی ہوئے ہیں، یہ کس فخر کے ساتھ اس ملک کی خدمت کریں گے اور اس ملک کو بچائیں گے اور اس ملک کے لئے جانیں دیں گے اور کون سا انصاف یہ لے کر آئیں گے؟ پھر انہوں نے یہ ظلم کیا، کیوں میرٹ کی دھمکیاں اڑائی گئیں؟ آخری رات انہوں نے ہزار کے حباب سے بیٹھ کر ایک دفتر میں میرٹ پر آنے والوں کو ہٹا کر اپنے من پسند لوگوں کو ڈال لیا۔ یہ کون سے لوگ ہیں؟ ان کے لوگ ہیں اور ان کے نہیں ہیں۔ اس وقت ایک مسلم لیگی حکومت ہے تو پورا صوبہ اس مسلم لیگ کا ہے۔ ہم آپ کو بطور سپیکر اور پرویز احمدی کو وزیر اعلیٰ مانتے ہیں۔ کیوں ناصافی ہو؟ کیوں میرے یا بہت سارے ان لوگوں کے فنڈرز روک رکھے ہیں، کیا میں اس مقصد کے لئے مشرقی پنجاب میں مندر سنگھ کے پاس جاتا کہ میرے حلقتے کے لئے فنڈز دیں۔ میں تو وزیر اعلیٰ کو کہتا ہوں کہ وہ میر اوزیر اعلیٰ ہے اور انہوں نے پہلی دفعہ یہاں بیٹھ کر کہا تھا کہ میں بغیر تفریق کے اپوزیشن کو فنڈرز دوں گا لیکن کون سی وہ hurdle کے سامنے پیش آئی کہ وہ اڑھائی کروڑ روپے ہمیں دیا اور بد نصیبی یہ ہے کہ ادھر کچھ لوگوں کو دیا ہے۔ کون سی من پسندی تھی کہ اپوزیشن کے کچھ لوگوں کو تودے رہے ہیں اور کچھ کو نہیں دے رہے۔ خدار! کچھ تو انصاف کی چیز سامنے آئی چاہئے تھی تاکہ ہم آج یہ کہہ سکتے کہ ہم نے مل کر اس ملک کو چلا�ا اور اس ملک کے ساتھ چلے ہیں۔

جناب سپیکر! سو شل سیکٹر میں آتا ہوں کہ پہلے بھی کہا ہے کہ اتنی کرپشن ہے کہ مجھے ایک British born لڑکی جس نے پاکستانیوں کے لئے ایک لیٹر لکھا ہے اور sorry میں لا یا نہیں۔ اس نے کہا کہ خدار! ایک بات کریں کہ قائد اعظم کے ساتھ اس مسلم لیگ کو منسلک نہ کریں۔ میں آگے بتاتا ہوں کہ کیوں؟ اس نے کہا کہ اس ملک کے اندر قائد اعظم کی تصویر چل رہی ہے، قائد اعظم کی مسلم لیگ نہیں چل رہی۔ آج آپ پٹواری کے پاس چلے جائیں کہ عام آدمی پٹوار کلچر میں اتنا زیادہ پھنسا اور دھنسا ہوا ہے کہ وہ بے چارہ اپنا ایک جائز کام بھی نہیں کرو سکتا۔ آج ایک پٹواری فوتیدگی کے انتقال پر 50 ہزار روپیہ لے رہا ہے اور حقیقت میں جو جائیداد بچوں کی ہوتی ہے اور ایک باپ مر گیا تو پٹواری کہتا ہے کہ 50 ہزار روپے مجھے دے دیں۔ ادھر ہم کہتے ہیں کہ ہماری فیس تو 200 روپے سر کاری ہے اور ہمیں کیا پتا کہ پٹواری یتا ہے یا نہیں۔ آج کوئی پٹواری یا تحصیلدار اپنے

دفتر میں بیٹھ کر کام نہیں کرتا۔ آپ زمین خریدتے ہیں تو پتواری اور تحصیلدار آپ کے گھر میں آ کر انتقال چڑھا کر جاتا ہے اور آپ سے کیا لیتا ہے وہ تو آپ اور مجھے بخوبی بتاتے ہیں۔ پتواری کلچر نے اس ملک کو تباہ کیا ہوا ہے۔ پولیس کی ہر روز آپ باتیں سنتے رہتے ہیں۔ پولیس میں کوئی کام نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ آپ پیسے نہیں دیں گے تو کام نہیں ہو گا۔ پولیس کی ڈیوٹی ریلوے پھانک پر لگی ہوئی ہے اور میں صح شام جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ ٹرکوں والے کھڑے ہوتے ہیں اور پیسے دے رہے ہوتے ہیں۔ جب میں انہیں کہتا ہوں کہ آپ یہ کیوں کر رہے ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں کہ "اساں پیسے تال لے رہے آں کہ اینماں کوں ڈا کو منش نہیں ہیں" لیکن ماننے کے لئے کوئی تیار نہیں۔ اگر میں ایس پی تک جاتا ہوں تو کہتے ہیں کہ یہ پیسے کام لیتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ کون پیسے لیتا ہے۔ بد نصیبی یہ ہے کہ آپ، میں اور ہم سب اس ملک کے رہنے والے ہیں اور ہم اتنے گئے گزرے ہو گئے ہیں کہ ہم برائی کو برا کھنے کے لئے تیار نہیں تو اس کلچر کو کون ٹھیک کرے گا۔ پانچ سال میں ہم نے کیا قدم اٹھایا۔ آپ سپیکر تھے آپ پانچ پانچ، دس دس بندوں کا سندھیکٹ بناتے اور کہتے کہ ایک ایک برائی کو نکالنے کے لئے بتائیے کہ اس برائی کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے؟ اب بھی وقت ہے کہ ہمیں ان برائیوں کو دور کرنا چاہئے۔ وہ وندو آپ یشن لانا چاہئے کوئی کمپیوٹر ازدھ سسٹم لانا چاہئے جس سے یہ کریشن دور ہو۔ کریشن ہر دور، ہر معاشرے میں، ہر گورنمنٹ الہکار کے ساتھ منسلک ہے اور ہمارا کوئی کام ہو نہیں رہا ہے۔

جناب سپیکر! زکوٰۃ منستر تشریف نہیں رکھتے، جب بھی ایکشن آیا انہوں نے اپنی کمیٹیاں بنائی ہیں میں ایک یونین کو نسل کے زکوٰۃ کمیٹی کے پریزیڈنٹ کا نام آپ کو بتاتا ہوں، نام تو نہیں بتاتا لیکن اس کے کرتوت بتاتا ہوں کہ سخت شرابی آدمی ہے ایک دن ان اس نے اتنی شراب پی کہ لوگوں نے اس کو اٹھا کر گاؤں کے باہر پھینک دیا لوگ سمجھتے کہ یہ مر گیا ہے جب دیکھا تو وہ زکوٰۃ کا پریزیڈنٹ پڑا ہوا تھا۔ ایسے شرابی بندے کو صرف پارٹی کی بناء پر زکوٰۃ کا چیز میں لگایا ہوا ہے۔ خدار! مجھے آپ ابھی بھی اختیار دے دیں میں جا کر دیکھتا ہوں کہ کتنے لوگ اس کے اہل ہیں جو زکوٰۃ کے چیز میں بن سکتے ہیں۔ میں سب سے پہلے ان سے دعائے قوت سنوں گا کہ سناؤ دعائے قوت کہ کیا آپ کو آتی ہے اور کیا اس کے معنی آتے ہیں؟ وہ مسلمان بھی نہیں ہے تو وہ زکوٰۃ کا چیز میں بن کر کیا کرے گا جس کو اسلام کی چیزوں کا پتا نہیں کہ زکوٰۃ کس پر واجب ہوتی ہے اور کام سے آتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس اسمبلی میں پچھلے پانچ سالوں میں بہت ٹیکٹ نظر آیا۔ جو یہاں پچھلے بچوں پر

نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں ان میں ایمانداری بھی ہے فناں منظر کی طرح ان میں محنت بھی ہے، لگن بھی ہے اور جذبہ بھی ہے۔ اگر یہ سلسلہ چلے اور میری طرح کے سفید داڑھیوں والے جو آگے بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کو پیچھے کر دیا جائے اور ان کو آگے لایا جائے تو یہ ملک چل سکتا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملک کو چلنا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: کیا اپوزیشن کی طرف سے کوئی معزز رکن بات کرنا چاہتا ہے؟ کیونکہ ابھی تک میرے پاس مزید نام کی چٹ نہیں ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جی، جناب سپیکر! میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز صاحب! ان کے علاوہ کوئی اور بھی بات کرنا چاہرہ ہے ہیں تو اپنے نام کی چٹ مجھے بھجوادیں۔

حاجی محمد اعجاز: نَحْمَدُهُ وَنَصْلِي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ إِمَّا بَعْدَ فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو گور نمنٹ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پانچواں بجٹ پیش کیا بلکہ بجٹ پیش کرنے کا دعویٰ کیا۔ وزیر تعلیم عمران صاحب تشریف فرمائیں۔ بریگیڈر صاحب نے اس مردمیں بہت سی باتیں کی ہیں لیکن میں صرف اپنے حلقے کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں بہت شور مچایا گیا کہ سکولوں میں جو missing facilities ہیں ان کو پورا کیا جائے گا لیکن بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ پورے پانچ سال گزرنے کے باوجود میرے حلقے میں بہت سے ایسے سکولز ہیں جن میں ابھی تک فریج پر نہیں ہے، جن میں ابھی تک باتحصہ روم کی سولت میسر نہیں ہے، جن میں ابھی تک پینے کا پانی نہیں ہے پتا نہیں جوار بول روپے یہ تعلیم کے لئے رکھ رہے ہیں یہ کماں استعمال کر رہے ہیں۔ ابھی کیڑڑ زورہ ہے ہیں کہ ہمیں ریگولر کیا جائے۔ میرے حلقے میں کئی سکولز ایسے ہیں جہاں پورا شاف، پینے کا پانی، بجلی، بجلی کے پکنھے اور بچوں کے بیٹھنے کے لئے بخ نہیں ہیں۔ میں صرف ایک سکول کا نام لیتا ہوں یا سیمین سینکنڈری ہائر سکول، وہ بچیوں کا سکول ہے وہاں اس قدر زیادہ بچیاں ہیں جو زمین پر بیٹھتی ہیں ڈیک نہیں ہیں، چیزز نہیں ہیں، پینے کا پانی نہیں ہے، یہاں تک کہ باتحصہ روم کی سولت بھی نہیں ہے۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ پانچ سال گزرنے کے باوجود دعویٰ تو یہ کیا جاتا ہے کہ تعلیم کے لئے کھروں روپے رکھے گئے ہیں لیکن لاہور جیسے شر میں جو پنجاب کا دارالخلافہ ہے یہاں بہت سے ایسے سکولز ہیں جہاں missing facilities پوری نہیں کی گئی۔ ہر سال یہ کما جاتا ہے کہ تعلیم کے لئے اتنا بجٹ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں ایک سکول ہے اس کا نام ہے ملت بوانز ہائی سکول جو مغلپورہ شاہ کمال روڈ پر موجود ہے 1996ء میں وہاں ملک ریاض صاحب ہیدما سٹر تھے وہ بچوں کو اس طرح سے تعلیم دینے تھے کہ ان کے دور میں ایسے بچے تعلیم میں آگے آئے جنوں نے سات سو سے زیادہ نمبر لئے اور تمام بچوں نے فرست ڈویشن حاصل کی کوئی بچہ فیل نہیں ہوا۔ اس کی وجہ کیا تھی وہ یہ تھی کہ وہ بچوں کو پڑھاتے تھے اگر کسی بچے نے کہا کہ مجھے بخار ہے تو وہ کہتے تھے کہ بچوں کو سکول لاوے میں خود ڈاکٹر سے چیک کروتا ہوں اگر بخار ہے تو انہوں نے دوائی لے کر دی ہے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ بیٹا یہاں بیٹھ جاؤ اور بیٹھ کر پڑھو اور اگر پڑھ نہیں سکتے تو غالی سنو کہ میں کیا پڑھا رہا ہوں۔ 1996-97 کے بعد آج تک جب سے وہ ہیدما سٹر وہاں سے تبدیل ہوئے ہیں اس سکول کا ایک بچہ بھی فرست ڈویشن حاصل نہیں کر سکا۔ کیا ان ہیدما سٹر نے تعلیم گھول کر پلا دی تھی؟ نہیں بلکہ انہوں نے پڑھایا تھا۔ ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم تعلیم کو فری کر رہے ہیں، کتنا میں دے رہے ہیں یہ اپنی مرضی کے سکولوں کو کتابیں دے رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایسا نظام تعلیم ہونا چاہئے کہ بچے پڑھیں اور پڑھ کر فرست ڈویشن حاصل کریں زیادہ نمبر حاصل کریں اور اچھے تعلیمی اداروں میں جائیں۔ یہاں یونیورسٹی پرائیویٹ سیکٹر میں بن رہی ہیں لیکن آپ دیکھیں ہمارے پاکستان سے، بنگلہ دیش سے، انڈیا سے لاکھوں کی تعداد میں بچے UK میں جاتے ہیں اور وہاں جا کر یونیورسٹیوں میں داخلے لیتے ہیں وہاں سے پڑھ کر آتے ہیں۔ کیا ہم یہاں پر ایسا نظام نہیں بناسکتے کہ دوسرے ملکوں کے بچے ہمارے ملک میں آئیں؟ یہاں آئیں اور تعلیم حاصل کریں اور جو ان ملکوں کی معیشت ترقی کر رہی ہے وہ ہماری معیشت ترقی کرے۔ ہم کیوں ایسا نظام نہیں بناسکتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر! لاءِ اينڈ آرڈر کی بات کی گئی۔ پچھلے پانچ سالوں سے موجودہ گورنمنٹ جناب پرویزاں ای صاحب لاکھوں، اربوں، کھربوں کے حساب سے پولیس کو پیسا دے رہے ہیں لیکن پولیس کے کرامہ کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی وائٹ کالر آدمی تھا نے میں پرچہ درج کروانے جائے تو اس کا پرچہ درج نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی دوسرا آدمی جاتا ہے تھوڑے بہت پیسے دیتا ہے تو اس کی ایف آئی آر فوراً درج کر لی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! ستریٹ کرامہ لاہور میں عام ہے کسی گلی میں علی جائیں پتا چلتا ہے کہ ابھی یہاں سے موبائل فون چھین لیا گیا کسی خواتین کا پرس چھین لیا گیا۔ ڈکٹیاں، چوریاں عام ہیں اور

مویشی عام چرائے جاتے ہیں اور ان سب کو کسی نہ کسی وڈیرے کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے۔ ہم اگر اربوں روپے وہی کسی اصلاحی کاموں پر لگائیں تو میرا خیال ہے کہ پولیس کی بجائے وہ بہتر ہو سکتا ہے۔ پولیس کو ہم نے بت کر دیا ہے۔ پولیس افسران اپنی مرخصی کرتے ہیں ابھی میری بہن نے آپ کے سامنے ذکر کیا کہ اس کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی۔ ہم ایک طرف تو پولیس کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پانچواں بجٹ آیا اور آنے سے پہلے سیاسی گرفتاریاں شروع ہو گئیں لیکن شکر ہے میرا خیال ہے کہ آج کل شاید نہیں ہو رہیں لیکن کافی دونوں تک یہ بات اسمبلی میں چلتی رہی اور اسمبلی کا ماحول بھی کچھ خراب ہوا اور وہ اسی وجہ سے ہوا کہ سیاسی لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا تھا۔ گورنمنٹ کا یہ فرض ینتہا ہے کہ پولیس کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ کریں۔

جناب سپیکر! پاکستان کی 70 فیصد آبادی دیہات میں رہ رہی ہے اور ہم کسان کو کیا دے رہے ہیں؟ کوئی ریلیف نہیں دے رہے ہیں۔ ٹھاٹر/-40 روپے کلو،/-30 روپے کلو اور چھٹے دونوں/-80 روپے کلو تھا۔ اگر ہم کسان کو کچھ سہولت دیں گے اسے کھاد سستے واموں میا کریں گے اگر بھلی فری دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ کسان بھی ہمیں اس کی output دے گا اور ہمیں مارکیٹ سے بہتر سبزی مل سکے گی۔ پاکستان میں انڈیا سے بے شمار ٹھاٹر آ رہا ہے لیکن اس کے باوجود ابھی بھی قیمت/-30 اور/-40 روپے کلو ہے۔ آج کل کے موسم میں ٹھاٹر/-10 روپے اور/-5 روپے کلو ہوتا تھا لیکن یہ کیا وجہ ہے ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے ہمیں کسان کو ریلیف دینا چاہئے جیسے انڈیا کے پنجاب میں کسان کو بھلی بالکل مفت دی جاتی ہے وہ جتنا مرخصی بھلی استعمال کرے ٹیوب دیل چلائے وہ پروڈکشن میا کرے۔ کیا ہم ایسا نہیں کر سکتے؟ اگر ہم بہت سی مددوں میں یہ کہتے ہیں کہ ہم کسانوں کو ریلیف دے رہے ہیں بے زمین کسانوں کو زمین دے رہے ہیں تو ہمیں یہ بھلی کی بنیادی سہولت بھی دینی چاہئے۔ اب بھلی تو ہمارے پاس ہے، ہی نہیں تو ہم دیں گے کیا؟ لاہور جیسے شر میں روزانہ دس بارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہے لاہور والے رو رہے ہیں، تڑپ رہے ہیں اور کراچی کی صور تھال دیکھ لیں تو وہاں کیا ہے؟ وہاں روزانہ سڑکوں پر مظاہرے ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنی معیشت پر خاص توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! چھٹے سال 2006 میں لاہور قصور روڈ شروع کی گئی تھی جس کو ابھی تک مکمل نہیں کیا گیا۔ چھٹے دونوں گورنمنٹ نے ایک سکیم BOT شروع کی تھی یعنی Build

میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں اسی strong parr یا موجود ہیں Operate and Transfer جن کو اگر آگے لایا جائے اور ان سے کما جائے کہ آپ اس روڈ کو بنائیں۔ بے شک ناکر اس پر کوئی ٹکیں لگائیں تاکہ لوگوں کو آنے جانے کے بہتر ذرائع حاصل ہو سکیں۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بات پر توجہ دیں کہ BOT کے تحت پارٹیوں کو آگے لائیں ان سے روڈز بناؤیں بے شک وہ روڈ پر ٹکیں لگائیں کوئی ٹول وغیرہ کا سسٹم کر لیں اس طرح سے لوگوں کو بہتر ذرائع آمدورفت مل سکے گی۔

جناب سپیکر! بر گیڈیر صاحب نے زکوٰۃ کی بات کی میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ زکوٰۃ بت ذمہ دارانہ کام ہے اگر کوئی آدمی زکوٰۃ کا چیز میں بنتا ہے اور وہ حقدار تک زکوٰۃ نہیں پہنچاتا تو کل قیامت کے دن اس سے پوچھ گچھ ہو گی۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ جو گورنمنٹ تھی جو صاحب اختیار لوگ تھے انہوں نے آپ کو ایک چیز کا چیز میں بنایا آپ کو زکوٰۃ کا چیز میں بنایا۔ آپ نے کیوں حقدار کو زکوٰۃ نہیں دی؟ یہاں تو حقدار کو زکوٰۃ دینے کی بجائے اپنے لوگوں کو نوازا جاتا ہے۔ ابھی بر گیڈیر صاحب نے بتایا کہ ایسے آدمی کو زکوٰۃ کا چیز میں بنایا گیا ہے جو شرابی ہے، شراب تو ویسے ہی حرام ہے اور جو شراب پیتا ہے اس کی تو دعا ہی قبول نہیں ہوتی۔ گورنمنٹ کا یہ فرض بنتا ہے کہ دیکھ بھال کر لوگوں کو چیز میں بنائے۔ جس وقت ایکشن آتے ہیں تو ایکشن سے پہلے اپنی مرضی کی زکوٰۃ کیمیاں بنائی جاتی ہیں اور ان سے پھر ووٹ مانگے جاتے ہیں۔ ایسا کردار ادا نہیں ہونا چاہئے بلکہ اچھے طریقے سے میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی جانچ پرستی کر کے پھر ان کو چیز میں بنایا جانا چاہئے۔ شکریہ!

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنی گزارشات پیش کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ مسلم لیگ کی پہلی منتخب حکومت ہے کہ جس نے اپنی آئینی مدت پوری کی ہے۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو اور اس پورے ایوان کو اس بات کی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے سارے ادوار دیکھے ہیں، 85 سے میں اور آپ اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں۔ ہمیں دو دو، تین تین سال بعد ایکشن لڑنے پڑے ہیں اور پانچ سال میں ہم نے دو دو ایکشن لڑے ہیں تو سب سے پہلے تو میں آپ کو، اپنی جماعت اور صدر پاکستان جزل پرویز مشرف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہمیں مدت پوری کروائی ہے۔ ہم نے جموروی صدر بھی دیکھے ہیں کہ جنہوں نے دو دو، تین تین سال بعد

اسمبلیاں توڑیں اور اپنی ہی پارٹی کی اسمبلیاں توڑیں لیکن یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سارے بڑی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (نصر ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے بعد میں تھوڑا سا آپ کو وزیر خزانہ نے جواں بجٹ کو ہماری حکومت کا آخری بجٹ کہا ہے تھوڑا سا ان سے اختلاف کی جشارت کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری کارکردگی اور ہماری قیادت کی مانیٹر نگ اور ان کی جو گائیڈ لائنس ہے اور ان کی جو وظیفہ ہے اس کی وجہ سے میں اس کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آنے والے ہماری جماعت کے دور حکومت کا یہ پیشگی بجٹ ہو گا، یہ اس دور کا پیشگی بجٹ ہے اور اس سے انشاء اللہ ظاہر ہو گی۔

معزز ممبر ان حزب اختلاف: انشاء اللہ، انشاء اللہ۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! ہماری حکومت کے قائد اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے وثائق، کابینہ کی مشاورت، ہمارے ممبر ان کا تعاون اور ہمارے ورکرز کی جو سپورٹ ہے اس سے ہم نے جو وظیفہ ٹو نٹی ٹو نٹی long term policy کے لئے دیا ہے اس پر ہماری حکومت نے اہداف مقرر کئے ہیں اور اہداف کی کارکردگی بتاتی ہے کہ وہ کتنی performance میں آئی اور کس پر عمل ہوا ہے اور کس پر عمل نہیں ہوا۔ وہ دیکھنے والی باتیں ہیں کہ ہم نے کیا کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم بھی بڑے پچھے دار نظرے سنتے رہے ہیں اور ہم نے ایسی جماعتوں کا دور بھی دیکھا کہ جوروٹی، کپڑا اور مکان کے نعروں پر آئیں اور جنہوں نے بڑے پچھے دار نظرے لگائے کہ ہم عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان دیں گے۔ انہوں نے دیکھا ہے کہ غریب، غریب تر ہوتا گیا اور مزدور کی کارخانہ دار سے لڑائی کرائی۔ مزارع کی زمیندار کے ساتھ لڑائی کرائی۔ مالک مکان کی کرائے دار کے ساتھ لڑائی کرائی، اس طرح ملک میں افراتفری کا سامان پیدا ہوا۔ ہم نے کوئی ایسا پچھے دار نظرہ نہیں لگایا۔ آپ اس پورے بجٹ کا فوکس دیکھیں تو اس پورے بجٹ میں کم آمدی والے اور غریب آدمی پر فوکس ہے۔ میں اس کی آگے آپ کو تفصیل بیان کرتا ہوں۔ اس میں ہمارا کوئی ذاتی ایجمنٹ انشاء اللہ اگلا ایکشن لڑنا ہے۔

جناب سپیکر! 2020 long term policy vision کا جو اولین شرط ہوتی ہے وہ ہوتی ہے کہ قوم کی تقدیر بدلتے کی جو اولین تقدیر ہوتی ہے وہ ہوتی ہے کہ قوم کا شعور بیدار کرنا، وہ کس طرح ہوتا ہے؟ وہ دو چیزوں سے ہوتا ہے، ایک تو قوم کو تعلیم دی جائے اور پھر اس کے بعد اس کی صحت کا خیال رکھا

جائے اور ہماری حکومت کی یہی دو ترجیحات ہیں جن کے اوپر ہماری حکومت نے کام کیا ہے۔ اس میں اگر آپ بجٹ کی ^{لیکھیں، وزیر خزانہ بڑی تفصیل سے اس کا جواب بھی دیں گے۔ میں اس وقت صرف تھوڑی سی آپ کو عرض کروں گا۔}

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے 21.48۔ ارب روپیہ سال روائی سے 72 فیصد زیادہ ہے۔

صحت کے لئے 6.50۔ ارب روپیہ سال روائی سے 51 فیصد زیادہ ہے۔ واٹر سپلائی اور نکاسی آب کے لئے 6.50۔ ارب روپیہ سال روائی سے 25 فیصد زیادہ ہے۔ یہ رقم رکھنے کا مقصد کیا ہے کہ قوم کو تعلیم یافتہ کیا جائے۔ ابھی میرے محترم دوست بریگیڈیر صاحب فرمائے تھے کہ تعلیم کا بُرا حال ہو گیا ہے۔ میں ادھر بیٹھے ہوئے تمام حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ جن کاروٹی، کپڑا اور مکان والی پارٹی سے خاص طور پر تعلق ہے، ان سے سوال کرتا ہوں کہ کسی حکمران کو توفین نہیں ہوئی کہ پہلی جماعت سے دسویں تک تعلیم مفت کر دیں، کیوں نہیں کی گئی؟ ان کو کرنی چاہئے تھی اگر وہ تعلیم کے خیر خواہ ہیں اور ملک کے اندر تعلیم پھیلانا چاہتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پروریز المی کے کھاتے میں نیکی آئی کہ انہوں نے پہلی جماعت سے دسویں جماعت تک مفت تعلیم شروع کی ہے اور جولاہور کے بڑے لوگ ہیں وہ ایک صاحب مجھ سے پوچھتے تھے، ان کے لڑکے Aitcheson or Choueifat میں پڑھتے ہیں، مجھے پوچھنے لگے کہ چودھری صاحب آپ کی حکومت نے یہ کون سا بڑا تیر مارا ہے کہ پہلی جماعت سے دسویں تک مفت تعلیم کر دی ہے۔ اس میں جو فیس ہے وہ تو ایک لڑکے کی دس میں روپے ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ میرے اور سپیکر صاحب کے گاؤں میں جو بندہ رہتا ہے اس سے پوچھیں کہ -20 روپے کی اہمیت کیا ہے اور اگر اس کے پانچ بچے سکول میں پڑھتے ہیں اور اس کو -100 روپیہ میں نہ دینا پڑتا ہے تو اس سے آپ پوچھیں کہ -100 روپے کی اہمیت کیا ہے؟ پھر آپ کو اندازہ ہو گا کہ وزیر اعلیٰ نے کون سا کارنامہ کیا ہے۔ آپ کو کارنامہ نظر نہیں آتا۔ اس طرح کی ہمارے اوپر تنقید ہوتی ہے لیکن جو بندہ ان لوگوں کو جو پے ہوئے تھے ان کو اٹھانے کی کوشش کرے، میں سمجھتا ہوں کہ یہی لیڈر شپ ہے اور یہی لیڈر شپ لوگوں کو پسند آتی ہے۔ اس کے علاوہ شرح خواندگی کے اندر ان اقدامات سے کیا ہوا؟ 47 فیصد سے 62 فیصد تک شرح خواندگی ہو گئی ہے۔ پرانگری سٹھ پر داخلہ 45 فیصد سے 70 فیصد تک چلا گیا ہے۔ ابھی بریگیڈیر صاحب بتا رہے تھے کہ اس میں ہوا کیا ہے؟ لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں کا تناسب سکولوں میں میدیا کالجوں میں زیادہ بڑھ گیا ہے

اور میں یہ باقاعدہ figures کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔ اس سے ہو آکیا ہے کہ جو لوگ بے چارے اپنے مالی حالات کی وجہ سے پڑھ نہیں سکتے تھے انہوں نے بھی پڑھنا شروع کر دیا ہے اور drop of rate جو کہ بہت زیادہ تھا وہ کم ہو گیا ہے۔ ہمارے جوزیر تعلیم ہیں وہ بھی انشاء اللہ اس کی بات کریں گے۔

جناب سپیکر! پھر جس شعبے سے میرا تعلق ہے میں اس کی طرف آتا ہوں۔ آپ نے بھی بڑے ادارے کیے اور میں نے بھی بڑے dynamic قسم کے چیف منسٹر ز صاحب کے ساتھ کام کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ پرانی حکومتیں۔ پرانی حکومتوں نے بھی بڑا اچھا کام کیا، ہم اس پر تنقید نہیں کرتے لیکن یہ کوئی بات کسی کے کھاتے میں آتی ہے اور کوئی کسی کے کھاتے میں نہیں آتی۔ Basic Health Units بڑی ہی کاؤشوں کے ساتھ اور بڑی ہی تندی سے ان پر بڑی اچھی بلڈنگیں بنائی گئیں اور بڑی اچھی ان کی رہائشیں بنائی گئیں لیکن وہاں پر ڈاکٹر نام کی چیز پیر امید کس نام کی چیز اور دوائی کی نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ کوئی ڈاکٹر تھا، کوئی نرس تھی، کوئی پیر امید کس تھے اور نہ ہی کوئی دوائی تھی۔ یہ کھاتہ اور noble cause جو ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ نے وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہی کے حصہ میں لکھی ہوئی تھی۔ اب 82 سے 85 فیصد جو ہمارے BHUs ہیں وہ آباد ہیں، وہاں پر آپ کو ڈاکٹر ملیں گے، وہاں پر آپ کو دوائیاں ملیں گی، وہاں پر آپ کو زسریں اور پیر امید کس ملیں گے اور ہوا کیسے؟ کوئی الہ دین کا چراغ چودھری صاحب نے نہیں جلا یا۔ کیا کیا ہے؟ چو میں ہزار آٹھ سور و پیہ ایک او کو جو پہلے دن وہاں جا کر کام کرتا ہے، رول، ہیلتھ سٹریٹ میں اس کو تنخواہ ملتی ہے اور اگر اس کا پورا پیکنگ گئیں تو وہ تیس ہزار تک چلا جاتا ہے۔ اس کو loan facility ہے، اگر کوئی پلاٹ خریدنا چاہے تو اس کو loaning facility ہے اور اس کو اور incentive ہے اور اس پر جو ہے گا وہ بھی گورنمنٹ آف پنجاب دے گی۔ اس کو اور کیا یا loan interest چاہئے؟ جزا اور سرزماں کے بغیر کوئی مذہب بھی نہیں چلتا، دنیاداری تو کیا، مذہب بھی نہیں چلتا، اگر مجھے پتانہ ہو کہ میں صح نماز پڑھوں گا ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے تو مجھے جنت ملے گی تو شاید میں اتنی تکلیف نہ کروں۔ وہ بندہ اس لئے کرتا ہے کہ اس میں incentive ہوتا ہے۔ اس طرح دنیاداری میں اگر incentive ہو گا تو بندہ کام کوئی بھی نہیں کرے گا۔ ڈاکٹرنے وہاں جانا شروع کر دیا ہے اس لئے کہ ان کو ایک تو تنخواہ معقول دی گئی ہے، دوسرا چودھری پرویز الہی صاحب نے 25 اس ڈاکٹر کے لئے جو دو سال تک BHU میں کام کرے گا۔ اس کو پہلک سروں marks

کمیشن کی طرف سے 25 marks دیئے جائیں گے تاکہ وہ پہلی نوکری میں آسکے اور 25 marks اس کو incentive دیا گیا ہے اس وجہ سے ڈاکٹروں نے وہاں پر جانا شروع کر دیا ہے۔ پھر وہاں پر دوائیاں مفت دی جا رہی ہیں۔ اس کو پھر ہم نے ریفرنس سسٹم بنایا ہے کہ BHU میں جو مریض ٹھیک نہیں ہو سکتا وہ ڈاکٹر اس کو RHC میں refer کرے گا، اگر اس کا علاج وہاں نہیں ہو سکتا تو پھر اس کو تحصیل ہیڈ کوارٹر میں refer کرے گا، اگر اس کا علاج وہاں بھی نہیں ہو سکتا تو پھر اس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں بھیج گا اور اگر کوئی بہت زیادہ serious patient ہے تو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر والا جو ایم۔ ایس ہے وہ اس کو ٹینکنگ ہسپتال میں refer کر دے گا۔ یعنی یہ چیزیں facilities پر gross root level decentralize کی گئی ہیں تاکہ لوگوں کو facilities پر gross root level کی گئی ہیں اور وہ جو میں نے پہلے بات کی ہے کہ ہماری حکومت نے پسے ہوئے لوگوں کا خیال کیا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو آپ بھی جانتے، میں بھی جانتا ہوں اور پورا ایوان بھی جانتا ہے کہ جن بے چاروں کے پاس سپیشلیسٹ کی فیس نہیں ہے اور وہ لوگ ہیں جن کے پاس گاڑیاں نہیں ہیں، پیڑوں نہیں ہے کہ وہ اپنے مریضوں کو لا ہو رہا کیمیں۔ ان کو ہماری حکومت نے primary care provide کی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کسی ٹینکنگ ہسپتال کی ایمیر جنپی میں چلے جائیں۔ سب سے بڑی ایمیر جنپی میو ہسپتال کی ہے اور میو ہسپتال میں میراخیال ہے کہ اتنے مریض آتے ہیں کہ شاید پاکستان میں اس سے بڑی ایمیر جنپی کوئی نہیں ہے، کسی صورت میں بھی نہیں ہے۔ اس میں کیا ہو رہا ہے؟ ساری کی ساری دوائیاں مفت مل رہی ہیں۔ اس میں پانچ سے دس ہزار روپے تک کا الجھش جو ہارت ائیک کی صورت میں لگتا ہے وہ بھی مفت مل رہا ہے۔ آج تک کسی حکمران نے یہ کام نہیں کیا۔ میں ابھی اس کے figures میتوں کا تھا تو اس میں ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ، یہ ریکارڈ کی بات ہے، آپ چیک کر لیں کہ او سط ڈیلی اخراجات ہیں اور یہ صرف میو ہسپتال کے ہیں۔ پھر ہم یہ میو ہسپتال میں ہی نہیں کر رہے بلکہ جتنے بھی ٹینکنگ ہسپتال ہیں ان سارے کے ساروں میں ہم کر رہے ہیں۔ میں ایک اور بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، ہمارے ایک دوست ٹرینری بخچ کے آج آئے نہیں انہوں نے یہ کہا تھا کہ آپ اس کام کو آگے کیوں نہیں بڑھاتے؟ اس کو اس طرح سے ہم آگے بڑھا رہے ہیں کہ میو ہسپتال کے اندر نہ صرف ایمیر جنپی میں بلکہ سارے کارڈیاوجی کے آپریشن بلکہ سارے کے سارے آر تھوپیڈک کے آپریشن مفت شروع ہو گئے ہیں اور پورے کا پورا علاج اس وقت میو ہسپتال میں مفت ہو رہا ہے، دوائیاں مل رہی

ہیں اور مریضوں کی care کی جا رہی ہے اور سارے ٹیچگ ہسپتا لوں کی ایم جنسی دوائی مفت دے رہی ہے۔ اگر کسی بندے کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے تو راستے میں پتا نہیں اس کے پاس پیسے ہوتے ہیں کہ نہیں ہوتے اور سارے کے سارے جو HQs ہیں ان کو بھی ہم اس level پر لارہے ہیں ابھی تک لائے نہیں ہیں لیکن ان کو ہم لارہے ہیں اور سارے کے سارے جو HQs ہیں ان کو بھی ہم اس لیوں کے اوپر لارہے ہیں جو ابھی تک لائے نہیں لیکن ان کو ہم آہستہ آہستہ لارہے ہیں۔ جوں جوں وسائل اجازت دیں ہم DHQs کی ایم جنسی میں بھی ساری کی ساری مفت دوائی شروع کریں گے۔ انشاء اللہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا 2020 کے vision کے مطابق یہ پروگرام ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیا لو جی واحد ادارہ تھا جس میں پورے پاکستان سے سارے دل کے مریض علاج کرواتے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس ہسپتال کے اوپر کتنا پریشر تھا۔ مینہ مینہ دل کا آپریشن کرنے کے لئے باری نہیں آتی تھی۔ اس کو ہم نے de-centralize کیا ہے۔ ساؤ تھ کا بر اشور ہوتا ہے کہ ساؤ تھ میں کام نہیں ہوتا۔ اگر آپ ملتان میں جا کر دیکھیں تو ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیا لو جی کی well state of the art building کو ہم equipped کر رہے ہیں۔ وہاں پر ایم جنسی، OPD شروع ہو گئی ہے اور انشاء اللہ تھوڑی دیر بعد ہم اسے پورا operational کریں گے۔ ہم نے یہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیا لو جی لاہور سے بہتر ادارہ ملتان کے اندر بنایا ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو That is worth seeing اس کے علاوہ اسی طرح کا ادارہ فیصل آباد میں بھی بن رہا ہے۔ وہ تقریباً مکمل ہو گیا اور جلد operative ہونے والا ہے۔ اسی طرح کا ایک ادارہ وزیر آباد میں بھی بن رہا ہے یعنی ہم چیزیں decentralize کر کے گراں روٹ لیوں تک پھیلارہے ہیں تاکہ عام آدمی کی صوبہ پنجاب کے کونے کونے میں health care کی جائے اور ہر بندے کا علاج اس طریقے سے کیا جائے کہ اسے لاہور نہ آنا پڑے۔ یہ ہماری حکومت کا 2020 vision ہے جس کے اہداف کو پوری طرح سے حاصل کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ دونئے میدیکل کالج بنائے گئے ہیں۔ ایم جنسی کی سروس 1122 شروع کی گئی ہے جو کہ ایک انٹر نیشنل لیوں کی سروس ہے۔ کل ایک صاحب اعتراض کر رہے تھے کہ جی وہ 15/20 منٹ تک آتی نہیں ہے۔ جناب امی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی بندہ کال کرتا ہے تو وہ 7 منٹ میں وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ ایک well-equipped ایمبو لینس ہے۔ اس میں سارا انتظام ہے، ڈاکٹر ہوتا ہے، ادویات ہوتی ہیں، اس میں ایم جنسی کا سارا treatment

ہو سکتا ہے، مریض کو اس کے اندر aid first مل سکتی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ انٹر نیشنل یوں کی سروں پہلے لاہور میں شروع کروائی تھی اور اب ہم اسے مزید 11 اخلاع میں پھیلارہے ہیں۔ اسی طرح ہم آگے اس کو پنجاب کے تمام DHQs میں پھیلانیں گے یہ ہمارا پروگرام ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کل یہاں پر بڑامذاق اڑایا گیا کہ/- 500 روپے ماہانہ فی خاندان دیا گیا ہے تو کیا اس سے اس فیملی کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے؟ یہاں پر کہا گیا کہ یہ تو ایک مذاق ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہماری حکومت وہ حکومت ہے جو کم آدمی والے، غریب آدمی اور پس ہوئے طبقے کو دوسرا کے برابر لانا چاہتی ہے اور ان کی uplift کا خیال کر رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ اندھیروں کو کوئے سن کی بجائے دیا جانا چاہتے ہے۔ ہم نے کم از کم دیا تو جایا ہے۔ روشنی تو دی ہے کہ اس کی کچھ نہ کچھ مدد کی جائے۔ پانچ سو کے حساب سے تین میںے کا- 1500 روپے کا چیک دیا جائے گا تاکہ اس آدمی کو بار بار چکر نہ لگانے پڑیں۔ میں کہتا ہوں کہ حکومت نے اس طبقے کے لئے یہ ایک concern کیا ہے جو کہ واقعی حقدار ہے۔ پہلے ہم نے سنت آٹا سکیم چلائی۔ جب میرے پاس ملکہ فودھا تو بڑی کامیابی کے ساتھ آٹا سکیم چلتی رہی ہے۔ اب ہم نے/- 500 روپے میںہ دینا شروع کیا ہے تو اس پر مذاق نہیں اڑانا چاہتے بلکہ اسے support کرنا چاہتے اور اس کو آگے بڑھانے کے لئے حوصلہ افزائی کرنی چاہتے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یہاں پر ہمارے قائد حزب اختلاف کی یہ بات سن کر مجھے بڑا افسوس ہوا۔ بھی بھی ہمارے بھائی حاجی اعجاز صاحب کہہ رہے تھے بہت سے ایسے ملک ہیں کہ جہاں پر بھلی کابل نہیں ہے۔ اگر حکومت نے پسلا دیا جایا ہے، میں دیا ہے کہ ٹیوب ویلز کے اوپر 25 فیصد سب سدی دی جائے گی تو اس پر ہمارے قائد حزب اختلاف فرمارہے تھے کہ یہ تو بڑے لوگوں کو دی گئی ہے۔ آپ اور میں جانتے ہیں، ہم خود زمیندار ہیں۔ 90 فیصد وہ زمیندار ہیں جو کہ گزارہ یونٹ پر گزارہ کرتے ہیں۔ اسے ہم subsystem unit کہتے ہیں یعنی ساڑھے 12 ایکٹر پر ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں تو یہ بڑے زمینداروں کی مدد کیسے ہو گئی؟ 25 فیصد زمیندار کے لئے بہت بڑا incentive ہے۔ میں مونجی کا کاشتکار ہوں، جو لوگ مونجی لگاتے ہیں ان کو پتا ہے کہ کتنا بڑا بدل آتا ہے۔ مجھے ایک دوست ملے، وہ کہنے لگے کہ میں نے ریٹائرمنٹ کے بعد کاشتکاری شروع کر دی ہے اور چودھری صاحب! میں نے آپ کے ضلعے میں مونجی لگائی ہے۔ تو میر انوکری کا سارے کا سارا بنک بیلنس میری موڑ کھا گئی ہے۔ یعنی اتنا بدل آتا ہے تو حکومت پاکستان نے 25 فیصد

کی rebate دی ہے جس میں ساڑھے بارہ فیصد حکومت پنجاب نے دینا ہے اور ساڑھے بارہ فیصد وفاقی حکومت نے contribute کرنا ہے۔ اتنی بڑی rebate پر مذاق اڑایا جا رہا تھا۔ I am sorry for that.

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پکے کھالوں کا پروگرام ہے جسے صدر پاکستان خود کر head کر رہے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی مفید پروگرام ہے، اس میں water saving ہے۔ اس کے علاوہ لیزر لیونگ کا پروگرام ہے۔ آپ خود زمیندار ہیں۔ یو نین کو نسل کی سطح تک یہ لیزر لیونگ میا کئے گئے ہیں تاکہ زمین ہموار ہو، اس میں بہتر کاشنکاری ہو سکے، فصل زیادہ ہو اور پانی کی saving ہو سکے۔ آپ کو علم ہے کہ پانی کی کتنا کمی ہے، نہری پانی پورا نہیں آتا اور لوگ ٹیوب ویلز سے کام چلاتے ہیں۔ پانی اور فصل کا رشتہ اس طرح کا ہے جیسا کہ خون اور بدن کا رشتہ ہوتا ہے۔ اگر پانی پورا نہ ملے تو فصل نہیں ہوتی تو حکومت پاکستان نے اور خاص طور پر حکومت پنجاب نے اس طرح کے پروگرام بنائے ہیں۔ اس سکیم کو ہر یو نین کو نسل کی سطح تک پھیلایا گیا ہے۔ اسی طرح جناب! سرکاری ملازمین کے لئے کالونیاں اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو بھی ہر یو نین کو نسل کی سطح تک یقینی بنایا جا رہا ہے۔ اس میں بھی صدر پاکستان خود پچبی لے رہے ہیں، وہ خود اس کو monitor کر رہے ہیں۔ یہ ساری کارروائیاں ان لوگوں کے لئے کی جا رہی ہیں جو کہ neglected تھے۔ ان پروگرامز پر بھی ہماری اپوزیشن داد دینے کی بجائے کہتی ہے کہ حکومت تو کچھ کر رہی نہیں رہی۔

جناب والا! اس کے علاوہ پولیس کو بڑا ہدف تنقید بنایا گیا ہے کہ پولیس کچھ نہیں کر رہی۔

اسی دور کے اندر نہ صرف سپاہی، نہ صرف ایس ایج اول بلکہ ایس پی صاحبان نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ انہوں نے ڈاکوؤں کے ساتھ لڑتے ہوئے اپنی جانیں تک پیش کیں۔ اس کا معاوضہ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب نے بڑھایا ہے۔ آج تک کسی اور حکمران نے نہیں بڑھایا۔ ان کی فیملی کو جور قم دیتے ہیں اس میں بھی اضافہ وزیر اعلیٰ چودھری پریزا ہی نے کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا۔ میں پھر اس بات پر آؤں گا کہ ہماری حکومت کا فوکس کم آمدی والے لوگوں کو uplift کرنا ہے۔ ہماری حکومت نے 2000 روپے فی سپاہی تنخواہ بڑھادی ہے۔ وہ سپاہی جو بے چارہ 24 گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے، اسے چھٹی نہیں ملتی، وہ اپنی فیملی کو take care کر سکتا۔ اس کورات دن ڈیوٹی دیتی پڑتی ہے جبکہ اس کی تنخواہ تھوڑی سی ہے۔ جب ہم سورہ ہے ہوتے ہیں تو وہ رات کو سڑکوں کے اوپر پرہ دے رہا ہوتا ہے۔ اس سپاہی کی ہماری حکومت نے 2000 روپے تنخواہ بڑھائی ہے۔ ہماری حکومت کا تو

فوكس ہی چھوٹا طبقہ ہے جسے ہم uplift کرنا چاہتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں سے ہماری حکومت پھر ضرور آئے گی۔

MR. SPEAKER! Thank you very much, I am very grateful to you.

رانا شناہ اللہ خان: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا شناہ اللہ خان صاحب پوانٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، رانا صاحب!

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوانٹ آف آرڈر پر آپ کی اور اس معزز ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ممبر ان کی توجہ اس جانب مبذول کروانی چاہتا ہوں کہ چودھری صاحب ہمارے بھائی ہیں، ہمارے لئے بڑے باعث احترام ہیں۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے تو وہ حکومتوں بھی دیکھی ہیں جو کہ بڑی لمحے دار تقریریں کرتے تھے اور اس کے بعد پھر انہوں نے خود بھی ایک لمحے دار تقریر شروع کر دی حالانکہ جب وہ لمحے دار تقریریں ہو اکرتی تھیں اور جو حکومتیں کیا کرتی تھیں چودھری صاحب ان میں بھی موجود تھے اور اب بھی موجود ہیں۔ اب آنے والے دور میں پھر چودھری صاحب کہیں گے کہ ہم نے بڑی لمحے دار تقریریں سنی تھیں اور پھر اس کے بعد معلوم نہیں کون سی تقریر فرمائیں گے۔ مجھے ذرایہ فرمادیں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔ آپ اتنی جلدی نہ کریں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کی بات مکمل ہو گئی ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب! میں ان سے دو باتیں پوچھنی چاہتا ہوں۔ یہ اپنی تقریر میں ادھر ادھر بھی گئے، انہوں نے 500 روپے میں غریب کے گھر کا دیا بھی جلا دیا، چولما بھی جلا دیا۔ پھر یہ کھالے کپے کرنے چلے گئے پھر کہیں اور طرف چلے گئے۔ ان کے پاس ملکہ صحت کا چارج ہے۔ پچھلے سال ہیلتھ کے development بھت میں سے ایک ارب روپیہ خرچ نہیں ہوا۔ وہ کیوں خرچ نہیں ہوا؟ اس بات کی وضاحت چودھری صاحب فرمادیں۔ دوسری یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری بات سین۔

رانا شناہ اللہ خان: میں صرف مختصر آگو باتیں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! پہلے میری بات سن لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا پوانٹ آف

آرڈر valid نہیں ہے۔ انھوں نے بجٹ پر تقریر کی ہے۔ آپ کی جب باری آئے گی تو ان چیزوں کی آپ نشاندہی کر لینا۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب والا! فیصل آباد نسٹیٹیوٹ آف کارڈیاوجی کے لئے اس بجٹ میں ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر: دیکھیں! یہ Question Hour تو نہیں ہے۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! رانا صاحب نے میرے حوالے سے بات کی ہے لہذا میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ تو پھر بحث برائے بحث ہو جائے گی۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! مجھے اپنی بات تو مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بات مکمل ہو گئی ہے۔ آپ نے point raise کر دیا ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب نے فرمایا ہے کہ فیصل آباد نسٹیٹیوٹ آف کارڈیاوجی ابھی شروع ہو جائے گا یہ بات انھوں نے پچھلے سال بھی کی تھی لیکن اس بجٹ میں انھوں نے اس کے لئے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا تو یہ شروع کیسے ہو جائے گا یہ پھر پچھے دار تقریر نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر صحت: جناب والا! آپ نے بڑا صحیح فرمایا کہ یہ کوئی سوال و جواب کا سلسلہ نہیں ہے۔ یہ جب اپنی تقریر کریں گے تو اس میں جو مرضی کہہ دیں۔ دوسرا بات یہ ہے کہ میں رانا شناہ اللہ نہیں ہوں کہ پیپلز پارٹی چھوڑ کر (ن) میں چلا جاؤں۔ میں کبھی پیپلز پارٹی میں رہا اور نہ ہی ان کی ٹکٹ پر میں نے کبھی الیکشن لڑا ہے۔ میں نے روٹی، کپڑا اور مکان کی بات کی ہے۔ اس پارٹی کے بارے میں بات کی ہے کہ میں جس میں کبھی رہا اور نہ ہی میرا مستقبل میں اس پارٹی میں جانے کارادا ہے تو پھر رانا صاحب نے اعتراض کیا کیا ہے؟ مجھے تو ان کے اعتراض کی سمجھ نہیں آئی۔ باقی رانا صاحب جب اپنی تقریر میں بات کریں گے تو پھر ہم جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحب!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ جناب! بات کرنے سے پہلے چودھری اقبال

صاحب کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ محکمہ صحت کی کارکردگی بہت اچھی چل رہی تھی لیکن ایک پروفیشنل ڈاکٹر کو ہٹا کر چودھری صاحب کو صحت کا وزیر بنادیا گیا ہے۔ ابھی ان کو یہ محکمہ سنبھالے ہوئے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں اور آج وہ صحت کا credit یعنی کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کے بارے میں بات شروع کرتی ہوں۔ بجٹ ہمیشہ کسی قوم یا معاشرے کی معاشی پالیسیوں کا آئینہ دار ہوتا ہے کہ آپ کے ذخیرے کتنے ہیں، آپ کے پاس reserves کتنے ہیں اور آپ اس کو کس طرح سے خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے جب یہ بجٹ پڑھا تو مجھے یوں لگا جیسے میں کسی بہت ہی جو developed ہے اور اس کے کسی بہت ہی قسم کے ایک صوبے کے بارے میں بجٹ پڑھ رہی ہوں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس گورنمنٹ کو خود تو نظر آتا نہیں اور اگر ہم بتانے کی کوشش کریں تو کہتے ہیں کہ تنقید کرتے ہیں۔ حکومت نے سبز باغ دکھانے کی کوشش کی ہے لیکن ان کا الیہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تمام economic policies کو انٹرنیشنل مارکیٹ کے ساتھ associate کر دیا ہے جس کی مثال پڑولیم اور آئکل کی قیمتیں ہیں اگر کہیں انٹرنیشنل مارکیٹ میں آئکل کی قیمت بڑھتی ہے تو ہمارے ہاں خواہ مخواہ ہی گھی۔ 10 روپے کلو بڑھ جاتا ہے۔ پاکستانی معیشت اس قابل نہیں ہے کہ وہ بین الاقوامی جھٹکے برداشت کر سکے اس لئے انھیں بین الاقوامی پریشر کے ساتھ اپنے آپ کو چلانا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! اس دفعہ بھی یو ٹیلیٹی سٹورز کا نعرہ لگایا گیا۔ اگر میں ہاؤس کی کو refresh کروں تو یہ نعرہ پچھلی دفعہ بھی لگایا گیا تھا۔ پچھلے بجٹ میں بھی یو ٹیلیٹی سٹورز بنانے کی بات کی گئی تھی۔ مجھے یہ بتادیں کہ یہ جو کام پچھلے چار سال میں نہیں کر سکے یہ چار ماہ میں کیسے کریں گے؟ پانچ ہزار یو ٹیلیٹی سٹورز کی جو بات کی گئی ہے اگر میں اس کی تھوڑی سی تفصیل میں جاؤں کہ پاکستان کی آبادی 16 کروڑ ہے۔ اگر میں پنجاب کو صرف 8 کروڑ دوں اور اسے 8 کروڑ کی آبادی سے multiply کروں تو ایک دن میں ایک یو ٹیلیٹی سٹور پر 1600 بندوں کو entertain کرنا پڑے گا۔ اگر یہ پانچ ہزار یو ٹیلیٹی سٹور بن جائیں تو پھر مجھے یہ بتایا جائے کہ ایک دن میں یو ٹیلیٹی سٹور پر 1600 بندہ کیسے ہو گا؟ اگر میں یہ خواب دیکھ لوں کہ پانچ ہزار یو ٹیلیٹی سٹورز بن جائیں تب یہ حالت ہے۔

جناب سپیکر! بھی چودھری صاحب غریبوں کے بہت دعوے کر رہے تھے اور ان کے دل

میں غریبوں کے لئے بہت درد ہے۔ میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ کو وہ غریب نظر آتے ہیں، کیا آپ کو وہ غریب عورتیں نظر آتی ہیں جو اپنے چار یا پانچ چوپ کے ساتھ joint suicides کر رہی ہیں، جو جماعتی خودکشیاں ہو رہی ہیں کیا آپ کو وہ نظر آتی ہیں، کیا آپ کو یہ بتا جل رہا ہے کہ صرف غربت کی وجہ سے لوگ اپنے اعضاء نیچ رہے ہیں؟ کیا آپ کو یہ نظر آ رہا ہے کہ اس ملک اور اس صوبہ پنجاب میں بچ فروخت ہو رہے ہیں؟ صرف غربت کی وجہ سے لوگ اپنے بچ فروخت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں یہ کہ رہے ہیں کہ ہم غربت ختم کرنے لگے ہیں دراصل یہ غریب ختم کر کے ہی غربت ختم کرنے لگے ہیں۔ ان کی یہ پالیسی ہے کہ غریب ختم کر دو تو غربت اپنے آپ ختم ہو جائے گی۔ انہوں نے جو-500 روپے ریلیف کی بات کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ مذاق اڑاتے ہیں۔ مذاق نہ اڑائیں تو اور کیا کریں؟ آپ پچھلے چار سال میں منگانی میں تو 600 فیصد اضافہ کریں اور ریلیف پانچ سو روپیہ دیں تو کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے، کیا کسی غریب آدمی کی غربت کا مذاق اڑانے کی بات نہیں ہے کہ 600 فیصد منگانی بڑھانے کے بعد اب 500 روپیہ ریلیف دینے کی بات کرتے ہیں؟ اس ملک میں پہلے بیت المال، زکوٰۃ عشر کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اور جیسے غریبوں کے ساتھ وہاں مذاق کر رہے ہیں اسی طرح ایک نئی strategy create کرنے کی کوشش کی ہے کیا اس سے غریبوں کے مسائل حل ہو جائیں گے؟ ایک طرف تو اس غریب طبقے کی بات تھی جن کے مسائل کی طرف میں نے بات کی ہے۔ اس ملک کے اندر ایک اور غریب طبقہ ہے۔ وہ غریب طبقہ وزیر اعلیٰ میکر ٹریٹ ہے جس کے اندر 4084 ملاز میں ہیں۔۔۔ وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاءِ منسٹر صاحب پواہنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جناب سپیکر! میں محترمہ کو interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ غریبوں سے مذاق کی بات کر رہی تھیں۔ جیسے چودھری اقبال صاحب نے فرمایا کہ غریبوں کو 500 روپیہ دیا گیا ہے اس سے غریبوں کی کسی نہ کسی طریقے سے مدد ہوئی ہے اور یہ بجٹ میں بھی ہے۔ ہم نے تو غریب کو 500 روپیہ دیا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اگر غریب کو 500 روپے بھی دیئے جائیں تو اس سے بھی ان کی مدد ہو گی۔ بقول ان کے کہ غریب کو روٹی ہی نہیں ملتی لیکن وہ لوگ بھی ہیں جو بیرون ممالک بیٹھ کر اپنی سالگردہ کا کیک کاٹ کر غریبوں کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ (غیرہ بھائے تحسین)

رانتاناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانتاناء اللہ خان!

رانتاناء اللہ خان: جناب سپیکر! راجح صاحب نے بڑی قابل اعتراض بات کی ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ 500/- روپے بھی دیں تو اس کی مدد ہو گی۔ آج کل 5/- روپے تو سڑک پر فقیر کو دیتے ہیں۔ کیا یہ پورے ملک کے غریبوں کو فقیر بنانا چاہتے ہیں اور کیا ان کو سڑکوں پر لانا چاہتے ہیں؟ وہ لوگ محنت کش ہیں۔ وہ حرام کی کمائی نہیں کھاتے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: یہ امداد ہے۔

رانتاناء اللہ خان: اور نہ ہی غریب اپنا خسمیر بیچ کر کھاتے ہیں۔ وہ مزدوری کر کے محنت کر کے کھاتے ہیں۔ وہ آپ سے پانچ پانچ روپے لے کر گداگری کریں گے اور نہ ہی وہ فقیر ہیں کہ آپ ان کو پانچ پانچ روپے دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ رانا صاحب ملکی وسائل کے مطابق ہی مدد کرنی ہے۔

رانتاناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس ملک میں کیا ہے؟ اس ملک میں کوئی آدمی خسمیر بیچے اور جو مرضی بن جائے۔ اگر وہ غریب لوگ اپنے خسمیر کو زندہ رکھ کر محنت مزدوری کر کے اپنا گزارہ کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ پلیز تشریف رکھیں۔

رانتاناء اللہ خان: تو میں تمثیل ہوں کہ ہمارے وزراء کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور: جو باہر بیٹھ کر کیک کاٹے گئے ہیں اس بارے میں بھی فرمادیں۔ کیا وہ غریبوں کے ساتھ مذاق نہیں ہے؟

رانتاناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بھی آپ کی باری آنی ہے اس وقت بات کر لینا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

رانتاناء اللہ خان: سارے خزانے ان کے لئے ہیں۔ سارے رقبے ان کے لئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات کر کے کروڑوں غریبوں کی توہین کی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب اپلیئر تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ رانا صاحب پیپلز پارٹی تو چھوڑ کر آگئے ہیں پھر انہیں پیپلز پارٹی کا اتنا عصہ کیوں لگ رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ بے شک اسی طرح تر لے لیتے رہیں لیکن پھر بھی پیپلز پارٹی APC میں شرکت نہیں کرے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ پواہنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پیپلز پارٹی میں بھی تھا تو میں اپنے ضمیر کی سیاست کرتا تھا۔ آج بھی اپوزیشن کی سیاست کر رہا ہوں اور ضمیر کی آواز پر بلیک کہہ رہا ہوں۔ چودھری صاحب! میں نے کبھی اس وقت بے ضمیر کی تھی اور نہ کبھی آج کی ہے۔ آپ اور مجھ میں یہی فرق ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معزز ممبر صاحبہ کو تھوڑا ساماضی کی طرف سیر کر دانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ان کے دور میں راشن ڈپو تھے۔ چالیس چالیس ہزار لوگوں کے لئے راشن ڈپو بنایا تھا اور وہاں پر ایک لمبی قطار ہوتی تھی جماں سے کسی کو پاؤ چینی ملتی تھی اور باقی ان کے در کر زہری لے جاتے تھے لیکن ہم نے تو یو ٹیلیٹی سٹور بنائے ہیں جماں پر عوام کو سستے داموں چیزیں ملیں گی۔ ہم نے وہ سٹور اپنے در کروں کو allocate نہیں کرنے۔ انہوں نے تلوٹ چائی ہوئی تھی۔ راشن ڈپو کس کا کھلا ہے؟ پیپلز پارٹی کے در کر کا۔ یہ ذرا اپنے دور کو ضرور دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو سمجھتی تھی کہ تھوڑا سا آگے جا کر میری تقریر پر کچھ لوگ چیختیں چلائیں گے لیکن یہ تو پہلے سے ہی شروع ہو گئے۔ میری تقریر تو پہلے سن لیں۔ میں اپنی محترمہ بہن کی توکسی بات کا جواب اس لئے نہیں دیتی کیونکہ ان کو جواب دینا بنا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ ابھی ڈپویاد کر رہی تھیں۔ یہ زیادہ دور نہ جائی بلکہ اپنا سستا آٹا سکیم یاد کر لیں۔ جس پروزیر اعلیٰ صاحب کی تصویر چھپی اور میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس کے تھیلے سڑکوں پر رلتے ہوئے دیکھے۔ یہ تو تصویریں چھاپ کر غریبوں کو چودھری پروزیر الی صاحب کی شکل یاد کر رہے تھے کہ ہمارے چودھری صاحب کی شکل دیکھ لیں اور یاد کر لیں کہ یہ چودھری پروزیر الی اس صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ میں نے ان کی تقریر میں interruption کی تھی حالانکہ ان کی بہت سی باتیں قابل اعتراض تھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، بی بی!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: مر بانی۔ جناب سپیکر! میں نے ایک طبقے کی بات کی۔ اب دوسرا غریب طبقہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ والا ہے۔ جس نے ایک مینے پہلے گورنر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے 2 ارب روپے کے دو جہاز خریدنے کے ٹینڈر کئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جس صوبے میں ایک طرف تو غربت کی وجہ سے خود کشیاں ہو رہی ہوں۔ غریب غربت سے مر رہا ہوا وہاں کے وزیر اعلیٰ کو جہاز خریدنے سے فرصت نہیں ہے۔ پہلے جہاز میں کیا خرابی ہے اور آپ ایسے کون سے کام کر رہے ہیں کہ آپ کو نئے جہاز کی ضرورت پڑ گئی ہے؟

جناب والا! وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے 2084 ملازمین میں سے 18 ماشیے ہیں۔ جب میں نے بک پڑھی تو میں حیران ہو گئی کہ یہ کون سی category ہے جو وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں رکھی گئی ہے۔ ابھی جو میری بہن چیخ، چارہی تھیں جنہوں نے میرے بعد تقریر فرمائی ہے ان کے لئے صرف ایک بات کہنا چاہتی ہوں اور ان کے نالج کے لئے دو تین figures دے رہی ہوں۔ اگر دیکھا جائے تو ایک آدمی کی average آمدنی 3000 روپے بنتی ہے لیکن میں ان کو مشکل میں

نہیں ڈالتی اس لئے جس بندے کی پانچ ہزار روپے تنخوا ہے اور اس کے پانچ بچے ہیں۔ وہ اس کا بجٹ بنائکر دکھادیں چونکہ خواتین اپنے گھر کا بجٹ بنانے میں ماہر ہوتی ہیں۔ لہذا میری ان سے گزارش ہے کہ جو خاتون بھی تقریر کے لئے کھڑی ہو وہ پانچ ہزار کا بجٹ ضرور بنائے جس کے لئے میں کچھ figures دے دیتی ہوں کہ -/35 روپے کلو دودھ، -/30 روپے چینی، -/120 روپے بڑا گوشت، -/25 روپے ٹماٹر، -/80 روپے دال ماش، -/50 روپے دال چناء، -/190 روپے 20 کلو آٹا اور -/100 روپے گھی آپ اوہر بیٹھ کر جو figures سناری ہیں جب کھڑی ہوں گی تو پھر مجھے بجٹ بنائکر بھی دکھائیے گا تب میں مانوں گی کہ آپ خواتین یہاں بیٹھ کر خواتین کی کیسے نمائندگی کرتی ہیں۔ میں اپنی ناکامی تسلیم کرتی ہوں کہ میں کسی 7 افراد کے کنبے کا -/5000 روپے میں بجٹ بنانے سے قاصر ہوں۔۔۔

جناب سپیکر! پلیز! wind up کریں۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ نے کسی بھی مقرر کے لئے ٹائم کی restriction نہیں فرمائی۔ آپ نے سب کو بیس بیس، پچیس پچیس منٹ دیئے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ اگر مقررین کی بہت لمبی لست نہیں ہے تو مجھے بھی مزید موقع دیا جائے۔ مجھ سے پہلے بریگیڈیر صاحب نے تعلیم پر کافی تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ یہاں کہا گیا کہ پنجاب ترقی کر گیا۔ پنجاب پڑھا لکھا ہو گیا۔ آپ مجھے اس پڑھکھے پنجاب کے بارے میں بتا دیں کہ جس کے ٹیچر آج مال روڈ پر protest کر رہے ہیں۔ جس کے ٹیچر آج بھی اپنے مطالبات پورے ہونے کے لئے احتجاج کر رہے ہیں۔ اگر ٹیچر زہی مطمئن نہیں ہوں گے تو کس کو پڑھائیں گے پڑھا لکھا پنجاب کیسے بنے گا اور کون پڑھے گا آپ کے پاس؟ جماں تک missing facilities کی بات ہے میری وزیر تعلیم صاحب سے گزارش ہو گی کہ مجھے صرف یہ بتائیں کہ پچھلے پانچ سال میں ڈسٹرکٹ لاہور کی آبادی کتنی بڑھی ہے اور اس میں آپ نے کتنے نئے سکولز بنائے ہیں جو موجودہ سکولز ہیں ان میں missing facilities کی تو میں بات کرتی ہی نہیں۔ چونکہ آج بھی لاہور میں آپ کو یاد ہو گا کیونکہ آپ کی موجودگی میں ہی بات ہوئی تھی والثین جو کہ لاہور کینٹ کا ایک posh area ہے اس میں جناب کی موجودگی میں ہی وہاں پر یہ سوال آیا تھا جس میں بھیوں کو یہ کس کے اندر تعلیم دی جائی ہے۔ اگر لاہور کینٹ والثین کے اندر گرلز سکول کا یہ حال ہے تو میں راجن پور مظفر گڑھ اور لیہ کی تو بات ہی نہیں کرتی وہاں کے سکولوں کا تو میں بہتر طور پر اندازہ کر سکتی ہوں۔ اگر لاہور کی یہ حالت ہے تو

وہاں پر کیا حالت ہو گی۔

جناب والا! کون سا ایک ایسا ماذل ڈسٹرکٹ آپ نے بنایا ہے کون سا ایک ایسا ماذل سکول بنادیا ہے جس کو ہم فخر سے کہہ سکیں کہ یہاں "پڑھا لکھا پنجاب" پروگرام پورا ہو رہا ہے یعنی ایک طرف آپ بے دھڑک پیسے لے رہے ہیں پیسوں کی ان پر بارش ہو رہی ہے اور غیر ملکی آپ کے پاس آ رہی ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ پیسا جا کہاں رہا ہے اور وہ لگ کمال رہا ہے۔

جناب والا! اس بجٹ میں جماں ایک credit لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کل بھی اس پر بات ہوئی کہ اس ملک میں ہمارے پنجاب کا جو بجٹ ہے اس میں 192۔ ارب روپے foreign debts ہیں اور 109۔ ارب روپے کے internal debts ہیں۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہو گی کہ جب وہ بحث کو wind up کریں تو مجھے یہ بتائیں کہ ان debts پر کتنا سود لیا جا رہا ہے یہ کون سے ڈیپارٹمنٹ استعمال کریں گے، کن پر اجیکٹس پر یہ پیسے استعمال ہوں گے، کیا آپ کے جہاز خریدنے اور نفری بڑھانے کے جو رواں اخراجات ہیں، کیا یہ اس کے لئے استعمال ہوں گے یا واقعی کوئی پر اجیکٹ ہے جس پر آپ نے استعمال کرنے ہیں؟ اتنے لمبے چوڑے آپ نے قرضے لئے ہیں جو کہ 72 فیصد بننے تھے ہیں۔ ہمارے پنجاب کے بجٹ کا 72 فیصد یہ رقم بنتی ہے۔ میں یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہوں کہ اس وقت پنجاب کے ہر بندے کو مقرض کر دیا گیا ہے اور یہ قرض جو ہے یہ حکمران اپنے فائدوں کے لئے استعمال کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ wind up کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! مجھے اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: ہمی، جلال دین ڈھکو صاحب!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب آپ نے کسی کو interrupt نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ کو پندرہ منٹ ہو گئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! کوئی لمبی چوڑی لست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میرے پاس لست ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پلیز دو منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکر یہ۔ جناب! آپ ہمیشہ بہت co-operate کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کافی وقت ہو گیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! آپ ہمیشہ co-operative ہر ہے ہیں میں آج بھی یہی توقع کرتی ہوں کیونکہ پورے سال میں ایک دن بولنے کے لئے آتا ہے۔ اس میں آپ یہ جز لون والاؤں والا ڈنڈا نہ چلایا کریں تو مر بانی ہو گی۔

جناب والا! اس ملک میں پولیس کو ہم جتنا پیسا دے رہے ہیں۔ میں صرف دوساروں کی بات کروں گی کہ پنجاب کے اندر suicidal attacks 22 ہوئے ہیں۔ اس کی numeration میں آپ کو بتا سکتی ہوں کہ لاہور میں کتنے ہیں اور باقی کتنے ہیں کیونکہ ٹائم نہیں ہے اس لئے میں اس کو touch نہیں کروں گی اور جناب! جو اس میں important بات ہے پنجاب پولیس کا credit ہے کہ "جیو" پر جو حملہ ہوا ہے اس کے اندر بھی خیر سے ہماری پنجاب پولیس involve تھی۔ جس پر صدر صاحب نے کہا کہ ان کے خلاف سازش ہوئی ہے یہ سازش بھی پنجاب پولیس نے کی تھی تو اس پر بھی ہمیں دیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ ایک recent report جو ہے، چلیں میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کو چھوڑ دیتی ہوں اور وہ من کے حوالے سے بات کروں گی۔ پولیس کے حوالے سے میں کٹ موشن پر بات کروں گی۔ وہ من کے حوالے سے پھر افسوسناک بات یہ ہے کہ اس بجٹ میں بھی پھر خواتین کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ بغیر کسی پروگرام کے بغیر کسی چیز کے پہلے سال سپورٹس سٹیڈیم کی بات کی جس پر میں نے آپ کی موجودگی میں ہاؤس کے اندر جمانیاں گردیزی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو سرف اعلان کیا تھا بجٹ کے اندر کوئی رقم تو نہیں رکھی تھی۔ وہ سپورٹس سٹیڈیم بھی آج تک نہیں بن۔

جناب والا! GRAP Programme کی بات کی GRAP Programme ہم آج بھی ہم لے کر چل رہے ہیں اور اس کا کہیں سر پیر نہیں ہے۔ اس GRAP Programme کی recruitment ابھی تک نہیں ہوئی جس میں عورتوں کی حالت بد لئی ہے۔ سال 2006 میں 157 عورتوں نے suicide کیا ہے 6607 rape cases درج کئے ہیں اور 600 عورتیں غیرت کے نام پر قتل کی گئی ہیں۔ یہ پنجاب کی عورت کا حال ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! اب میں wind up کر رہی ہوں۔ جماں تک development fund کی بات ہے تو جناب میں صرف ایک جملے میں wind up کروں گی کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ 2007 کا ایکشن ڈولیپمنٹ فنڈ پر ہو گا تو وہ احمدوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ اس ملک میں ایکشن اب دو فورسز کے درمیان ہونا ہے اور Anti Musharraf اور اس وقت ووٹ پر ٹھپا گاتے ہوئے ان کے ترقیاتی کام نالی گلیوں کو کسی نے نہیں دیکھنا بلکہ اس وقت لوگوں نے یہ دیکھنا ہے کہ اس ملک کا نجات دہندہ کون ہے اور اس ملک کو تباہی کے دہانے کس نے لا کھڑا کیا ہے۔ بہت شکریہ اور مر بانی۔

جناب سپیکر: جی، جلال دین ڈھکو صاحب!

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ اعجاز احمد پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب اجلاس شروع ہوا تو میں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا اور جناب نے اس بات کا وزیر قانون صاحب سے جواب بھی مانگا تھا۔ راجہ بشارت صاحب چونکہ ابھی تشریف لائے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور ان کو مبارکباد بھی دینا چاہتا ہوں کہ تمام تر حکومتی جبرا اور پولیس کی رکاوٹوں کے باوجود فیصل آباد کے عموم، وکلاء اور تمام سیاسی جماعتیں بھی مبارکباد کی مستحق ہیں کہ انہوں نے چیف جسٹس آف پاکستان کا فیصل آباد میں شاندار استقبال کیا۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ پلیئر تشریف رکھیں۔ جلال دین ڈھکو صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! مسلم لیگی ورکر جو وفات پاچے ہیں ان کی نوجوانی میں کو جن کی پندرہ روز بعد شادی تھی ان کو اٹھایا گیا اور ساڑھے تین بجے چھوڑا گیا۔ وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس ایس ایس ایچ او کو اور اے ایس پی کو معطل کروں گا اور ایوان کے floor پر انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا۔ ان سے پوچھ لیں کہ وہ ایس ایس ایچ او اسی تھانے میں کام کر رہا ہے۔ اگر ہمارے گھروں میں لوگوں کی سیڈیاں محفوظ نہیں ہیں تو یہ بجٹ اور یہ تمام ساری باتیں بے معنی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اجلاس کے بعد آپ وزیر قانون صاحب کے پاس تشریف لے جائیں اور یہ ساری باتیں

ان کے نوٹس میں لائیں۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ ان سے پوچھ لیں۔ یہ ایک اہم واقعہ ہے ان سے صرف یہ پوچھ لیں کہ انہوں نے اس پر کیا کیا ہے لبس اتنی سی بات یہ بتاویں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب والا! یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اجلاس کے بعد راجہ صاحب کی اور بہت سی مصروفیات ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: اجلاس کے بعد آج ایڈ وائزری کمیٹی کی میٹنگ بھی ہے وہاں پر بھی یہ بات ہو جائے گی۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب والا! وہاں پر تو یہ بات ہی نہیں کرتے۔ ایک اور بات فیصل آباد کے حوالے سے میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ آپ کا بھی تعلق فیصل آباد سے ہے۔ یہ جو چیز جس س کا معاملہ ہے یا عدالت کی آزادی کے لئے جو تحریک چل رہی ہے۔ فیصل آباد ڈسٹرکٹ بار ایوسی ایشن کا ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ وہاں پر ہائی کورٹ کا نجی بننا چاہئے۔ ہائی کورٹ کے نجی کو وہاں پر بنانے یا دینے کے ناتے وہاں کے وکلاء کو خریدنے کی کوشش کی گئی اور اس کے لئے جو مذاکرات تھے کہتے ہیں کہ راجہ صاحب نے بھی متحرک ہو کر حصہ لیا اور ایک میٹنگ کہتے ہیں کہ سپیکر ہاؤس میں بھی ہوئی وہاں پر اس قسم کی باتیں ہو رہی ہیں لیکن ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں فیصل آباد کے وکلاء کو کہ انہوں نے بننے سے انکار کر دیا۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کے ایک غیر جانب دار منصب اور سپیکر ہاؤس کی غیر جانبداری تو مسلمہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ چیمبر میں آئیں۔

رانا شناہ اللہ خان: جناب والا! راجہ صاحب وہاں پر بھی گھس کر کیسے کیسے کام کرتے ہیں آپ اس کا بھی خیال کریں اور ان کا سپیکر ہاؤس میں داخلہ بند کریں۔

جناب سپیکر: دیکھیں جماں تک سپیکر ہاؤس کی بات آپ نے کی ہے۔ میں تو آج سے تقریباً تین سال پہلے سے اس کو شش میں ہوں کہ فیصل آباد میں ہائی کورٹ کا نجی بننا چاہئے۔ اس حد تک تو آپ کی بات درست ہے۔ باقی وزیر قانون صاحب کا جماں تک تعلق ہے یقیناً جب میں چاہوں گا تو

وزیر قانون صاحب کو کہوں گا یا وزیر اعلیٰ کو کہوں گا اور میں نے کس کو کہنا ہے کہ نفع بنا چاہئے لیکن چیف جسٹس کے آنے یا نے سے اس نفع کا تکوئی تعلق نہیں ہے۔

رانا شناہ اللہ خان: تعلق اس طرح ہے کہ انہوں نے ان سے کہا تھا کہ چیف جسٹس کی ریلی کو آپ منسون کر دیں تو ہم آپ کو نفع دے دیتے ہیں اور انہوں نے اس سلسلے میں مینگ بھی پیکر ہاؤں میں کی ہے۔ آپ شاید وہاں پر نہیں ہوں گے تو بعد میں انہوں نے اس ہاؤس کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا۔ اب وہ ریلی تو ہو گئی ہے اور وہاں کے دکاء نے بننے سے انکار کر دیا ہے۔

جناب پیکر: شکریہ

رانا شناہ اللہ خان: جناب والا! وہاں کے لوگوں کا حق ہے اور وزیر قانون صاحب سے کہیں ہو انا نہیں کریں۔

جناب پیکر: جی، جلال دین ڈھکو صاحب!

جناب جلال دین ڈھکو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔

شیخ اعجاز احمد: جناب پیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ---

جناب پیکر: شیخ صاحب پلیز ہاؤس کی کارروائی کو چلنے دیں۔ اجلاس کے بعد ایڈواائزری کمیٹی کی مینگ ہے اس میں بات کر لیں گے۔ راجح صاحب بھی وہاں پر موجود ہوں گے۔ جلال دین ڈھکو صاحب!

جناب جلال دین ڈھکو: شکریہ۔ جناب پیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالی کا مشکور ہوں کہ جوانوں نے پنجاب کو---

ایک معزز ممبر: بسم اللہ تو پڑھ لیں۔

جناب جلال دین ڈھکو: بسم اللہ میں نے پہلے پڑھ لی ہے شاید آپ نے نہ سنی ہو۔

جناب پیکر: ڈھکو صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب جلال دین ڈھکو: میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کو جو بحث دیا ہے یہ نہایت متوازن اور عوام دوست بحث ہے۔ اس حکومت نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں میں ان پر بھی روشنی ڈالوں گا اور بعد میں اپنی تجویز بھی پیش

کروں گا۔ میں 1985 سے اس اسمبلی میں آ رہا ہوں۔ سابق ادوار میں پہلی حکومتیں بھی دیکھیں لیکن جو کارہائے نمایاں اس حکومت نے کئے ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں، پورے پنجاب اور ہر آدمی کے سامنے ہیں۔ عملی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ اپوزیشن کو بھی بتا ہے کہ حکومت پنجاب نے اور چودھری پرویز الیٰ نے غریب لوگوں کے لئے جو اقدامات کئے ہیں ان میں 12.5 ایکڑ میں پر زرعی انکم تکمیل معااف کیا جو کہ ایک بہت بڑا قدم ہے۔ جب پاکستان بناتا تو اس وقت اس ملک کی شرح خواندگی 22/23 فیصد تھی اور سابق ادوار میں وہ زیادہ نہ بڑھ سکی، 27 فیصد تک پہنچی، 30 فیصد تک پہنچی، 35 فیصد تک پہنچی اور اب شرح خواندگی 62 فیصد ہے جو کہ موجودہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس کے بعد اس حکومت نے دسویں جماعت تک تمام طلباء کو مفت کیا تھیں تقسیم کیں اور دسویں جماعت تک تمام فیسیں بھی معااف کیں۔ یہ بھی شرح خواندگی بڑھانے میں ایک بہت بڑا قدم ہے۔ 50 ہزار اساتذہ بھرتی کئے یہ بھی شرح خواندگی بڑھانے میں ایک بڑا قدم ہے۔ اس کے بعد تعلیم کے معاملے میں اس دفعہ 21 ارب روپیہ رکھا گیا ہے اور مجھے یقین کامل اور امید واثق ہے کہ شرح خواندگی اور بڑھے گی اور جب شرح خواندگی بڑھے گی تو ملک میں ترقی ہو گی، لوگ بڑھ لکھ جائیں گے اور ملک ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ موجودہ حکومت نے کچھ آبادیوں کے لئے مالکانہ حقوق کا جو فیصلہ کیا ہے یہ قابل تائش ہے۔ حکومت وقت نے 6 لاکھ غریب لوگوں کے لئے 500 روپیہ فی خاندان دینے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ سابق حکومتوں نے نہیں کیا۔ یہ تو 500 روپیہ کی بات کر رہے تھے، 500 روپیہ فی خاندان ہر ماہ دینا یہ بھی ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ زرعی ٹیوب ویلوں کے بھلی کے بلوں میں کمی کی جائے یہ بھی اس حکومت کا ایک کارنامہ ہے۔ اس حکومت نے زراعت، تعلیم اور پھر پیش میں 15/20 فیصد اضافہ کیا ہے۔ اس ضمن میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ موجودہ حکومت نے جو عملی اقدامات اٹھائے ہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جس کا ہر آدمی کو پتا ہے کہ حکومت جو اقدامات اٹھا رہی ہے یہ قابل تحسین ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ چند تجویز بھی پیش کروں گا۔ یہ ملک زرعی ملک ہے اور بہاں کی 80 فیصد آبادی کا زراعت پر انحصار ہے۔ زراعت اس ملک کے لئے ریڑھ کی بڑی کی

جیشت رکھتی ہے اور تمام ترمیعیت کا درود از راعت پر ہے۔ اگر راعت کو بہتر نہ بنایا گیا تو پھر حال یہ ہو گا کہ ہم import کرتے رہیں گے اور export نہ کر سکیں گے جس کی وجہ سے ہمارے ملک کی معیشت دن بدن کمزور ہوتی چلی جائے گی تو ملک کی ترقی روک جائے گی اور ہمارا ملک پسمندہ ممالک میں شامل ہو جائے گا۔ اس کے لئے میں چند ایک تجویزیں پیش کرتا ہوں۔ میری ایک تجویزیہ ہے کہ یہاں پر ہر فصل کے لئے زون مقرر کئے جائیں۔ ایک آدمی کا ایک مریع زمین کا ہے اس میں 5 ایکڑ کماد کاشت کرتا ہے، 5 ایکڑ گندم کاشت کرتا ہے، 5 ایکڑ کپاس کاشت کرتا ہے، کچھ مکنی کاشت کرتا ہے۔ یہ سسٹم کسی ملک میں ہے اور نہ ہی یہ اچھا سسٹم ہے۔ ہمارے پڑو سی ملک ہندوستان میں جا کر دیکھیں وہاں پر ہر فصل کے لئے زون مقرر ہیں تو میں حکومت وقت سے یہ تجویز کروں گا کہ یہاں پر بھی ہر فصل کے لئے ان اضلاع میں زون مقرر کئے جائیں جہاں پر گندم بروقت کاشت ہوتا کہ اس کی پیداوار بڑھ سکے اور ہم اسے export کر سکیں۔

کماد بروقت کاشت ہو، یہ نہیں کہ چاول کاٹ کر ہم گندم کاشت کرنی شروع کر دیں۔ ایسا کرنے سے اس ملک کی پیداوار کم ہو گی اور زراعت میں تعمیر و ترقی روک جائے گی۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ یہ خط پنجاب جس کو انگریز جاتے ہوئے سونے کی چڑیا کہ گیا تھا یہ کہیں پیتل کی چڑیاں بن جائے، یہ بن رہی ہے۔ میری تجویز شامل کریں اور یہاں پر ہر فصل کے زون مقرر کئے جائیں تاکہ پیداوار بڑھ سکے۔

جناب سپیکر! میری دوسری تجویزیہ ہے کہ بھلی کے ٹیوب ویل لگانے کے لئے 2/2 سال تک سکشنس نہیں ملتے۔ لوگ دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ ہمارے پڑو سی ملک میں آج ٹیوب ویل کے لئے درخواست دو تو 7 دنوں میں بھلی کا ٹیوب ویل نصب کر دیا جاتا ہے تو کم از کم ایک ماہ میں بھلی کا ٹیوب ویل نصب ہونا چاہئے اور بھلی کے flat rate مقرر ہونے چاہئے اور بلوں کی nominal قیمت ہو۔ یہ نہ ہو کہ 50/50,30,30/20,20 ہزار روپے بل آ جائیں۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ بھلی کا بل 2 ہزار سے نہیں بڑھنا چاہئے اس سے پیداوار بڑھے گی۔ جہاں پر زیر زمین پانی کرو ہے وہاں پر نہری پانی زیادہ دے دیا جائے اور جہاں پر زیر زمین پانی میٹھا ہے وہاں پر بھلی کے ٹیوب ویل لگنے چاہئیں تاکہ ملک کی پیداوار بڑھ سکے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش بھی کرتا چلوں کہ کھاد کی قیمتیوں میں ہر حال میں کمی کی جائے۔ کھاد اتنی منگی ہو چکی ہے کہ عام کاشنکار خرید نہیں سکتا۔ Pesticide میں

ملاوٹ پر سکین سزا مقرر کی جائے تاکہ یہ ختم ہو سکے اور خالص ادويات اس خطہ پنجاب میں فراہم ہو سکیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سجدیگی کا عالم یہ دیکھیں کہ بجٹ کے اوپر تقریر ہو رہی ہے اور ہمارے فانس منستر بھی یہاں موجود نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لاءِ منستر صاحب جواب دیں گے۔ یہ امرت دھارا ہیں۔ ماشاء اللہ ان کی قابلیت کا توکسی کو شک و شبه نہیں ہے۔ یہ پہلے بھی ماشاء اللہ لاءِ منستر تھے، اب بھی لاءِ منستر ہیں۔ اب یہ تو establish ہو گئے۔ میرے خیال میں آئندہ گورنمنٹ میں بھی یہی لاءِ منستر ہوں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بجٹ ایک اہم چیز ہوتی ہے۔ مجھے بھی کچھ دوست کہہ رہے تھے کہ تقریر کریں تو میں نے یہی کہا کہ کس لئے کریں؟ نہ کسی نے اس بات کا نوٹس لینا ہے اور اگر کسی طرف سے کوئی اچھی تجویز بھی آئے گی جو انہیں پسند بھی ہو تو اس کے اوپر بھی عملدرآمد نہیں ہونا۔ میں نے صرف آپ کے نوٹس میں لانے کے لئے point of order کیا ہے کہ یہ budget speech ہے اور فانس منستر صاحب ہی یہاں پر موجود نہیں ہیں تو باقی اس میں کون سجدید ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! فانس منستر مجھے بنا کر wash room تک گئے ہیں اور میں ان کی جگہ پر باقاعدہ نوٹس لے رہا ہوں۔ ہمارے معزز رکن نے جتنی باتیں فرمائی ہیں میں باقاعدہ ان کے نوٹس لے رہا ہوں۔ جب وہ آئیں گے تو میں یہ نوٹس ان کو پیش کر دوں گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ہم تو لاءِ منستر کی اہلیت اور قابلیت کے قائل ہیں۔ راجہ صاحب! ویسے تو شریف الدین پیرزادہ صاحب established Law Advisor ہیں، آپ بھی ماشاء اللہ صوبہ پنجاب میں Law Advisor بھی رہیں گے اور Law Minister بھی رہیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب، وزیر خزانہ واش روم تک گئے ہیں۔ وہ آجاتے ہیں۔ جی، جلال دین ڈھکو

صاحب!

جناب جلال دین ڈھکو: جناب سپیکر! میں زراعت پر بات کر رہا تھا اور تجویز دے رہا تھا۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ زراعت کو ترقی دینے کے لئے یہاں پر زراعت کا عملہ جو بڑے بڑے ایوانوں میں بیٹھا ہے قطعی طور پر باہر نہیں جاتا۔ فیلڈ اسٹٹنٹ بھی یونین کو نسل پر حاضر نہیں ہوتا۔ یہاں پر زراعت کے منظر موجود نہیں ہیں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم فیلڈ اسٹٹنٹ تو یونین کو نسل ہیڈ کوارٹر پر باقاعدگی سے حاضری دےتاکہ وہ ان کاشنکاروں کو باقاعدگی سے زرعی اجنس کے بارے میں بتاسکے کہ بروقت کاشت کرنے کے لئے کون کون سا موسم موزوں ہے، کون کون سی کھاد موزوں ہے، کون کون سی ادویات موزوں ہیں یہ بتیں تو پڑھا لکھا آدمی ایک فیلڈ اسٹٹنٹ بتاسکتا ہے۔ بڑے آدمی تو یہاں ایوان زراعت میں بیٹھے ہیں جہاں کوئی جاتا ہی نہیں ہے۔ اس عملے کی اول تو ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ عملہ بے فائدہ ہے جو زراعت کے لئے یہاں لاہور میں موجود ہے۔ زراعت کی ترقی کے لئے جو عملہ ہر ضلعے میں موجود ہے وہ باہر فیلڈ میں جائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ کون کون سی ادویات، کون کون سی کھاد کس کس موسم میں کون کون سی نصل کے لئے بہتر ہو سکتی ہے۔ یہ بھی میری تجویز ہے کہ عملے کے لئے بھی ذراہدایات جاری کریں تاکہ وہ لوگوں کو فیلڈ میں جا کر بتائیں اور اپنے دفتروں میں نہ بیٹھا کریں۔

جناب سپیکر! زراعت کے لئے پانی کا نظام بڑا ضروری ہے پانی کے بغیر زراعت ادھوری ہے دنیا کا سب سے بڑا نسیبی نظام جو اس وقت پنجاب میں رائج ہے لیکن اب اس وقت یہ نظام کافی نہیں ہے اس سے فصلیں پوری پیدا نہیں ہو رہیں، آپ لائنگ کرار ہے ہیں اور نالے آپ پکے کرار ہے ہیں لیکن اس کے باوجود پانی کی کمی کے پیش نظر زراعت میں کافی دقت اور قلت ہے۔ پانی کی یہ کمی ڈیم بنانے سے پوری ہو سکتی ہے یا پھر نسیبی ٹیوب ویل لگانے سے پوری ہو سکتی ہے۔ خدا کرے کالا باغ ڈیم بننے اور اس ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر سکے اگر کالا باغ ڈیم خدا نخواستہ نہیں بنتا اور کوئی مجبوریاں ہیں تو اور ڈیم بنائے جائیں جب ڈیم بن گئے تو بھلی اور پانی کی کمی پوری ہو گی کیونکہ ڈیم کے علاوہ بھلی کی پوری نہیں ہو سکے گی۔ یہ بھی میری ایک تجویز ہے۔

جناب سپیکر! میں تعلیم پر ایک دو بتیں کروں گا۔ تعلیم کے لئے اس حکومت نے بڑے اچھے اقدامات اٹھائے ہیں میں نے پہلے بیان بھی کیا ہے لیکن اساتذہ کی کمی کے پیش نظر وزیر تعلیم بھی تشریف فرمائیں سکو لوں میں اساتذہ کی کمی اس وقت بھی موجود ہے بچا سہارا اساتذہ

کی ضرور بھرتی کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود کئی ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹرز موجود نہیں ہیں۔ منسٹر صاحب اس کا خود نوٹل لیں اور ان کو بہادیات جاری کریں کہ ہر سکول میں عملہ کی کمی کو پورا کیا جائے تاکہ تعلیمی مسائل پوری طرح حل ہو سکیں۔ یہ حکومت کی پالیسی بھی ہے اور عام آدمی کا خیال بھی ہے لیکن میر اخیال یہ ہے کہ سکول ٹیچر کو اپنے گھر میں تعینات نہ کیا جائے وہ اچھی طرح نہیں پڑھا سکتا وہ ہر وقت بچوں سے اپنا کام کروائے گا، اپنا سبز چارہ کٹوائے گا، اپنے مکان کی چھتیں ٹھیک کروائے گا لیکن وہ پڑھائے گا نہیں۔ سکول ٹیچر کو کم از کم گھر سے دور رکھنا چاہئے۔ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ میں نے عملی طور پر دیکھا ہے کہ جو سکول ٹیچر زاپنے گھر پر تعینات ہیں وہ اچھے طریقے سے توجہ کے ساتھ لڑکوں کو تعلیم نہیں دیتے وہ اپنے گھر یا مسائل پلے حل کرتے ہیں اور اس کے بعد وہ بچوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ یہ بھی میری گزارش ہے کہ لڑکیاں ضرور اپنے گھروں پر تعینات رہیں لیکن مرد سکول ٹیچرز کو کم از کم اپنے گھروں سے تبدیل کر کے ساتھ والے سکولوں میں بھیجا جائے۔ یہ بھی میری تجویز ہے اور میرے خیال میں اگر آپ عملی طور پر دیکھیں گے تو آپ کو محکمہ بھی بتائے گا کہ سکول ٹیچرز جو اپنے گھروں میں تعینات ہیں وہ اچھی طرح تعلیم نہیں دیتے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں محکمہ صحت کے بارے میں بات کروں گا۔ صحت کے بارے میں پچھلے بجٹ پر بھی میں نے بات کی تھی کہ دیہاتوں میں BHUs اور RHCs بن تو گئے اور بلڈنگز بہت اچھی بنی ہیں لیکن حالات یہ ہیں کہ جو لاکھوں روپے کی ادویات جاتی ہیں وہ ادویات ڈاکٹر صاحب ڈسپنسر صاحب مل کر نیچ لیتے ہیں اور غربیوں کو تقسیم کر تے ہیں اس کا بھی تدارک کیا جائے۔ اس کے لئے میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ وہاں پر جو ناظم وقت ہے حلقہ کاناٹم ہے وہ اور ای ڈی او ہسیلتھ مل کر ہر ماہ چیک کریں اور چیک کر کے رپورٹ کریں۔ اگر وہ guilty ثابت ہوں اور ان پر کرپشن ثابت ہو جائے تو ان کے لئے عکین سزا ہونی چاہئے اور ان کو کم از کم نوکری سے نکالا جائے۔

جناب سپیکر! میر آ آخری پوائنٹ امن عامہ سے متعلق ہے۔ ہر حکومت کا اولین فرض ہے کہ اپنے خط میں، اپنے صوبہ میں، اپنے ملک میں امن قائم کرے۔ امن کے لئے موجودہ حکومت نے اچھے اقدام اٹھائے ہیں پٹرولنگ پوسٹیں بنائی ہیں اور کافی عملہ بھرتی کیا ہے۔ پولیس میں کافی بھرتیاں ہوئی ہیں جگہ جگہ پٹرولنگ پوسٹیں اور چیک پوسٹیں۔ بھی ہیں لیکن مجھے اور آپ کو بھی علم

ہے کہ اگر ایک ایس اتفاق اوچا ہے اور اس کی مرضی ہو کہ چوری، ڈکیتی روکنی ہے تو رک جائے گی۔ اس ایس اتفاق اوپر ڈی پی او سختی کرے اور ایس اتفاق اوز کو بتائے کہ جس حلقة اور تھانے میں چوری زیادہ ہے اور وہ روک نہیں سکتے تو ان کو dismiss کیا جائے یا ٹکین سزا دی جائے۔ میرا ایمان ہے کہ ایس اتفاق اوچا ہے تو چوری نہیں ہو سکتی۔ اگر علاقے کا تھانیدار اپنے حلقات میں چوری کو روکے تو وہاں پر چوری نہیں ہو سکتی اور یہ اخلاقی جرائم خود پولیس والے کی کوتاہی، غفلت یا کرپشن کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ مربانی کر کے امن عامہ قائم کریں بہت ضروری ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری جاوید حسن گجر صاحب!

چودھری جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! شکریہ۔ بحث کے اوپر کافی دوستوں نے کل سے اپنے خیالات کا انعام کر لیا ہے اور اپوزیشن، گورنمنٹ نے کافی facts and figures سے بات کی لیکن میں یہ چاہوں گا کہ ہم جو یہاں پر عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں۔ ہم صرف اس لئے نہیں آئے کہ ہم ایک دوسرے کے اوپر اعتراضات کریں کہ گورنمنٹ اپوزیشن پر اعتراض کرے اور اپوزیشن گورنمنٹ پر اعتراض کرے۔ ہمیں کچھ ایسے اقدامات بھی عوام کے لئے کرنے چاہیئں اور کرنے ہوں گے اور اس اسمبلی کو جاتے جاتے کچھ ایسے اقدامات کرنے چاہیئں تاکہ اس اسمبلی کو آنے والے وقت میں بھی یاد رکھا جائے۔

جناب سپیکر! ازرعی پالیسی جوانہوں نے دی اور فناں منستر صاحب نے جو آمدن اور آخر اجات ہیں اگر ظاہر ملا تو میں اس پر بات کر لوں گا لیکن کچھ تجویز ہیں وہ یہ ہیں کہ جماں پر ملکہ زراعت کو ڈیلپ کرنے کا تعلق ہے تو وہاں میں یہ تجویز دوں گا کہ ایگر یکچر گریجویٹ جو فارغ ہیں اور ان کو نوکریاں نہیں ملتیں کچھ کو سفارشات کی وجہ سے نہیں ملتیں اور کچھ لوگوں کے نمبر کم ہیں اس لئے نہیں ملتیں تو ہمارے پڑوں کی ملک میں یہ پالیسی ہے لہذا میں یہ تجویز دوں گا اور آپ کی وساطت سے یہاں گورنمنٹ کے منستر زاور لاء منستر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ میں ان کے نوؤں میں بھی لاوں گا کہ ایگر یکچر گریجویٹ کے لئے ایک پالیسی بنائی جائے تاکہ ہمارے ملک کی جو پیداوار ہے اس کو بڑھانے میں ہماری مدد ملے گی اور ہمارے جتنے بھی ایگر یکچر گریجویٹ ہیں ان کو سائز ہے بارہ ایکڑ میں الٹ کی جائے لیکن وہ مستقل بندیا پر الٹ نہ ہو اس کو ایک مخصوص ظاہری دیا جائے اور اسے کہا جائے کہ آپ نے یہ سید پر وڈیوس کرنا ہے، ایک کو دیا جائے کہ آپ نے یہ سید پر وڈیوس کرنا ہے دوسرے کو کہا جائے کہ آپ نے یہ سید پر وڈیوس کرنا ہے اور اس پر وڈکشن کو گورنمنٹ

والپن اٹھائے اور والپن اٹھانے سے پھر دوبارہ مارکیٹ میں آئے۔ اس سے یہ ہو گا کہ گورنمنٹ بھی اس سے کمالے گی، ایگر یلکچر گریجویٹ کی کمالی بھی ہو جائے گی کیونکہ ہمارا پروڈکشن کا جو سیڈ و نگ ہے وہ انتہائی کمزور ہے سوائے کائن سیڈ کے پاکستان میں کچھ نہیں بتتا۔ جتنی سبزیاں ہیں ان کا سیڈ بھی باہر سے آتا ہے، ہمارے چنیوٹ میں بھنڈی کا سیڈ دس سال پہلے ایک فارمر نے پروڈیووس کرنا شروع کیا اس نے اس سیڈ کو 20 روپے کے حساب سے بھنڈی کو مارکیٹ میں دیا اور جواندیا سے اپورٹ کرنے والا آدمی تھا اس نے اس کو 6 روپے بیگ دیا یعنی جو پاکستان میں 20 روپے کلو بھنڈی کا سیڈ پڑ رہا تھا لیکن اس نے 6 روپے میں اپورٹ کر کے 6 روپے میں مارکیٹ میں done کر دیا اور جو لوگ پروڈکشن تھی وہ ختم ہو گئی۔ میں اپنے تمام دوستوں سے یہ کہوں گا کہ سیڈ پروڈکشن جو سب سے بڑا صوبہ تھا وہ بلوچستان تھا۔ پورے انڈیا کو صرف بلوچستان سیڈ پروڈیووس کرتا تھا لیکن آج بلوچستان بھی nil ہے اور پنجاب بھی nil ہے۔ میں حکمرانوں سے یہ گزارش کروں گا کہ اس تجویز پر عمل کریں اور ایگر یلکچر گریجویٹ کو مختلف لوگوں کو مختلف الاممیں علاقوں کے حساب سے دی جائیں اور اگر وہ میوبول ایریا ہو تو اس پر سببدی بھی دی جائے تاکہ ہماری ایگر یلکچر پروڈکشن بڑھ سکے۔ دالیں اور سبزیاں منگی ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ ایگر یلکچر ڈیپارٹمنٹ اس کے اوپر پر موشن نہیں کرتا۔ میں وزیر زراعت سے یہ بھی کہوں گا کہ جہاں پر انہوں نے لائیوٹاک اور دوسری چیزوں پر پرمنٹ میدیا اور ڈی کے ذریعے سے پر موشن کی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ دالیں اور سبزیوں کو پروڈیووس کرنے کے لئے جو expenses ہیں ان کو fix کیا جائے تاکہ اس کے سیڈ پروڈیووس کرنے کا سلسلہ بڑھ سکے اور ہم اپنی سبزیوں اور دالوں کی منگانی کو کنٹرول کر سکیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ابھی غانیوال میں پنجاب گورنمنٹ نے آرمی کو چار ہزار ایکڑ زمین الٹ کی ہے جو بست ہی productive area ہے۔ جن لوگوں نے چار ہزار ایکڑ تقسیم کرنے میں مدد کی ہے میں چاہوں گا کہ فناں منسٹر صاحب اس کانوٹس لیں کہ ایک ڈی ڈی او (آر) کو ایک انعام کی شکل میں ایک مرلح الٹ کیا گیا ہے اور پٹواری کو آدھار مرلح الٹ کیا گیا ہے کہ ان لوگوں نے چار ہزار ایکڑ تقسیم کرنے کے لئے مدد کی ہے لہذا یہ ان کا انعام ہے۔ مراتب ہے کہ وہ لوگ اپنی جیب سے دیں۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ یہ چار ہزار ایکڑ ان کو ضرور دیں لیکن اس ایریا میں دیں جہاں پر ان کو پہلے دیا جا رہا ہے، چوستان کے علاقے

میں جو دیا جا رہا ہے اس میں دیں تاکہ ہمارا جو productive area ہے وہاں پر ہم اپنی پروڈکشن بڑھاسکیں۔

وزیر کالونیز: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منظر صاحب پوانٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب کی طرف سے جو زمین فوج کو دی جاتی ہے ان کے ہیڈ کوارٹر کو دی جاتی ہے اور پھر اس کی تقسیم ہید کوارٹر سابق فوجیوں کو یادہ لوگ جو شدائد ہوتے ہیں ان کو دی جاتی ہے اور ان کے ولیفیر کے لئے دی جاتی ہے۔ ڈی ڈی او (آر) یا پتواری کو اس زمین میں سے زمین الاث نہیں کی جاتی۔ اگر ایسی کوئی بات ہے تو میں معزز ممبر سے گزارش کروں گا کہ وہ ہمارے نوٹس میں لائیں، ہم اس پر کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، گجر صاحب!

چودھری جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! میں منظر صاحب سے یہ کہوں گا کہ میں آپ کو اس بندے کا نام بھی دے دوں گا اور خانیوال سے میں سارے facts and figures منگو کر دوں گا۔ میں یہ کہوں گا کہ جہاں پر 717 agriculture receipts میں روپے ہے تو وہاں پر اخراجات ایگر یک روپیہ پر ٹھنڈت پر 16 ہزار 578 کئے جا رہے ہیں، یہ جو اتفاق ہے وہ فناں منظر صاحب ہمیں اپنی تقریر میں بتائیں کہ یہ اس فرق کو کیسے مکمل کر سکیں گے۔

دوسرایہ ہے کہ جزل پبلک سرو سز پر آپ نے 149.765 میں روپے دیا ہے اور 34713.907 public ordinary safety awareness میں روپے دیا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر پبلک ایڈمنسٹریشن یا پبلک سرو سز کو accommodate کرنے کی یہ حالت ہے اور لا قانونیت کی آپ یہ حالت دیکھ لیں اور پولیس کو جتنا آپ accommodate and mobilize کر رہے ہیں اتنے ہی جرائم اور سڑیٹ کرا مز بڑھتے جا رہے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے مجھے آج صحیح میدیا کے کسی نمائندے نے بتایا کہ کل پسرو رکھانہ صدر میں 100 لوگوں نے حملہ کر کے اپنے سات ملزم کو چھڑا لیا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر ہم جزل پبلک سرو سز اور ایڈمنسٹریشن کو اتنا accommodate کر رہے ہیں تو کم از کم اس کا بھی نوٹس لیا جائے کہ اتنی

لائقانو نیت کیوں ہے؟

جناب سپیکر! اس کے بعد ایجو کیشن کی بات کرتا ہوں کہ اس پر انہوں نے بے شمار receipts and estimates کے ہیں یہاں پر میں آپ کی وساطت سے ایجو کیشن منظر صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ پرائیویٹ سکولوں کو پاندہ کیا جائے کہ جب وہ اپنے ٹیچر زاویہ شاف کو ہائیر کرتے ہیں تو وہ ایڈ کے بغیر نہ ہوں۔ پرائیویٹ سکولوں کے رزلش کا آپ حساب لگالیں کہ یہ بعض اوقات کسی جگہ پر گورنمنٹ سکولوں سے بھی بدتر آیا ہے اور جتنے بھی طلباء ٹاپ کر رہے ہیں وہ سارے گورنمنٹ سکولوں کے ہیں، پرائیویٹ سکولوں کے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں صحت کے متعلق عرض کروں گا کہ صحت کے حوالے سے آئے دن ان کی سپلانی بڑھتی جا رہی ہیں اور گورنمنٹ کے بلز بڑھاتے جا رہے ہیں لیکن اتنا نہیں کرتے کہ یہ ادویات کی کوالٹی چیک کر لیں۔ ادویات کی یہ پوزیشن ہے کہ کسی بھی ہسپتال میں جائیں یا رورل ایریا کے کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں تو وہاں پر ادویات کے پورے کے پورے سٹوئر بھرے ہوئے ہیں۔ جتنی سپلانیز جاتی ہیں اسی طرح ہی وہاں رہتی ہیں یعنی سارا ساک پورا سال پڑا رہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ میں نے ایک ڈاکٹر سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ ہمارے پاس جو سرنج سپلانی ہوتی ہے وہ نام up to mark ہے اور جتنی بھی ادویات ہیں ان کی کوالٹی ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ جتنی میں نے اپنی گزارشات یا اپنی تجاویز دی ہیں ان کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔ آخر میں، میں یہ ضرور کروں گا کہ ایگر یکلچر کا سب سے بڑا ونگ فرٹیلائزر کا ہے، ہمارے inputs جتنے سستے ہوں گے اتنی ہی ہماری output بڑھے گی۔ میں آپ سے یہ request کروں گا کہ آپ ایک ایسی کمیٹی بنائیں جو فرٹیلائزر کی ادویات یوریا کھاد یا ڈی اے پی جو ہے اس کے ریٹس کو fix کریں تاکہ ایک زمیندار کو ریٹ کم ملے اور پر ڈکشن زیادہ ملے۔ اسی لحاظ سے اریگلیکشن سسٹم کے لئے ٹیوب ویلوں کی electricity کے ریٹس کو fix کریں اور سب سڈی دینے میں کوئی ایسی مدد کریں کہ جس میں ہمارا جھوٹے سے چھوٹا کسان اور بڑے سے بڑا کسان اس سمولٹ سے فائدہ اٹھا سکے اور اس کی ایگر یکلچر پر ڈوکشن بڑھ سکے۔ اگر یہ پر ڈوکشن بڑھے گی تو ہمارا ملک، ہمارا پنجاب اور باقی صوبے بھی صحیح چل سکیں گے اور ہمارے ملک میں خوشحالی آئے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ لبنتی طارق صاحبہ!

جناب محمد وقار صاحب پاہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وقار صاحب پاہنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد وقار صاحب: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل پنجاب اسمبلی کی طرف سے ایک متفقہ قرارداد آئی اور آج اخباروں میں اس کا ذکر ہے، الحمد للہ مسلمان رشدی کے بارے میں بہت بہتر صورت حال تھی لیکن مجھے حیرت ہوئی کہ پاکستان پپلز پارٹی پنجاب کے صدر شاہ محمود قریشی صاحب نے یہ بیان دیا ہے کہ وہ برطانیہ کا اندر ونی معاملہ ہے۔ مجھے اس پر افسوس بھی ہے اور احتجاج بھی کہ رسول اللہ ﷺ کا معاملہ توہر مسلمان کا معاملہ ہے۔ میں پپلز پارٹی والوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ذوالفارعلی بھٹونے 1973 کے آئین میں ختم نبوت کی amendment کی اور وہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان کی نجات کا ذریعہ بن جائے۔ میں انہیں یہ یاد لاتا ہوں کہ اس دور میں پپلز پارٹی کے جلسوں میں امریکہ مخالف نظرے لگائے جاتے تھے اور وہاں امریکہ کا جہندڑا جلا یا جاتا تھا۔ آج پپلز پارٹی والوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے اقتدار کے لئے امریکہ اور برطانیہ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں خوش کرنے کے لئے اس اہم موضوع پر بات نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پاہنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میرے معزز رکن نے جس بیان کا حوالہ دیا ہے یہ اخبار میں بھی ہو سکتی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ شاہ محمود قریشی صاحب ایسا کوئی بیان دیں misreporting گے اور نہ ہی پپلز پارٹی کی پالیسی ہے۔ پپلز پارٹی کی ہمیشہ پالیسی رہی ہے کہ کسی بھی ایسے نظام کو جس میں جمورویت نہ ہو تو وہ سپورٹ نہیں کرتے اس لئے جیسا کہ خود انہوں نے اس چیز کا اعتراف کیا ہے اور 1970 کا ذکر کیا ہے اس وقت میں بھی ممبر تھا۔ اس وقت بھی بالکل مخالف نظرے لگتے تھے اور آج بھی ہماری پالیسی یہی ہے مگر جماں تک parleys ہے وہ سیاست اور جمورویت کا حسن ہوتے ہیں۔ جماں تک deal کی بات ہے وہ بیان بھی شاہ محمود قریشی صاحب نے نہیں دیا ہو گا۔ یہ misreporting ہوا ہو گا میرے خیال میں اس کی تردید آجائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز:جناب سپیکر! شاہ صاحب جو فرم رہے ہیں کہ

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز:جناب سپیکر! شاہ صاحب جو فرم رہے ہیں کہ misreporting ہو گئی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ issue on the floor of the House sensitive ہے کہ انہیں یہ سٹیٹمنٹ دینی چاہئے اور تردید کرنی چاہئے۔ یہاں پر پیپلز پارٹی کے جتنے دوست بیٹھے ہیں وہ تردید کریں کہ شاہ محمود قریشی صاحب نے کوئی سٹیٹمنٹ نہیں دی اور ہم کل کی قرارداد کو مقتضہ طور پر endorse کرتے ہیں۔ On the floor of the House یہ ان کو کرنا پڑے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کل کی جوابات ہے ہم بالکل اس سے متفق ہیں۔ جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس پر بالکل متفق ہیں اس میں کسی قسم کا شک و بشہ نہیں ہے اور بنیادی طور پر مسلمان ہونے کے ناطے یہ ہمارا فرض ہے۔ جو اصحاب رسول کا مخالف ہو وہ بھی کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ میں آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ وقت تھے تو انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد کو مصر کا گورنر لگایا۔ مگر یہاں پر یہ باتیں مولوی ہمیں نہیں بتاتا، کوئی بھی نہیں بتاتا یہ نجۃ البلاعہ میں ہے اگر آپ چاہیں تو میں وہ کتاب بھی یہاں پر مہیا کر سکتا ہوں۔ ایسی باتیں ہو جایا کرتی ہیں۔ ہم اس بات پر بالکل متفق ہیں کہ جو قرارداد پاس ہوئی ہے، اس پر ہم متفق ہیں اور اس پر آج دوبارہ بھی کہتے ہیں کہ یہ قرارداد پاس ہوئی چاہئے جماں تک خبر کی بات ہے یہ misreporting ہے اور بالکل ایسی بات نہیں ہوگی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! شاہ صاحب ابھی بھی اصلی issue کو سائیڈ پر کر گئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ شاہ محمود قریشی صاحب نے یہ جو سٹیٹمنٹ دی ہے۔ اس سٹیٹمنٹ کو عام سٹیٹمنٹ نہ لیں۔ یہ اس ڈیل کا حصہ ہے جس ڈیل کی کوشش ہو رہی ہے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ یہاں پر تردید کریں اور اس categorically شاہ محمود قریشی صاحب کی طرف سے اس کی تردید آنی چاہئے۔ وہ ایک بہت بڑی پارٹی کے لیڈر ہیں، پنجاب کے لیڈر ہیں اور اس قسم کی سٹیٹمنٹ پوری مسلم امد کے لئے تقصیان دہ ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ آج ادھر و عدہ کریں کہ یہ لوگ اس کی تردید کروائیں گے اگر یہ تردید کی بات نہیں کرتے تو میں اسی پر یہاں سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! بات تو سن لیں، پہلے بات تو سن لیں۔ جی، شاہ صاحب!

سیدنا ظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے معزز رکن نے جو بات کی ہے انہوں نے کہا کہ اس کی تردید ہو۔ اسی سے ہمیشہ لاعلیاں اور بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جب تک ہم ان سے بات نہ کریں اور اگر انہوں نے یہ سٹیٹمنٹ دیا ہے میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ اگر انہوں نے یہ سٹیٹمنٹ دیا ہے تو میں اس کی پر زور طریقے سے تردید کروں گا۔ میرا یہ خیال ہے کہ انہوں نے یہ سٹیٹمنٹ نہیں دیا ہو گا۔ یہ شرارتاً disinformation ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! شاہ محمود صاحب آل رسول ہیں اور گدی نشین ہیں ان سے ایسی بات ممکن ہی نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ گدی نشین نہ بھی ہوں کوئی مسلمان اس بات پر سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔ اس کو ہم endorse کرتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ یہ متفقہ قرارداد تھی اور متفقہ رہے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ بہت بات ہو چکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا بات کرنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں بھی مسلمان ہوں میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ مسلمان ہیں تو آپ نے کیا بات کرنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! رسول ﷺ کے لئے ہماری جان بھی حاضر ہے اور شاہ محمود قریشی کیا چیز ہے۔ انہیں شرم نہیں آتی کہ شامِ رسول کے حوالے سے اس قسم کی commitment کرتے ہوئے۔ آج بھی غازی علم دین شید زندہ ہے اور آج بھی فاطمہ بنت اندلس زندہ ہے اس لئے فوری طور پر معافی مانگی جائے۔ یہ جسٹس کے معاملے میں تو بڑی قطاریں اور جلوس نکالتے تھے ابھی کیوں نہیں میدیا پر آسکر پوری قوم سے معافی مانگتے ورنہ میں یہاں سزا کا مطالبہ کرتی ہوں کیونکہ نبی پاک کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کی جائے گی۔

سیدنا ظم حسن شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: صدیقی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ براہ مربانی! آپ تشریف رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ شاہ صاحب پیپلز پارٹی کے پرانے رہنماء ہیں جبکہ شاہ محمود قریشی تو ابھی چار دن پہلے پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے ہیں وہ ہمیشہ ہر سرکاری درباری پارٹی میں شامل رہے ہیں۔ اگر ناظم شاہ صاحب پیپلز پارٹی کی طرف سے تردید کر رہے ہیں تو ہمیں ان کی تردید کو تسلیم کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ کلو صاحب! میرے خیال میں جو آپ نے پوائنٹ raise کیا تھا اس کی بڑی تفصیل کے ساتھ شاہ صاحب کی طرف سے اس کا جواب آیا ہے۔ پہلی چیز تو یہ کہ ایک فرارداد جو متفقہ طور پر اس ہاؤس نے پاس کی۔ یہ تو نہیں کہ دوسرا دن کوئی اکیلا آدمی یادوآدمی کہیں کہ قرارداد والپس لیتے ہیں۔ یہ کسی کو اختیار نہیں ہے۔ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی اور آج بھی آپ نے حوالہ دیا۔ شاہ محمود قریشی کا پیپلز پارٹی کے حوالے سے تو شاہ صاحب نے کہا کہ آج بھی اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے پیپلز پارٹی کے تمام اراکین کل جو قرارداد والپس ہوئی اس کی حمایت کرتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ مسلمان ہوتے ہوئے مجھے لگتا ہے کہ اخبار میں جو خبر ہے شاید اس میں کوئی صداقت نہ ہو تو انہوں نے کہا کہ میں بات کروں گا۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو وہ تردید کریں گے اگر ان کی طرف سے یہ بیان آیا ہے تو میں اس کی پر زور مذمت کرتا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد کوئی اور بات کرنے کی ضرورت نہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب فرمائیں!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! عرض ہے کہ مجلس عمل کا جو کردار ہے وہ صرف اس زمین پر شرپھیلانے کا ہے۔ یہ شرپند لوگ ہیں ان کی دہری پالیسیاں ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو یہ نظر کے ترے کرتے ہیں کہ مردانی کروائے پیسی میں جاؤ۔ [*****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

* بحکم جناب پیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب پیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر شاہ محمود صاحب نے یہ بیان دیا ہے تو کل تردید دلوائیں گے اور اگر انہوں نے بیان نہیں دیا تو پھر مجلس عمل کے اس رکن کے خلاف جھوٹ بولنے پر اس معزز ایوان میں قرارداد مذمت پاس ہونی چاہئے۔

جناب پیکر: انہوں نے تو اخباری خبر کا حوالہ دیا ہے۔

جناب محمد وقار: جناب پیکر! اخبارات میں جب تمام سیاسی لیڈروں کے بیانات آئے تھے تو شاہ محمود قریشی صاحب کا بیان میں نے خود پڑھا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بے نظر کو ایم ایم اے سے اتنا خوف ہے کہ رسول ﷺ کے بارے میں بھی وہ بات نہیں سننا چاہتیں اور پیپلز پارٹی کے لوگ کہتے ہیں کہ کہیں امریکہ والے ہمیں ایم ایم اے کے ساتھ نہ سمجھ لیں۔ انہوں نے تو رسول اللہ ﷺ کی عصمت پر بھی compromise کر لیا ہے یہ کیسی باتیں کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب پیکر! ساری قوم کو پتا ہے کہ انہوں نے دونمبر کی سیاست کی ہے ان کا کردار بھی دونمبر رہا ہے۔ ہم ہر ایک کے ساتھ مل سکتے ہیں لیکن جہاں مجلس عمل بیٹھے ہم بالکل وہاں پر بیٹھھی نہیں سکتے اس لئے کہ ان کی ساری زندگی میں دونمبر سیاست چمک رہی ہے۔ انہوں نے منافقت کی ہے، انہوں نے دونمبر سیاست کی ہے، جزل کو ایک طرف باہر نکل کر گالیاں دیتے ہیں اور اندر جا کر اس کو ووٹ دیتے ہیں۔ اسی پرویز مشرف کو وردي پر ان لوگوں نے ووٹ دیا، پیپلز پارٹی نے ووٹ نہیں دیا۔ اب یہ چودھری بنے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جمورویت کے بہت بڑے علمبردار ہیں۔ شاہ محمود صاحب نے یہ بیان نہیں دیا اگر دیا ہے تو کل تردید آئے گی اور اگر تردید نہ آئی اور ان کا یہ بیان ثابت ہو تو مجلس عمل شرپھیلانے پر کل پورے ایوان سے اور پوری قوم نہیں سکتے اور اگر یہ جھوٹ ثابت ہو تو مجلس عمل شرپھیلانے پر کل پورے ایوان سے اور پوری قوم سے معافی مانگے گی۔

سید احسان اللہ وقار: جناب پیکر! اگر ہمارے ساتھی نے غلط بات کی ہے تو ہم بالکل معافی مانگیں گے لیکن اگر یہ ان کی تردید نہ لاسکے، کل کے اخبارات میں تردید نہ آئی تو ان کو اسمبلی سے اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔ (تقطیر)

جناب پیکر: وہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ میں استغفار دے دوں گا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ساڑھے چار سال کا عرصہ بطور اپوزیشن بڑے اچھے طریقے سے گزارا ہے یہ پیپلز پارٹی بلکہ یہ قلیگ والے بھی ہمارے بھائی، دوست اور ساتھی ہیں اور ہم نے بڑے اچھے طریقے سے یہ وقت گزارا ہے۔ ہم کوئی ایسا ماحول یہاں پر پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ ایک بھروسہ کی بات ہوئی جو پروفیسر و قاض صاحب نے کی اور اس کی بڑی خوب صورت انداز میں ناظم شاہ صاحب نے وضاحت کی۔ جماں تک ڈاکٹر صدیقی صاحب کا تعلق ہے تو یہ non serious آدمی ہیں اور کبھی بھی انہوں نے یہاں پر serious statement ہے۔ آج انہوں نے اس پر کھڑے ہو کر جو اگر یہ کل اس پر عملدرآمد کر دیں گے تو میں سمجھوں گا کہ یہ ڈاکٹر صدیقی ہی ہیں اور ان کا پیپلز پارٹی سے ہی تعلق ہے۔

محترمہ نشاط افزاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نشاط افزاء: شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈاکٹر فرزانہ نذیر اٹھ کر کہہ رہی ہیں کہ یہ پیپلز پارٹی والے کھڑے ہو کر یوں یوں کر رہے ہیں تو میں ان سے پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ محترمہ! کبھی کل ہی آپ لمک کر، جھوم جھوم کر، جب مشرف کے گانے گارہی تھیں تو آپ کہہ رہی تھیں کہ خدا اور اس کے رسول کے بعد مشرف کو جگہ ہم دیتے ہیں تو آپ کو بھی اس بات پر اپنے خمیر میں جھانکنا چاہئے کہ کن کے ساتھ آپ مشرف کو ملا رہی تھیں؟ آپ کو شرم سے ڈوب مرا نا چاہئے کہ آپ خاتم المرسلین رسول پاک ﷺ کی شان کے خلاف یہ بات کر رہی تھیں اور ہم تو ان کے پاؤں کی جوتی بھی نہیں ہیں اور آپ ان کو مشرف کے ساتھ ملانے کے لئے کھڑی ہوئی تھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ایک وضاحت کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو مجھے محترمہ فرمائیں کہ کون سے چینل پر میرا انٹرویو ہوا اور یہ کب دیکھ رہی تھیں؟ اگر دیکھ رہی تھیں تو ان کے کان کھلے

تھے یا بہرے تھے۔ اگر بہرے تھے تو پھر انہیں یہ بات کرنی نہیں چاہئے۔ میں نے کل بھی کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان کے خلاف کوئی بات سننا گوارہ ہی نہیں کرتے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ نبی پاک ﷺ نے عورت کو وہ مقام دیا ہے کہ ظلمت اور غلط کے گڑھوں سے نکلا اور مشرف صاحب ان کی سنت پر عمل کرتے ہوئے عورتوں کو ترجیح دے رہے ہیں جس میں اور نلپٹا پیپلز پارٹی والوں کا کام ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی تھی تو میں نیچے بیٹھا تھا کہ میں نے شاہ محمود قریشی صاحب سے فون پر بات کی ہے تو ان کا فون پر موقف سننے کے بعد میں یہ بالکل ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ وہ اس بیان کی تردید کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ یہ کافی ہے کہ انہوں نے یہ بیان نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ لبني طارق صاحبہ!

محترمہ لبني طارق: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے میں اپنی حکومت کو مبارکباد پیش کروں گی جس نے پاکستان کی تاریخ میں تقریباً 35 سالہ سیاسی ادوار میں پہلی مرتبہ ہماری حکومت کو کریڈٹ جاتا ہے کہ پانچ سالہ مدت کامل کرنے جا رہی ہے جس کا تمام تر کریڈٹ صدر مشرف، ہمارے پارٹی لیڈر ان چودھری شجاعت حسین اور چودھری پرویز احمد صاحبان کے سر جاتا ہے جن کی مدد برائے قیادت سے پاکستان معاشری، اقتصادی اور سیاسی طور پر مستحکم ہوا ہے اور جس سے پاکستان کا وقار اقوام عالم میں بلند ہوا ہے۔

جناب سپیکر! صوبائی بجٹ 08-2007 پنجاب کی تاریخ کا پہلا ٹیکس فری بجٹ ہے جو کہ تین کھرب 56۔ ارب 55 لاکھ روپے کا ہے اور اس بجٹ میں حکومت نے خاص طور پر کم آمدنی والے لوگوں کو سوتیں دی ہیں۔ جس میں تمام سرکاری ملازمین کی تنخوا ہیں 15 فیصد بڑھائی گئی ہیں اور ریٹائرڈ ملازمین کی پتنش میں بھی 15 سے 20 فیصد تک اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ بھر کے تمام غریب ترین خاندانوں کو فوکس کیا گیا ہے اور ان کا اعلان کا چیک کر کے کہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے تھے کو۔ 500 روپے ماہانہ دینے کا اعلان کیا گیا ہے حالانکہ ہمارے

اپوزیشن بھائیوں کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ یہ/-500 روپے تو/-5 روپے کے برابر ہیں تو میں ان سے یہ کہنا چاہوں گی کہ ایک غریب آدمی کے لئے/-500 روپے تو کیا/-5 روپے بھی بہت معنی رکھتے ہیں۔ جس کے پاس چولما جلانے یا ان کے گھر میں راشن لینے کو پیسے نہیں ہوں گے تو ان کے لئے/-500 روپے کی بھی بہت اہمیت ہے۔

جناب سپیکر! خاص طور پر چھوٹے کاشکاروں کی سہولت کے لئے بھلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے بلوں میں کمی اور رعایت دی گئی ہے جس سے براہ راست انہیں فائدہ ہو گا۔ اس کے علاوہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو 30 ستمبر 2007 تک مالکانہ حقوق دیئے جائیں گے اور دیکی علاقوں میں غریب ترین لوگوں کو دو کنال مفت اراضی تقسیم کی جائے گی۔

جناب سپیکر! تعلیم، صحت اور زراعت تینوں ایسے شعبے ہیں جو کسی بھی ملک و قوم کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی سی جیئنٹ رکھتے ہیں مگر افسوس ماضی میں ان پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی لیکن ہمارے قائد چودھری پرویز الی نے اپناوٹن 2020 پیش کیا جس کے تحت پنجاب کی تمام آبادی مکمل طور پر خواندہ، خوشحال اور صحت دروزگار کی سوتتوں سے مستفید ہو گی۔

جناب سپیکر! اگر ہم اپنی حکومت کے پچھلے پانچ سالہ دور کو دیکھیں تو ہم یہ فخر سے کہ سکتے ہیں کہ ہماری حکومت نے ان تمام شعبوں میں ریکارڈ ترقیاتی کام کئے ہیں۔ ماضی میں ہم تعلیم کے میدان میں بہت پیچھے تھے۔ بہت سے ایسے طلبہ جو کہ فیس ادا نہیں کر سکتے تھے، ان کی تعلیم ادھوری رہ جاتی تھی، اس کے علاوہ بہت سے ایسے علاقے تھے جہاں پر سکولز نہیں تھے یا ہائی سکولز نہیں تھے اور تعلیمی اداروں کی کمی کی وجہ سے ان بچوں کی اور ان طالبات کی تعلیم ادھوری رہ جاتی تھی مگر یہ کریڈٹ بھی ہماری حکومت کو ہی جاتا ہے کہ جس نے تمام سکولوں میں میٹرک تک تعلیم مفت کی، مفت سیلیبس میا کیا اس کے علاوہ بے شمار مذہل سکولوں کو اپ گریڈ کر کے ہائی سکولز کا درجہ دیا گیا۔ تقریباً 25 ہزار سکولوں میں missing facilities دیکھی جبکہ بے شمار ایسے گھوست سکول تھے جہاں سردی یا گرمی کے موسم میں باہر ہی بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔ وہاں تاٹ سسٹم تھا اور لیٹریزوں کا انتظام تھا اور نہ فرنچ پر تھا اور 25 ہزار سکولوں میں ایسی missing facilities پوری کی گئیں۔ بہت سارے نئے ڈگری کالج بنائے گئے اور چھ نئی یونیورسٹیاں پر ایسیویٹ سیکٹرز میں شروع کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ وہ کارنا مے ہیں جن کی وجہ سے ہماری حکومت میں شرح خواندگی کا

ریٹ کافی بڑھا ہے۔ اس کے علاوہ سپیشل ایجو کیش وہ ادارہ ہے جس پر ماضی میں کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ سپیشل افراد جن کی پورش کرنا ماباپ کے لئے بھی ایک انتہائی مشکل اور کٹھن پر اسمیں تھا، ہماری حکومت میں خاص طور پر میں اس کا کریڈٹ چودھری پروین الہی صاحب کو پیش کروں گا جنہوں نے ایسے افراد کے لئے بھی سوچا کہ ان کو بھی معاشرے کا کارآمد شری بنانے اور ان کو تعلیم اور اس کے ساتھ ساتھ وکیشنل ٹریننگ provide کرنی ہے تاکہ وہ آگے جا کر معاشرے میں کارآمد شری بن سکیں لہذا اس کے لئے ایک الگ سے سپیشل ایجو کیش کا ڈیپارٹمنٹ بنایا گیا اور تمام بچوں کو فری ایجو کیش میا کی جا رہی ہے، فری سلیمیں دیا جا رہا ہے، ان کے گھروں کے قریب مفت ٹرانسپورٹیشن دی جا رہی ہے اور ان کے ٹیپرز جو سپیشل ایجو کیش میں ایسے افراد کو teach کرنے والوں کو ڈبل تختواہ پر بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر اپورے صوبے میں 90 نئے ادارے بنائے گئے ہیں۔ یہاں میں وزیر اعلیٰ اور اپنے سپیشل ایجو کیش کے منسٹر طاہر علی جاوید صاحب سے گزارش کروں گی کہ رحیم یار خان ڈسٹرکٹ میں سپیشل ایجو کیش کا ادارہ نہیں ہے مگر اس دفعہ میں نے چیف منسٹر صاحب کو request کی تھی اور انہوں نے approve کیا تھا لہذا میری کوشش اور وزیر اعلیٰ سے request ہے کہ وہ اس سال اسی مدت میں یہ ادارہ رحیم یار خان میں قائم کریں کیونکہ وہاں کے سپیشل افراد کے لئے ایسا کوئی ادارہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ وہ پالیسیاں ہیں جن کی وجہ سے 2002ء میں شرح خواندگی 47 فیصد تھی اور اب 62 فیصد ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ اگر آپ ہمیلتھ سیکٹر ریفارم میں دیکھیں تو صحت کے شعبے میں ہماری حکومت کی بھرپور توجہ رہی ہے۔ تمام صوبہ کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر زہستا لوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کی ایم جنی کو اپ گریڈ کیا گیا ہے اور اگر آپ لاہور کے ہستا لوں کی ایم جنی میں چلے جائیں تو وہاں امیر و غریب کی ترقیات ختم کر دی گئی ہے اور کوئی بھی مریض چلا جائے تو اسے فوری طور پر فری ٹریمنٹ دیا جا رہا ہے۔ وہاں کائنٹاف برائیستنڈ اور best specialist ڈاکٹر ہیں اس کے علاوہ ایم جنی ریکیو سروس 1122 شروع کی گئی ہے اگر کسی کو کوئی بھی ایم جنی آجائی ہے، کوئی ایکسیڈنٹ ہوتا ہے یا کسی مریض کا مسئلہ بنتا ہے تو دس منٹ کے اندر اندر اس تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ ریکیو سروس 1122 پہلے لاہور میں تھی اب فیصل آباد میں بھی اس کا inauguration ہوا ہے اس کے علاوہ ضلع گوجرانوالہ، گجرات،

رحیم یار خان، بہاولپور اور ملتان میں بھی یہ سروسر شروع کی جا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ تمام روپل ایریا میں BHUs کو اپ گریڈ کیا گیا ہے اور 11 نئے ٹیچنگ ہاپسٹائز بنائے گئے ہیں اور ہیئتھ سیکٹرز میں بے شمار اس طرح کے کام ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کروں گی کیونکہ میرا تعلق ضلع

رحیم یار خان سے ہے جو کہ جنوبی پنجاب میں ہے۔ یہاں میں اپنے اپوزیشن کے بھائی جو جنوبی پنجاب سے ہیں جنہوں نے کبھی accept نہیں کیا کہ چیف منٹر آف پنجاب چودھری پر دیز الی صاحب نے وہاں پر کیا کیا کام کئے ہیں بلکہ انہوں نے ہمیشہ اسمبلی میں oppose کیا ہے مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ وہاں رہتے ہیں اور انہیں پڑتا ہے کہ وہاں پر کتنا کام ہوا ہے۔ اس دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب وہاں سے منتخب ہوئے ہیں انہوں نے وہاں سے منتخب ہونے کا حق ادا کیا ہے۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کے لوگوں کا حق ادا کیا ہے اور اس سے پہلے ان کو پوتا ہے کہ وہاں پر کتنے ترقیاتی کام ہوئے ہیں اگر یہ نہ accept کریں اور "میں نہ مانوں" والی پالیسی اختیار کرتے رہیں تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے جنوبی پنجاب میں آبادی کے تناسب سے قطع نظر اس

کے پسمندہ علاقوں میں 11 فیصد زیادہ فنڈز میا کئے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ دیکھیں کہ ملتان میں کارڈیاوجی سفتر کا قیام، رحیم یار خان میں شیخ زید میڈیکل کالج کا اجراء اور طالبات کی مزید تعلیم کے لئے بہاولپور اسلامی یونیورسٹی کی برائی رحیم یار خان میں شروع کی گئی ہے۔ اس سے پہلے دیکھیں کہ وہاں کے جو سٹوڈنٹس تھے ان کو میڈیکل ایجوکیشن کے لئے اور ماہر کے لئے لاہور ملتان اور بہاولپور جانا پڑتا تھا مگر اب انہیں ضلع رحیم یار خان میں ہائی ایجوکیشن بھی میا کی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ 7.5 ملین سے ڈرینیں جواب واٹر سپلائی سکیمیوں پر کام شروع کیا گیا ہے تاکہ وہاں کے لوگوں کو پیئے کا صاف پانی میا کیا جاسکے۔

جناب سپیکر! صدر پاکستان کا جو کچھ کھالوں کا پروگرام جس کے تحت آج end tail تک

پانی ضلع رحیم یار خان میں پہنچایا جا رہا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس میں وہاں کے لوگوں کے لئے بہت بڑی blessing ہے کیونکہ میرا اپنا گاؤں ایک ٹیل پر ہے جو ضلع رحیم یار خان کا بالکل آخری شیشنا ہے ہم نے خود اس پر ایک ٹیل کو face کیا ہے جو پانی وار ابندی کے تحت آتا تھا اس کو لوگ چوری بھی کر لیتے تھے اور با اثر زیندار اپنے اپنے ایریا میں لے جاتے تھے لیکن اب سب کو یہاں طور پر پانی

مہیا کیا جا رہا ہے اور پانی کی چوری میں کافی کی آئی ہے۔ اس کے علاوہ میرے جنوبی پنجاب کے بھائیوں کو سیاحت کے حوالے سے facilitate کرنے کے لئے بھی ہماری حکومت نے اقدامات کئے ہیں تاکہ اگر ان کو بہت زیادہ ٹینشن نہ ہو کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر کچھ نہیں کر رہے تو ان کو سیر و تفریح کا موقع بھی دیا جا رہا ہے امدادوہاں پر فورٹ مزرو کے مقام پر مری کا alternate ٹینشن بنایا جا رہا ہے تاکہ ان کو سیاحت کے حوالے سے بھی facilitate کیا جائے۔ (نرہ ہائے تحسین)

جناب جاوید حسن گجر: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جاوید حسن گجر صاحب!

چودھری جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! محترمہ ممبر صاحب نے مجھے رحیم یار خان کے سلسلے میں تھوڑا سا پاؤ ائنٹ آوٹ کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یا تو یہ بیٹھنی نہیں تھی میں نے تو ضلع رحیم یار خان کی کوئی بات کی ہی نہیں اس کو میں نے ٹھیک نہیں کیا۔ دوسری بات میں یہ کہوں گا کہ یہ اپوزیشن کوڈ ہن میں رکھ کر فورٹ مزرو کی بات کر رہی ہیں میں ان سے آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا اور باقی دوستوں سے بھی یہی کہوں گا کہ اگر فورٹ مزرو کی طرف وزیر اعلیٰ کا دھیان گیا ہے تو صرف جاوید حسن گجر کی وجہ سے گیا ہے۔ کیونکہ سی اینڈ ڈبلیو کے چیز میں اگر سماں بیٹھے ہوئے ہوں تو ان سے پوچھ لیں کہ جس دن یہ نیو مری کا پراجیکٹ تھا اور کمیٹی میں discuss ہوا تھا اور وہاں پر سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو کی بات ہی نہیں مانتے تھے میں نے اس دن بھی یہ کہا تھا اور یہاں بھی اس فورم پر کھڑا ہو کر میں نے یہی کہا تھا کہ اگر آپ نے مری کا راش کم کرنا ہے اور جو مری کا پراجیکٹ بنارہے ہیں اس کو چھوڑ کر فورٹ مزرو کا پراجیکٹ شروع کیا جائے آپ بے شک میری پرانی تقریر اٹھا کر دیکھ لیں۔ فاضل ممبر یہ نوٹ کر لیں کہ وزیر اعلیٰ اگر گیا ہے تو یہ صرف جاوید حسن گجر کی تقریر کی وجہ سے گیا ہو گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! جنوبی پنجاب میں جو ڈولیپنٹ ہوئی ہیں ان کے بارے میں ذکر کر رہی ہیں وہ کوئی خود کریڈٹ تو نہیں لے رہی ہیں بلکہ گورنمنٹ نے جو جنوبی پنجاب میں ڈولیپنٹ کی ہے وہ خواہ آپ کے کہنے پر کی ہیں یا کسی اور کے کہنے پر کی ہیں یا حکومت کی اپنی سوچ ہے محترمہ تو صرف ذکر کر رہی ہیں کہ وہاں پر کیا ڈولیپنٹ ہوئی ہیں۔ شکریہ۔ جی، محترمہ آپ ذرا upwind کریں۔

محترمہ لبندی طارق: جناب سپیکر! میں نے اسی لئے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے اگر آپ کو نیو

مری پراجیکٹ پر اعتراض تھا آپ نے کہا کہ ہمیں جنوبی پنجاب والوں کو سیاحت کے لئے کوئی موقع فراہم نہیں ہیں اسی لئے میں نے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے کہ آپ کو facilitate کیا جا رہا ہے لہذا آپ شکر گزار ہوں پنجاب گورنمنٹ کے۔

جناب سپیکر! بہاؤ پور میں ایک resort بنایا جا رہا ہے اس کے علاوہ فورٹ مزرو کے مقام پر کمیل کار کے منصوبے پر بھی کام شروع کیا جا رہا ہے۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے لہذا ہماری حکومت نے زرعی ترقی کے لئے متعدد فیصلے کئے ہیں جن میں کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے زرعی اجنباس کی قیمتیوں میں اضافہ، سماڑھے بارہ ایکڑ زرعی زمین پر ٹیکس کی چھوٹ، زرعی قرضوں میں پانچ فیصد مارک اپ میں کمی اور اس کے علاوہ آبیانے کا فلیٹ ریٹ مقرر کیا گیا ہے۔ آج جو ٹیل تک پانی پہنچ رہا ہے اس سے پانی کی چوری میں کمی ہوئی ہے۔ پتواری ٹکچر کے خاتمے کے لئے زمینوں کے معاملات کپیوٹرائزڈ کئے جا رہے ہیں۔ یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کروں گی رحیم یار خان جو کہ خالصتاً ررعی ایریا ہے جس کا انحصار زیادہ تر زراعت پر ہے وہاں پر ایک زرعی کالج ہے جس کو زرعی یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے جس کا میں نے پہلے بھی ایک دفعہ ذکر کیا تھا کیونکہ رحیم یار خان کے زرعی کالج کے جو سٹوڈنٹس ہیں ان کو فیصل آباد زرعی یونیورسٹی جانا پڑتا ہے وہاں جا کر اپنے ماہر لیوں کی تعلیم مکمل کرنا پڑتی ہے۔ لہذا میری تمام ایمپی ایز اور ایم این ایز سے بھی گزارش ہے کہ وہ اس معاملے کو وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچائیں اور اس میں آپ سب ساتھ دیں۔

جناب سپیکر! اب میں خواتین کے حوالے سے بات کروں گی کہ آج ہم اتنی بڑی تعداد میں خواتین جو grass root level سے لے کر آج اسے سلسلی کے floor پر اپنے اپنے ایریا زکی، اپنے لوگوں کی اور خواتین کے حقوق کے بارے میں بات کر رہی ہیں اور جس طریقے سے وہ اپنے مسائل کو سامنے لارہی ہیں اس کا تمام تر کریڈٹ صدر پاکستان پر وزیر مشرف صاحب کو جاتا ہے جنہوں نے پاکستان میں پہلی دفعہ خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دی۔ اس طرح پہماندہ اور ہر ایریا ز سے خواتین سامنے آئیں اور انہوں نے اپنی بات اسمبلیوں میں کی اور نہ صرف انہوں نے اپنی بات کی بلکہ اس سے ان کی انتہائی اچھی کارکردگی رہی۔ اس کے علاوہ چودھری پر وزیر اعلیٰ صاحب جنہوں نے ہمیں پارٹی ملکٹ دیئے اور یہ موقع فراہم کیا، میں مجھ تھی ہوں کہ خواتین نے بڑے اچھے طریقے سے اس کام کو نسبتاً اگر ہم دیکھیں کہ نیشنل اسمبلی میں وہ من پر ٹیکشن بل پاس ہوا ہے، اس کے علاوہ چودھری شجاعت صاحب نے بے شمار فرسودہ رسومات کے خلاف ایک بل پاس کرایا جس سے

میں اپنی اپوزیشن پارٹیز کی خواتین کی بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس میں تمام گورنمنٹ پارٹی کی خواتین کا بھی ساتھ دیا اور اس بل کو پاس کروایا اور اب ایک اور بل قرآن سے شادی، وٹہ سٹہ اور ونی جیسی فرسودہ رسمات کے خاتمے کے لئے پیش کیا گیا ہے اس کو بھی ہم لوگوں نے پاس کروانا ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں اپنی حکومت وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی صاحب، ان کی کیمینٹ کو اور خاص طور پر جو ہمارے فناں منستر حسنین بمادر دریش صاحب، لاہور منستر راجہ بشارت صاحب اور اسمبلی کے تمام ارکان جن کی کاؤشوں سے آج ہماری اسمبلی نے یہ پورا مکمل کیا ہے مبارکباد پیش کرتی ہوں اور ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آنے والے سالوں میں ہماری حکومت کو یہ پھر موقع ملے گا۔ (آمین، ثم آمین) (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ طاہرہ منیر: پلانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! بھی میری محترمہ بہن لبنتی طارق صاحب نے کہا ہے کہ حکومت نے نیشنل اسمبلی میں تحفظ نسوان کا جو بل پیش کروایا ہے وہ غیر اسلامی ہے، اسلام کے مطابق تو نہیں پیش کروایا جس کے لئے یہ وہ کریڈٹ لے رہی ہیں۔ وہ غیر اسلامی بل ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ ادھر اسمبلی میں دیکھ لیں گے جنہوں نے پاس کرنا ہے، جنہوں نے دوڑ دیئے ہیں وہ دیکھ لیں گے کہ غیر اسلامی ہے یا اسلامی ہے۔

محترمہ لبنتی طارق: آپ فیصلہ کرنے والی کون ہیں کہ وہ بل اسلامی ہے یا غیر اسلامی ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ پروین مسعود صاحبہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکر یہ۔ جناب سپیکر! میں تقریر تو کرنے لگی ہوں لیکن اس کا فائدہ اس لئے نہیں ہے کہ کسی نے یہ بات تو سننی ہے، آپ ہاؤس میں ایک تو یہ دیکھ لیں کہ لوگ کتنے بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرا بات یہ ہے کہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ بجٹ آنے سے پہلے پری بجٹ پر ہم سے تجاویزی جاتیں اور ان کو تجاویز کو بجٹ میں شامل کیا جاتا۔

جناب سپیکر: محترمہ! فناں منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، دوسرے وزراء بیٹھے ہوئے ہیں، آپ سامنے دیکھیں معزز ارکین اسمبلی سب کو نظر آرہے ہیں کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ پلیز! اپنی بات

شروع کریں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! پہلے ہوتا تھا کہ بجٹ تقریر آنے سے پہلے لوگوں کو بہت انتظار ہوتا تھا کہ بجٹ آئے گا تو ان کی خوشحالی ہو گئی لیکن اب لوگوں کا یہ حال ہے کہ انھوں نے اس میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ انھوں نے بجٹ کی تقریر نہیں سنی بلکہ بہت سے لوگوں کو یہ کہتے سنائے فائدہ تو کچھ نہیں ہے، حکومت نے بجٹ آنے سے پہلے ہی منگانی کر دی ہے۔

جناب سپیکر! عوام کو اس چیز سے کوئی دلچسپی نہیں کہ خزانہ بھرا ہوا ہے یا خالی ہے۔ عوام کو تو یہ چاہئے کہ ان کو اشیاء سے صرف سستے داموں بازار میں مل سکیں۔ جن یو ٹیلیٹی سٹورز کا ڈھونگ رچایا گیا ہے، آپ مجھے بتائیں کہ کتنے یو ٹیلیٹی سٹورز پر لوگ جا کر چیزیں خریدتے ہیں؟ ایک غریب آدمی پہلے اپنی دیہاڑی چھوڑے، اس کے بعد دور دراز جا کر وہ یو ٹیلیٹی سٹور پر چیزیں خریدے، وہاں جو دکاندار ہے وہ یہ کہتا ہے کہ آپ اگر پانچ سو کی چیزیں لیں گے تو تباہ آپ کو دکلو چینی ملے گی۔ یہ عوام کے ساتھ ظلم ہے اور یہ دھوکا ہے کہ یو ٹیلیٹی سٹورز پر سستی اشیاء ملیں گی۔ یہ implement کیوں نہیں کرو سکتے؟ پورے ملک میں سستی اشیاء کیوں نہیں ہوئیں؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ہر سٹور پر چیزیں سستی ملتیں اور جملے کے لوگ اس کو چیک کرتے اور وہ اپنی اشیاء کے ریٹس آویزاں کرتے۔ میرے آنکھوں دیکھا حال ہے کہ جس وقت کوئی دکاندار لست آویزاں کرتا ہے تو اس کے بعد یہ دہرانظام جو ہے اس نے ملک کا دیسی ہی بیرہ غرق کر دیا ہے۔ اس دہرے نظام کی وجہ سے ایک ناظم وہاں سفارش لے کر پہنچ جاتا ہے کہ یہ دکاندار اس کا اپنا بندہ ہے اور وہ سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔ ان چیزوں کو دیکھ کر یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ یہ جو بجٹ ہے یہ عوام دوست ہے۔ میں تو کوئوں گی کہ یہ بجٹ عوام کش ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں بھلی کا بحران جو دیکھنے میں آیا وہ سب کے سامنے ہے۔ بوڑھے، بچوں کے علاوہ خواتین گرمی کی شدت کی وجہ سے بیویوں ہو گئیں اور پانی کا یہ عالم ہے کہ لاہور جیسے شہر کو بھی پینے کا صاف پانی میر نہیں۔ یہاں پر اس وقت امیرپی اے ہو سٹل کا ایک نام ہے لیکن اس میں بھی پینے کا صاف پانی نہیں، زنگ آلو دیاں وہاں پر آ رہا ہے۔ غریب آدمی کے ہینے کا یہاں پر کیا جواز ہے کہ اگر امیر دل کا یہ حال ہے تو پھر غریبوں کا توالد ہی حافظ ہے۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے جہاں 80 فیصد لوگوں کا انحصار زراعت پر ہے لیکن اب اریکیشن میں اس وقت جو رقم رکھی گئی ہے وہ 61 فیصد ہے، صرف 11 فیصد چھوٹے ڈیموں کے لئے رکھا گیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جگہ

جلگہ جس طرح آج کل دیساں توں میں ابھی بھی کھالوں پر لڑائیاں ہوتی ہیں، پانی کے بٹوارے پر لڑائیاں ہوتی ہیں، ہوناتویہ چاہئے تھا کہ زراعت میں بہتری لانے کے لئے چھوٹے ڈیم بنائے جاتے جماں سے بوقت ضرورت پانی کی کمی پوری کی جاسکتی۔

جناب سپیکر! چولستان کے حوالے سے میں بات کروں گی کہ میرے ایک وزیر موصوف بیان فرمائے تھے کہ چولستان میں ہم نے بہت زیادہ ڈولیمپٹ کی ہے۔ چولستان کا ابھی بھی وہی حال ہے کہ گرمی کے موسم میں وہ لوگ اپنی نقل مکانی کرتے ہیں اور شرلوں کی طرف آتے ہیں۔ ان کے جتنے بھی جانور ہوتے ہیں وہ ان کو اونے پونے داموں بھتے ہیں اور اپنا ذریعہ معاش بناتے ہیں۔ ابھی آج کل بھی وہ اسی طرح سے جی رہے ہیں۔ میرا تعلق چونکہ بہادر پور سے ہے، میں جانتی ہوں کہ چولستان کے کیا حالات ہیں وہاں پر ابھی تک پانی کا صحیح انتظام نہیں ہوا سکا۔ میں نے بجٹ کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان میں بھی کوئی ایسا پر اجیکٹ نہیں ہے کہ آئندہ چند سالوں میں بھی چولستان کے حالات درست ہو سکیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کی طرف آئیں تو سمجھ سے باہر ہے کہ وزیر تعلیم بڑے منجھے ہوئے وزیر ہیں، تجربہ کار ہیں، میاں شہزاد شریف کا دور انھوں نے دیکھا ہے اور ان کے ساتھ رہے ہیں لیکن آج تعلیم کے منجھے میں دیکھیں کہ جس طرح کی وہ بد حواسیاں کر رہے ہیں سمجھ سے باہر ہے۔ نظام تعلیم تو ایک طرف رہ گیا ہے، سلیبیں ہی ہر سال بدل دیا جاتا ہے۔ نویں کا امتحان پہلے اکٹھا ہو جاتا ہے، نویں دسویں کا امتحان اکٹھا ہو رہا ہے اور اس کے بعد دوسرا سال ہی اس کو پھر دوبارہ سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ سلیبیں میں تبدیلیاں بار بار آتی ہیں۔ پہلے ہوتا تھا کہ ایک بچ جب سکول میں داخل ہوتا تھا تو اس کے چھوٹے بھن بھائی بھی وہ کتابیں لے کر پڑھ لیا کرتے تھے لیکن اب حالات یہ ہیں کہ ایک سال کے بعد جب سلیبیں تبدیل ہوتا ہے تو اس پچے کو بھی پتا نہیں ہوتا کہ اس نے کیا پڑھا ہے؟ پہلے مائیں خود پڑھا دیا کرتی تھیں اب ٹیوشن فیس الگ دینی پڑتی ہے۔ ہمارا نظام تعلیم ان پانچ سالوں میں درست نہیں ہوا سکا، یہ حکومت منگالی کو کنٹرول کر سکی، نظام تعلیم کو درست کر سکی اور نہ ہی صفائی سترہائی کے انتظام کو درست کر سکی تو پھر کس بات پر میری بہنسیں ابھی مبارکباد دے رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں کہ ہم مبارکباد دیتے ہیں کہ یہ بجٹ بہت اچھا ہے۔ بجٹ اچھے کے ساتھ بھی ہونی چاہئے۔ implementation

جناب سپیکر! میں اپنی بہن کو جو ابھی ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے کہہ رہی تھی کہ

بما لوپور میں بہت زیادہ ترقی ہوئی ہے اور فورٹ مزو کی انھوں نے ایک سیر و تفریق کی جگہ بنادی ہے، جو پسلی چیزیں ہیں ان کو تو درست کریں، لال سوہا زار پارک جو بما لوپور کا پارک ہے، میان نواز شریف کے دور میں بہترین سیر و تفریق کی جگہ تھی، اب وہاں جا کر دیکھیں کہ انھوں نے اس کا ستیاناں کیا، اس کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ پہلے پرانی چیزوں کو درست کریں تو پھر نئی چیزوں کی طرف توجہ دیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں نظام تعلیم کی طرف دوبارہ آتی ہوں کہ انھوں نے اب چھٹیاں کیں، حکومت نے فیصلہ کیا کہ گرمیوں کی چھٹیاں امتحانوں کے بعد کریں گے اور اس میں ذرا بھی gap نہیں دیتا کہ بچے نئی کتابیں لے کر ان کو پڑھیں۔ انگریزان سے بہتر سسٹم بناتا تھا، ان کے اصول بھی ابھی تھے، اپنے لئے تو انھوں نے میں، جون کے میئنے منتخب کئے لیکن پاکستان کے لئے انھوں نے مارچ میں امتحانات کا طریقہ وضع کیا۔ مارچ میں امتحانوں کے بعد اپریل میں چھٹیاں ہو جاتیں۔ میں، جون جو سخت گرمی کے میئنے ہیں ان میں بچے کمیں جا بھی سکتے تھے اور آرام بھی کر سکتے تھے۔ آج یہ حالات ہیں کہ ابھی جون میں انھوں نے چھٹیاں کی ہیں لیکن پرائیویٹ سکولوں میں کمیں بھی اس پر implement نہیں ہوا۔ کیا حکومت کا صرف سرکاری سکولوں، غریبوں کے سکولوں پر ہی زور چلتا ہے؟ مجھے بتائیں کہ کیا پرائیویٹ سکولوں نے آپ کے کئے کے مطابق چھٹیاں کیں؟ کیا وہ آپ کی دی ہوئی کتابیں پڑھارے ہیں؟

جناب سپیکر! ہمارا ملک ایک اسلامی ملک ہے۔ ہمیں اپنی روایات بھی برقرار رکھنی چاہیں۔ آج کل پرائیویٹ سکولوں نے Oxford کا نصاب تعلیم شروع کیا ہوا ہے۔ لوگ بھاری فیسیں ادا کر کے بھی ان سکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کروانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کیا سرکاری سکولوں کے بچوں کی value ہے جو کہ ایک پرائیویٹ سکول کے بچے کی ہے؟ سرکاری سکولوں میں معیار تعلیم کا گراف اتنا کیوں گر گیا ہے؟ سرکاری سکولوں کی حالت آج بھی وہی ہے جو کہ آج سے پانچ سال پہلے تھی۔ اتنا پیسا تعلیم کے شعبہ میں لگانے کے بعد بھی بچوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے، وہاں پر صحیح طرح سے ٹالکٹ ہیں اور نہ ہی سکولوں میں پینے کا صاف پانی میسر ہے۔ جناب! پہلے تو آپ ان missing facilities کو پورا کریں۔ ابھی میری بہن فرم رہی تھی کہ اسلامیہ یونیورسٹی میں پرویزنی ای صاحب نے بہت زیادہ تبدیلیاں کی ہیں۔ اسلامیہ یونیورسٹی کے جتنے منصوبہ جات ہیں یہ سارے کے سارے میان نواز شریف صاحب کے دور حکومت کے

منصوبہ جات ہیں۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ ان کو ملک سے باہر بھیج دیا گیا اور اس کے بعد یہ سارا موجودہ حکومت نے لے لیا ہے۔ میں چونکہ خود وہاں کی رہنے والی ہوں اور ایک ایک بات کو جانتی ہوں۔

جناب پسیکر! چونکہ حکومتی بخوبی پر بیٹھنے والی خواتین بہت زیادہ خوشامد کرتی ہیں اس لئے انھیں بہت زیادہ وقت دیا جاتا ہے جبکہ ہمیں کم وقت دیا جاتا ہے۔ اسی لئے میں نے اپنی تقریر کم تیار کی ہے کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ نے ٹوک دینا ہے۔ پچھلے سال بھی یہی ہوا تھا کہ ابھی میں نے آدمی تقریر کی تھی تو آپ نے بھادیالمذا میں نے جو چند باتیں کرنی تھیں وہ کر دی ہیں۔ اگر ان کے حوالے سے کوئی اصلاح ہو جائے تو بت اچھی بات ہے۔ بت شکریہ

جناب پسیکر: شکریہ۔ محترمہ ارشاد صدر صاحبہ!

محترمہ ارشاد صدر: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب پسیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ پنجاب کی تاریخ کا ایک ریکارڈ، فلاحی، ترقیاتی اور عوامی بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب، چودھری پرویز الہی اور حسین بن بہادر دریش صاحب کو دول کی اتحاد گمراہیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ موجودہ اسمبلیاں نہ صرف اپنی مدت پوری کر رہی ہیں بلکہ پنجاب میں پچھلے ساڑھے چار سال میں اتنی ترقی ہوئی ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ جس کا سرا صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف اور چودھری پرویز الہی صاحب کو جاتا ہے۔ سابق ادوار میں اس ملک کو لوٹنے والوں نے جس بے دردی سے ملکی خزانہ لوٹا آج پاکستان کی سر زمین بھی انھیں جگہ نہیں دے رہی۔ ان کے مقابلے میں آج پاکستان کا خزانہ دولت سے مالا مال ہے۔ زرمادلہ کے ذخیرہ میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے اور ملکی معیشت مضبوط ہو چکی ہے۔ پنجاب میں ترقیاتی کاموں کا جال بچھ رہا ہے۔ یہ صرف اور صرف پنجاب حکومت کی اچھی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب پسیکر! ہماری حکومت نے تمام شعبہ ہائے زندگی میں بہتری لانے کے لئے کئی اقدامات کئے ہیں۔ میں ان کے اعداد و شمار میں نہیں جاؤں گی کیونکہ وہ سب کچھ بجٹ بک میں موجود ہے۔ ہمارے دور حکومت میں کئی ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے گئے ہیں جن کی مثال نہیں ملتی مثلاً ساڑھے 12 ایکڑیک کے زمینداروں کو زرعی اکتمل نکلیں سے مستثنی قرار دیا گیا ہے۔ یہ ہماری حکومت کا کارنامہ ہے کہ کاشتکاروں کے لئے اجنس کی امدادی قیمتیوں میں اضافہ اور ان کی اجنس کی خریداری کو یقینی بنایا گیا ہے۔ آبیانہ کے لئے یہاں شرح مقرر کی گئی ہے۔ کسانوں کو نمری پٹواری

کے نظام سے چھٹکارا دلایا گیا ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ بے زمین کسانوں کو زمین فراہم کی گئی ہے۔ 17۔ ارب روپے کی زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم کی گئی۔ ڈیپھ لاکھ ضرور تمندوں کے لئے مفت پیشہ ورانہ تربیت کا انتظام کیا گیا۔ سرکاری سکولوں میں میٹرک تک مفت تعلیم اور درسی کتب کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا۔

جناب سپیکر! ماحولیات کے تحفظ کے لئے گرین پروگرام کا قیام اور دیہات میں غربت میں کمی لانے کے لئے لایوٹاک کے شعبے میں بھرپور توجہ دی گئی۔ پسمندہ علاقہ جات پر خصوصی توجہ دی گئی۔ اس پالیسی کے پیش نظر ہماری حکومت نے جنوبی پنجاب کو ان کی آبادی کے تناسب سے قطع نظر زیادہ وسائل فراہم کئے ہیں۔

جناب سپیکر! سرکاری ملاز میں کی تحریکوں میں 15 فیصد تک اضافہ کیا گیا اور ان کی پیش میں 15 سے 20 فیصد تک اضافے کا اعلان کیا گیا۔ زراعت کے لئے ٹیوب ولیوں پر 25 فیصد تک سبستی دی گئی۔

جناب سپیکر! یہ مسلم لیگ ہی کی حکومت ہے جس نے 6 لاکھ 46 ہزار غریب ترین خاندانوں کے لئے 500 روپے ماہانہ فی کنہبہ نقد امداد کا تاریخی اعلان کیا ہے۔ کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیتے۔ حکومتی خرچ پر ان کو بنیادی سویں لیات فراہم کرنے کا اعلان بھی کیا ہے۔ یہ ہماری مسلم لیگ کی ہی حکومت ہے جس نے ایک عوام و دوست بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! اپنے علاقے ماموں کا بخن کامیں ایک اہم مسئلہ بیان کروں گی کہ ماموں کا بخن شر میں ایک سیم نالہ گزرتا ہے۔ جس میں فیصل آباد کی تمام فیکٹریوں کا زہر یا پانی شامل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ماموں کا بخن کی زمین کا میٹھا پانی کڑوا ہو چکا ہے اور فضا خراب ہو چکی ہے۔ اس مسئلہ کو میں وزیر اعلیٰ پنجاب، چودھری پرویزالی صاحب کے نوٹس میں بھی لائی ہوں۔ میری گزارش ہے کہ ایکشن سے پہلے اس مسئلے کو حل کیا جائے اور اس پر کام شروع ہو جائے تو ہمارے علاقے کا ایک بہت بڑا اور درینہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! ملک کی صنعتی اور زرعی ترقی کے لئے کالا باع ڈیم ایک بہت بڑا منصوبہ ہے۔ بجلی کا جو حالیہ بحران ہے اس کا حل صرف اور صرف کالا باع ڈیم ہے۔ آج ہمارے صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزالی نے اپنی مجموعی کارکردگی سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ صحیح کون ہے اور غلط کون ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک شعر اپنے اپوزیشن کے بھائیوں اور بہنوں کی نذر کروں

گی:

کس میں جرأت ہے کہ لائے ہماری پرواز میں کوتاہی
ہم پروں سے نہیں حوصلوں سے اڑا کرتے ہیں
بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! شکریہ۔ اب میرے پاس اپوزیشن کی طرف سے کوئی نام نہیں ہے۔ اگر کوئی معزز رکن اپوزیشن کی طرف سے بجٹ پر بات کرنا چاہتا ہے تو اپنے نام کی چٹ میرے پاس بھجوادے۔ شیخ علاؤ الدین صاحب!

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الہی اور وزیر خزانہ جناب حسنین دریٹک کو 3 کھرب 94۔ ارب روپے کے لیکس فری بجٹ کا اعلان کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ خصوصی طور پر معاشرے کے نچلے طبقوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ایک تاریخی بجٹ ہے جس میں ایک کھرب 50۔ ارب روپے صرف ترقیاتی کاموں کے لئے رکھے گئے ہیں جو کہ پہلے سال سے بھی تقریباً 50۔ ارب روپے زائد ہیں۔ ایک انتہائی قابل تحسین بات یہ ہے کہ اس بجٹ میں 25۔ ارب روپے کے ریلیف پکیج کے ساتھ ساتھ تقریباً 20 فیصد ملاز میں کے لئے تنخوا ہوں اور پنچ سو میں اضافہ کیا گیا ہے۔ مزید قابل تحسین بات یہ ہے کہ 4۔ ارب روپے تقریباً 6 لاکھ 42 ہزار افراد جو غریب طبقہ سے ہیں کے لئے رکھے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی 385 کمی آبادیوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ یہ بھی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ دیہاتوں میں دونال ز میں غریب عوام کو دینے کے لئے رکھی گئی ہے اور خود روزگار سکیم کے لئے بھی رقوم رکھی گئی ہیں۔ ایک اور قابل تحسین بات یہ ہے کہ کوئی نیا لیکس نہیں لگایا گیا۔ اگر بجٹ کو ایک glance کی طرح دیکھا جائے تو پتا چلے کہ بجٹ میں اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے کہ ایک طرف غربت مٹانے کے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور دوسری طرف متوازن ڈولیپمنٹ کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔

ہر علاقہ کو نہ صرف اس کا حق مل سکے گا بلکہ کہیں بھی لوگوں میں احساس محرومی پیدا نہ ہو گا۔

جناب سپیکر! یہ مزید قابل تعریف بات ہے کہ 42۔ ارب روپیہ صوبہ کے اپنے وسائل سے حاصل کیا جائے گا اور بجٹ میں سدرن پنجاب کو بھی اہمیت دی گئی ہے اور اس کے لئے 15 فیصد

direct share رکھا گیا ہے۔ اگر بجٹ کے سو شل سیکٹر پر نظر رکھی جائے تو یہ بات بھی اطمینان بخش ہے کہ پچھلے سال سے 48 فیصد زائد حصہ تعلیم، صحت، واٹر سپلائی اور maintenance کو دیا گیا ہے۔ تعلیم کے لئے پچھلے سال سے 72 فیصد زائد رقم رکھی گئی ہے جو کہ اب 21 ارب روپے ہو گی جس میں سے 5 ارب روپیہ ورلڈ بنک سے لیا جائے گا اور ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کو بھی کامیابی سے چلا یا جائے گا۔ یہ بات بھی بڑی خوش آئندہ ہے کہ ہر ضلع میں دو کالجز کو upgrade کیا جائے گا اور دو کمزور ترین کالجز کو انتہائی انقلابی طور پر اچھے کالجس کی تمام سروتوں کے برابر لایا جائے گا۔ ہیلٹھ سیکٹر میں بھی پچھلے سال سے 51 فیصد زیادہ رقم رکھی گئی ہے اور اس سال تقریباً 150 روپے، ہیلٹھ سنٹر اور 2500 نیادی ہوں گے جو نمایت خوشی کی بات ہے۔

جناب سپیکر! اب سارا بچوں کے لئے بھی ماڈل ہومز بنائے جائیں گے اس کے ساتھ ساتھ بے سارا لوگوں کے لئے تین اضلاع میں بلڈنگ بنائی جائیں گی۔ لوکل گورنمنٹ اور کیو نٹ ڈویلپمنٹ کی مد میں 7 ارب روپے رکھے گئے ہیں جس میں سے تقریباً 2 ارب روپے تعمیر پنجاب پروگرام کے لئے اور 2 ارب روپے لوکل گورنمنٹ اور 2 ارب روپے کیو نٹ ڈویلپمنٹ کے لئے ہوں گے۔ دس تحصیل میونسپلز کو بہترین انفراسٹرکچر کے لئے select کیا گیا ہے جس میں تحصیل چونیاں کا ہونا بھی ضروری تھا۔ سڑکوں کی تعمیر کے لئے خطیر رقم یعنی 14 ارب روپے رکھی گئی ہے اس کے ساتھ ساتھ تقریباً 700 کلو میٹر ایسی سڑکیں بھی ہیں جن کو کشادہ کیا جائے گا۔ آپاشی کے لئے 11 ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ خوش آئندہ بات ہے۔ تین سو کلو میٹر کینال چینل اور تونسہ بیان کی upgradation کے لئے بھی رقم موجود ہے جو کہ قابل تحسین ہے۔ TEVTA کے لئے تقریباً 2 ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ خاص طور پر پنجاب کے نوجوانوں کے لئے ایک خوشخبری ہے۔ Environment Department کے لئے بھی ایک ارب 15 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو کہ موجودہ حالات میں اشد ضروری تھی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کا ایک بہت ہی اہم فرمان بتانا چاہتا ہوں جو انھوں نے گورنر مصر مالک بن عصر کے نام ایک guideline forever کی جیشیت سے دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافرمان ہے کہ دیکھو خاص الخاص میں وہی تمہاری زکا ہوں میں مقبول ہوں جو تمہارے سامنے زیادہ سے زیادہ کڑوی بات تم سے کہہ سکتے ہوں۔ ان کاموں میں تمہارا ساتھ دینے سے انکار کر دیں جو خدا کو ناپسند ہیں۔ اہل تقویٰ اور صدق کو اپنا مصائب بنانا نہیں

اپنی تربیت دینا کہ وہ جھوٹی تعریف نہ کریں۔ تعریف سے انسان غرور میں آ جاتا ہے محقق آئیہ کہ درباری زبان بولنے والوں کو ناپسند فرمایا۔ مزید فرمایا کہ خود پسندی کا شکار نہ ہونا، نفس کی جو بات پسند آ جائے اس پر بھروسہ نہ کرنا، خوشنام پسندی سے بچنا، عربی گھوڑا رکھنا، اپنا وزن خود اٹھانا۔ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود آج بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

جناب پیغمبر! اب میں ان تجوادیں کا ذکر کرنا چاہوں گا جو میرے خیال میں بحث کی بنیاد ہونا چاہیئے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بحث میں اخراجات کی مد میں جو رقمات ہیں چاہے وہ ڈویلپمنٹ کے لئے ہوں یا کسی اور مرد کے لئے وہ بذریعہ اور مستقل بنیادوں پر خرچ ہونی چاہیئے۔ عملی طور پر مالی سال کے پہلے چھ ماہ میں بہت کم اخراجات کئے جاتے ہیں اور دوسرا حصہ میں جب مالی سال ختم ہونے والا ہوتا ہے half hazard اخراجات کئے جاتے ہیں جس کا بڑا نقصان کام کی کوالٹی، معیار کی کمی اور دوسرا کمی برائیوں میں نکلتا ہے۔ ان تمام چیزوں کو دیکھنے کے لئے پلانگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں ایک regular vigilant wing کا ہونا ضروری ہے۔ ملک کے تمام ٹیکسٹائل گروپوں نے بھارت، چین اور دوسرے ممالک سے کافی درآمد کر کے ہمارے محنتی کسان کا بوجو نقصان کیا ہے اس سے ایک طرف تو ملک کا قیمتی زر مبالغہ ضائع ہوا ہے اور دوسرے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ WTO نے APTMA میں anti tempting laws کے تحت ان ممالک کی کوئی شکایت نہ کی گئی تھی ٹیکسٹائل مالکان کو خفیہ rebate کی شکل میں بے شمار فائدہ ہوا ہے جسے چیک کرنا ناممکن تھا اور اب ملکی کسان ان کے رحم و کرم پر ہیں۔

جناب والا! سٹیٹ بیک آف پاکستان نے اپنی رپورٹ میں زرعی ترقی کو صرف 2.5% declare کیا ہے جس کا 5% میں حصہ کم ہونا انتہائی خطرناک ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دیکی علاقوں میں غربت بڑھے گی۔ زرعی معاملات میں مرکزی حکومت کے فیصلوں میں پنجاب کی رائے لینا بہت ضروری ہے لیکن اس پر طرفہ تماشادیکھنے کے ٹیکسٹائل مل مالکان 30-35 ارب روپے کا پیچ کرنے کے باوجود مزید مراجعات مانگ رہے ہیں۔ دوسری طرف پر ایک ٹیکسٹائل پالیسی ناکام ہو چکی ہے۔ پر ایک ٹیکسٹائل پالیسی سے عوام کو بہت نقصان ہوا ہے۔ اگر اسے مختصر طریقے سے دیکھا جائے تو سیمٹ، کھاد، شوگریا کوئی بھی چیز جو پر ایک ٹیکسٹائل ہوئی ہے اس کی قیمتیں عوام کی پہنچ سے باہر ہو گئی ہیں۔ یہ ایک انٹر نیشنل طریقہ کار ہے کہ balanced marketing کے لئے ہر صنعت کا

کم از کم 25% production share حکومت کے پاس رہنا چاہئے تاکہ صنعت کارروں کا عوام دشمن pool بنے ہی حکومت فوری طور پر اس آئٹم کو float کر دے اور عوام تک پہنچا کر ریٹیل کو مناسب بندیوں تک لے آئے۔ کھاد، شوگر اور سیمنٹ میں قوم کو جو تکلیف اٹھانا پڑ رہی ہے یہ کوئی راز کی بات نہ ہے۔ الحمد للہ امسال گندم کی پیداوار 27 میلین ٹن ہوئی ہے اور اگراب-425 روپے فی چالیس کلوگرام دیکھا جائے تو یہ رقم تقریباً 2 کھرب 30 روپے بنتی ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک مخصوص لابی نے گندم کی برآمد پر زور دیا اور تقریباً 5 لاکھ ٹن گندم پک جھکتے ہی برآمد کر دی۔ گورنر کریم حکومت نے اس کے بعد پاندی لگائی لیکن پھر بھی 5 لاکھ ٹن گندم برآمد کر دی گئی جس کا فوری نتیجہ یہ نکلا کہ فلور ملوں نے retail میں آٹے کی قیمت فوری طور پر بڑھادی۔ غور کجھے کہ دسمبر 2007 اور جنوری 2008 تک آٹے کی قیمت کیا ہو گی؟ معزز اکیم اسمبلی کو یہ سن کر بھی حیرانگی ہو گی کہ ملک میں کھاد کپنیوں کو 1.50 ڈالر MMBIP کے حساب سے سوئی گیس فراہم کی جا رہی جبکہ دیگر انڈسٹریز کو یہ گیس 4.40 ڈالر MMBIP کے حساب سے دی جا رہی ہے۔ اس طرح دوسری انڈسٹریز کے مقابلے میں کھاد کپنیوں کو اربوں روپے کی سبستی دی جا رہی ہے لیکن اس کا پنجاب کے کسان کو قطعاً کوئی فائدہ نہ ہے۔ جس حساب سے کھاد مل رہی ہے وہ سب آپ کے سامنے ہے۔ ایک تکلیف وہ امر زرعی ادویات کی درآمد ہے۔ یہ import کرنے والی کپنیاں ایک مافیا کے تحت ملک میں ایسا نیچ آنے ہی نہیں دی رہیں جن کو کیر ان لگ سکے۔ حالانکہ اب یہ تمام دنیا میں available ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ فاضل ممبر پڑھ کر تقریر کر رہے ہیں۔
جناب سپیکر: شاہ صاحب اپلیئر تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤ الدین: میں حسن مرتضیٰ صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے اندر collections ہیں اور یہ صرف points ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اب تمام دنیا میں ایسے نیچ available ہیں جن کو کیر انہیں لگتا اور یہ ہماری زراعت کے لئے نمایت ہی ضروری ہے۔ ہمارے ملک میں short term منافع کو ترجیح دی جاتی ہے۔ منہگانی کی ایک وجہ پڑوں اور ڈیزیل کے اوپر ٹیکسٹریز ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ملک میں ڈیزیل کروڑ میٹر کٹ ٹن اینڈ ھن خرچ کیا جا رہا ہے جس میں ڈیزیل 80 لاکھ میٹر کٹ ٹن، پڑوں 20 لاکھ میٹر کٹ ٹن، مٹی کا تیل 15 لاکھ میٹر کٹ ٹن اور لائٹ ڈیزیل 40 لاکھ میٹر کٹ ٹن ہے۔ پڑوں کی ex-refinery prices 26 روپے 87 پیسے ہے لیکن یہ ایک تلخ

حقیقت ہے کہ ان حالات میں تمام کمپنیاں ایک pool کے ذریعے عوام اور خاص طور پر کسانوں کو لوٹ رہی ہیں۔ استدعا ہے کہ کسانوں کو کم قیمت پر ڈیزیل میا کرنا بہت ضروری ہے۔ اگر حکومت PSO کے منافع کو سامنے رکھے اور اس کا صرف آدھا منافع کسانوں میں بانٹ دے تو ڈیزیل کی قیمت 10 روپے فی لٹر کم ہو سکتی ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب پیغمبر: اب آدھے گھنٹے کے لئے نماز ظہر کا وقہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقہ نماز کے لئے ایوان کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتی کردی گئی)

(اس مرحلہ پر وقہ نماز کے بعد جناب چیز میں ملک نذر فرید کو کھرا یک نج گر 33 منٹ پر کسی صدارت پر ممکن ہوئے)

جناب چیز میں: معزز رکن اسمبلی شیخ علاؤ الدین صاحب کی تقریر جاری تھی اگر وہ لابی میں موجود ہیں تو تشریف لے آئیں اور اپنی بھی تقریر کریں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤ الدین: جناب چیز میں! اس حالت میں آپ بتائیں کہ کیا تقریر کریں، کوئی ممبر ہی موجود نہیں ہے۔ میری ساری calculated تقریر ہے اور اس میں تمام فگر زہیں۔

جناب چیز میں: شیخ صاحب! منہ صاحب تشریف فرمائیں وہ آپ کے تمام فگر ز نوٹ کریں گے۔ اپوزیشن کی طرف سے گلو صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اور ہماری بھنیں بھی موجود ہیں۔ آپ شروع کریں گے تو انشاء اللہ سارے دوست آجائیں گے۔

شیخ علاؤ الدین نیماں کوئی بندہ تو ہے کوئی نہیں اور میری ساری calculated تقریر ہے اس کا کیا فائدہ ہو گا۔

جناب چیز میں: شیخ صاحب! آپ شروع کریں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب چیز میں! پڑول کی ایکس ریفارمری قیمت 26 روپے 87 پیسے فی لٹر ہے اور یہ تلخ حقیقت ہے کہ تمام تیل کمپنیاں پول کے ذریعے عوام کو لوٹ رہی ہیں۔ ان حالات میں عوام اور خاص طور پر کسان کو ریلف کیسے پہنچ سکتا ہے۔ کسانوں کے لئے ڈیزیل کی قیمت کم کی جائے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ صرف PSO کے منافع سے اگر آدھا منافع کسانوں کو ریلف دینے کے لئے بانٹ دیا جائے تو فی لٹر ڈیزیل کی قیمت 10 روپے کم ہو سکتی ہے۔ ختم ہونے والے سال میں

100۔ ارب روپے کا ADP بجٹ نومہ گزرنے کے باوجود 60 فیصد سے زیادہ خرچ نہ ہو سکتا ہوا اور اس میں سے کچھ لگنے ایسے بھی تھے جو کچھ بھی نہ خرچ کر سکے۔ بقاوارہ جانے والے تین ماہ میں تقریباً 35۔ ارب روپیہ big city land acquisition کی میں ٹرانسفر کیا گیا جس کی میرے خیال میں اس وقت ضرورت تھی جبکہ لینڈ ایکوزیشن کے تمام مرافق پورے ہو جاتے، کورٹ پروسیڈنگز اور دوسرے معاملات طے ہو جاتے۔ یہ معاملہ اور یہ پیسا اگر ترقیاتی کاموں میں ہی رہتا یا reserve pool میں چلا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔ تعلیم کی مد میں خرچ کیا جانے والا بے شمار پیسا وہ نتائج نہیں دے سکا جواب تک آجائے چاہیئے تھے۔ جس کی ایک بڑی وجہ تعلیمی میدان میں ان اساتذہ کی بہت بڑی تعداد میں نہ ہونا ہے جو محروم اس فیلڈ کو اپنائے ہوئے ہیں یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہمارے بیشتر سکولوں میں اہم مضامین پڑھانے والے اساتذہ نہ ہیں، پرائیویٹ اکیڈمیاں کر کر رہی ہیں اور والدین کو لوٹ رہی ہیں جو ان کے آگے بے بس ہیں۔ صوبہ کے بڑے شرکوں کے علاوہ ہر شرکت کے سکول میں فوری طور پر اس مکروہ صورتحال کا تدارک کرنا ضروری ہے ورنہ معیار تعلیم بہتر نہ ہو سکے گا۔ یہ بھی ایک عجیب معاملہ ہے کہ پانچویں کلاس سے پہلے drop out 30% ہے یعنی 30 فیصد بچے سکول سے بھاگ جاتے ہیں جو معاشی وجہ کے ساتھ ساتھ سکولوں میں ماریبیٹ کا عام ہونا ہے۔ پچھلے دونوں Dawn اخبار میں ایک تصویر چھپی تھی جس میں میانوالی کے ایک سکول میں پوری کلاس کو ہی مرغبانیا ہوا تھا۔ اس وقت ترجیحات لوگوں کو سادگی کی طرف لانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر تھوڑی سی پھر calculation پیش کرنا چاہتا ہوں جو کہ حقیقت ہے اور باعث تشویش بھی ہے۔ پچھلے چار سالوں میں 1400۔ ارب روپے کے قرضے بنکوں نے ڈل کلاس کو دیئے تھے جن سے گاڑیاں، پلات اور موڑ سائکلیں خریدی گئی ہیں۔ بے بناء شرح سود کی وجہ سے ان لوگوں کے لئے ان قرضوں کی ادائیگی بہت مشکل بنی ہوئی ہے اور اب یہ لوگ نہ صرف نفسیاتی مريض بن گئے ہیں بلکہ ان کے گھروں میں جھگڑے بھی ہو رہے ہیں۔ ہماری معیشت میں اتنی جان ہی نہ تھی کہ اس کو برداشت کر سکتی۔ اب اگر ہم اس سے پیچھے دیکھیں یعنی 1984 سے 2002 تک کوڈیکھیں تو ان کل 18 سالوں میں بنکوں سے اس کلاس کو ملنے والے قرضے صرف 921۔ ارب تھے اب صرف چار سالوں میں 1400۔ ارب روپیہ قرضہ دیا گیا ہے جس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکالہے کہ تمام بڑے شرکوں میں سڑکیں تنگ پڑ گئی ہیں۔ قوم کو مصنوعی زندگی کچھ ایسی پسند آئی

کہ ایک طرف fast food chains اربوں روپے کا بزنس کر رہی ہیں جو قوم کی food habits کی تباہی کے ساتھ ساتھ اربوں روپے کا قیمتی زر مبادلہ ناقابل یقین منافع کے ساتھ باہر بھیجا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات جو پچھلے کچھ سالوں سے دیکھنے میں آئی ہے وہ عمرہ کی نفلی عبادات جو اس لحاظ سے شروع کی گئی ہیں کہ اب ان میں بنک بھی شامل ہو گئے ہیں یعنی عمرے جیسی عبادات کے لئے بھی بنکوں نے اپنا پیاسادینا شروع کیا ہے جو یہ بھی ایک تکلیف دہ امر ہے۔

جناب والا! 9/11 کے بعد تقریباً 2 ارب ڈالر جوز مبادلہ کی شکل میں ملک میں آیا تھا انہی اللوں تملوں میں خرچ ہو رہا ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں بنک 35 سے 40 فیصد سالانہ منافع کمارہ ہے ہیں اور یہ تمام بنک پچھلے تین سالوں میں اپنا capital invested اپس لے چکے ہیں۔ میں یہاں پر صرف ایک مثال پیش کروں گا کہ HBL یعنی جیب بنک کو جتنی رقم میں بیچا گیا۔ اس کے خریداروں نے منافع کی شکل میں صرف دوسال میں وصول کر لیا۔ اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ آخر دنیا کے بڑے بڑے بنک پاکستان میں ہمارے ملک کے چھوٹے چھوٹے بنکوں کو کیوں خریدنا چاہ رہے ہیں۔ یونین بنک اور پر امگ بنک ان کی مثال ہیں۔ یہ ایک ناقابل یقین قیمت پر خریدے گئے ہیں اور دنیا کے بڑے بنکوں نے ان کو خریدا ہے اس کی وجہ بڑی صاف ہے کہ دنیا بھر میں بنک کا profit margin کا عادت ہے اور اپنے وسائل سے زیادہ خرچ کرنا عام بات ہے۔ ہمارا بچت ریٹ صرف 6 فیصد ہے جبکہ بھارت کا تیس فیصد ہے۔ یہ سب دیکھنے کے بعد ان علاقوں میں ہمارے خاص طور پر شری علاقوں میں بنک پوری طرح نہ صرف لوگوں کو مختلف ترجیحات سے اپنی طرف راغب کر رہے ہیں بلکہ معاشرے میں تمام گناہوں کا ازالہ بھی اب عمرہ جیسی نفلی عبادت کو بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کیا کسی نفلی عبادت کے ذریعے کسی کے حق کو مارا جاسکتا ہے؟ حق حقدار کا ہے اور اصول اصول کے ساتھ ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل ہر آدمی کو جس بے چارے کی تنخواہ چار ہزار ہے اس کو بھی کریڈٹ کارڈ پیش کئے جا رہے ہیں کریڈٹ کارڈ ایک ایسی بیماری ہے جو کہ فارغ وقت میں ہر آدمی کے پاس جس کے پاس کوئی cash نہ بھی ہو، کریڈٹ کارڈ اس کو پریشان کرتا ہے کہ اور کچھ نہیں تو چلو hotelling ہی کرو اور پھر کریڈٹ کارڈ پر لیا جانے والا سو ناقابل یقین حد تک زیادہ ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں بڑے شروع میں سی کلاس

ریسٹوران میں بھی شام کو کوئی غالی میر نہیں ملتی۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت جو ایک natural guardian ہے آج ملک میں ان معاملات کو سنبھالنے کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی تاکہ لوگوں کو کم از کم ایسی عادات سے نجات مل سکے جو کہ قرضے کی بنیاد پر اپنانی جا رہی ہیں۔

جناب والا! ملک کو اس وقت 12۔ ارب ڈالر کے تجارتی خسارے کا سامنا ہے اس کی وجہ سمجھنے کے لئے کسی سفر اط، بقراط کو لانے کی ضرورت نہ ہے۔ ایک چکر اپنے شر کی کسی بھی مار کیٹ میں لگا لیں آپ کو کروڑوں ڈالر کی ایسی درآمدات مل جائیں گی جو ایسے substandard ملکوں سے آ رہی ہیں جن کی قوم کو قطعاً ضرورت نہ ہے۔ میں یہاں پر دو تین آنٹوں کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ آپ مصنوعی پھولوں کو دیکھیں کہ ان کی کیا ضرورت ہے لیکن یہ کروڑوں روپے کی تعداد میں ایک ایسے ملک سے آ رہے ہیں جس کی ایکسپورٹ اس وقت دنیا بھر میں بہت اوپر جا چکی ہے اور وہ سینکڑوں بلین ڈالر کا سرپس لئے بیٹھا ہے۔ کیا ہماری قوم اس قسم کے لالہ تملوں کو چلا سکتی ہے، برداشت کر سکتی ہے۔ ہوم اپلائنسز کی طرف دیکھیں تھر ڈکاس سامان تعیش یہاں تک کہ وہ فروٹ جو کبھی ہم سوچ بھی نہیں سکتے وہ ایک ایسے ملک سے آ رہا ہے جس کا فوڈ سینڈر ڈبھی کچھ نہیں ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستان سے آ رائشی سامان، عورتوں کے کپڑوں میں وہ کچھ منافع لیا جا رہا ہے اور کچھ کپڑے اور کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر ایک ہزار فیصد تک profit لیا جا رہا ہے لیکن یہ تمام چیزیں یہاں استعمال ہو رہی ہیں۔ عوام کو دینی تعلیمات، حلال و حرام کی تمیز، ناجائز آمدن سے آنے والی نسلوں پر اثرات بتانا بہت ضروری ہیں۔

جناب سپیکر! 60 سال گزرنے کے باوجود آج بھی متروکہ ہندو جائیداد جعلی اور فرماڈ کلیبوں کے ذریعے ادھر ادھر ہو رہی ہیں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ مئی 1975 میں ختم ہونے والے قانون بحالیات کے بعد کھربوں روپے کی یہ جائیداد ایس آج بھی کیسے ادھر سے ادھر ہو رہی ہیں۔ ان ہاتھوں کا سب کو پتا چلنا بہت ضروری ہے اور کچھ لوگوں کو ہے بھی کہ پیچھلی حکومتوں کے دور میں قانون مجری کی دفعہ 10 اور 11 کو آخر کن حالات میں ختم کیا گیا تھا۔ آخر وہ دفعہ 10 اور 11 فوری طور پر restore کیوں نہیں ہو سکتی تاکہ اس ملک خداداد کی کھربوں روپے کی جائیداد کو بھی ڈیوں کے حوالے کرنے سے بچایا جاسکے۔ میری گزارش ہے کہ اس میں کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ایک ٹریبونل بنایا جائے جس کی اپیل صرف ہائیکورٹ سنے۔ میں آپ کو اور اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف دفعہ 10 اور 11 کے دوبارہ restore ہونے سے

بےپناہ فائدہ ہو گا۔

جناب والا! حضرت شاہ ولی اللہ کے اس حکیمانہ قول کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس معاشرے میں تقسیم دولت کا نظام غیر منصفانہ ہو گا اس میں ایک جانب دولت کے انبار ہوں گے، عیاشیاں، بد معاشیاں، خرستیاں ہوں گی دوسرا جانب فکر و احتیاز کا دور دورہ ہو گا اور انسانوں کی اکثریت بار بداری کے جانوروں کی طرح زندگی گزارنے پر مجبور ہوں گے۔ اب ہو گا یہ کہ اللہ تعالیٰ سے امیر بھی غافل اور غریب بھی غافل۔ ان حالات میں نظام عدل اور اجتماعیت کے قیام کے بغیر انسانوں کی بہتری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت کے نقصانات فوری ہوں گے اور آئندہ آنے والی نسلوں پر بھی ہوں گے جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! پولیس پر اس سال بھی 34۔ ارب روپے خرچ کے جائیں گے جو بہت اچھی بات ہے لیکن کثیر رقامت خرچ کرنے کے باوجود آخر مطلوبہ ناتج سامنے کیوں نہیں آ رہے جبکہ پولیس کے بہت سے سینئر افسران انتہائی پاکیزہ اور دیانتدار ہیں اس کی وجہ پولیس میں تھانے کی سطح پر ٹاؤن ٹاؤن کی حکومت ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ ان ٹاؤن ٹاؤن کے سامنے صوبے کے آئی جی تک بے بس ہیں۔ تھانوں میں ٹاؤن ٹاؤن کا عمل دخل کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر کیس کا ٹھیکہ مع subordinate judiciary کے طے کر لیتے ہیں۔ فریقین میں سے جس کا تاؤن ٹاؤن زیادہ پہنچا ہوا ہواں کی جیت ہو جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ عدالتوں پر ان ending litigation کے اثرات ہیں اور اعلیٰ عدالتوں پر ان کا بےپناہ پریشر ہے۔ معاشرے کے یہ معزز تاؤن ٹاؤن قوہ خانوں، منشیات کے اڈوں، جواء خانوں، شراب خانوں، ٹیچ فلنسگ اور ہماں تک کہ جعلی کو کولا اور پیسپی کولا کے کاروبار میں ملوٹ ہیں۔ ان کے پاس بےپناہ ناجائز پیسا ہے اور یہ نچلی سطح پر تھانوں میں انصاف کے عمل میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں اور یہ مسئلہ پنجاب میں ایک کینسر کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ جب تک ان ٹاؤن ٹاؤن کا ہر علاقے اور تھانے سے قلع قمع نہ کیا گیا تو 34۔ ارب روپے تو کیا 34 کھرب روپے بھی بے کار ہوں گے۔ پولیس کے دیانتدار اور سینئر عمدیدار کے مطابق اس وقت محلہ پولیس کے نچلی سطح پر خود پولیس کے اندر ہزاروں کنفرم ڈکیت موجود ہیں۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ ہر کر پٹ کے ساتھ کوئی نہ کوئی سیاسی سایہ موجود ہے جو اس سیاستدان کا اپنا ایجنڈا تیزی سے نمٹاتا ہے۔ سیاسی بنیادوں پر پوسٹنگ اور ٹرانسفرزان تمام افسروں کی سروں فائل میں black sheets کے ساتھ درج ہونی چاہئے تاکہ اس نا سور کا خاتمه ہو سکے۔

جناب سپیکر! دعا ہے کہ خدا اس ملک میں کسی کو مریض نہ کرے اور کسی کو کوئی مرض نہ ہو۔ دوائیوں کی قیمتیں اور پھر نقلی دوائیوں کی بہتات ایک ایسا ما فیا کنٹرول کر رہا ہے جسے توڑنا ناممکن ہو چکا ہے۔ ابھی کل، ہی سنندھ کے سینئر وزیر نے جب بجٹ پیش کیا تو اس کے بعد after budget پر لیس کانفرنس میں، میں نے خود دیکھا کہ انہوں نے یہ تسلیم کیا جو کہ میں نے پہلے ہی اس معزز ایوان کے سامنے کئی دفعہ کہا ہے کہ ہاں ہندوستان میں جو دوائی ۔۔۔ /6 روپے کی ہے وہ ہمارے ہاں ۔۔۔ /60 روپے کی ہے۔ یہ کل اور لوگوں نے بھی دیکھا ہو گا اور معزز ارکین اسمبلی یہ سن کر حیران ہوں گے کہ ہمارے ملک میں ایلوپیٹھک دوائیوں کی رجسٹریشن برطانیہ سے بھی زیادہ ہو چکی ہے یعنی ایک ہی دوائی مختلف ناموں سے تیکھی جا رہی ہے، وہی دوائی ۔۔۔ /14 روپے کی ہے اور وہی دوائی ۔۔۔ /140 روپے کی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ زیادہ تر سینئر ڈاکٹر فارما سیو ٹیکل کمپنیوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، بے حساب پیسالے رہے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ ایسے کلینیکل لیبارٹریز بھی اپنا منہوس کام کر رہی ہیں جن کے پاس کوئی اچھے پتھاروجست نہیں ہیں ہیں صرف چند میٹر ک پاس لوگ وائٹ اور آل پسن کر خود مریضوں کو لوٹ رہے ہیں۔

جناب والا! یو ٹیکلی سٹور زنا کام ہو چکے ہیں اور ان کی ناکامی بھی حکومت پنجاب کے کھاتے میں پڑتی ہے۔ حالانکہ یہ فیدرل گورنمنٹ کا subject ہے۔ میری اس میں گزارش ہے کہ ہر علاقے میں راشن ڈپوں کا نظام فوری طور پر راجح کیا جانا چاہئے۔ جن کو کتنے کی بنیاد پر جو کہ برش لاء کے تحت prepartition ایک طریق کار تھا اور جو کامیابی سے چلتا رہا ہے اس کو دوبارہ چلایا جائے۔ ہم سب نے مستارشن سکم کے تحت اس کا حشر دیکھ لیا ہے۔ جس میں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پٹواریوں، سیکرٹری یونین کو نسلوں اور پرچون فروشوں نے مل کر ریکارڈ کر پیش کی اور عموم کو کچھ بھی نہ ملا۔

جناب والا! اب تھوڑا سا میں اپنے صحافی بھائیوں کے بارے میں ذکر کرنا چاہتا ہوں یہ امر برا تشویش کا باعث ہے کہ ایم کیو ایم کی طرف سے پنجاب کے صحافیوں کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آخر صحافیوں نے کیا گناہ کیا ہے؟ وہ حقائق لوگوں تک پہنچانے کے لئے اپنی جان، ہر چیز کی پرواکتے بغیر یہ کچھ کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس ایوان سے ان کو پوری طریقہ کا تحفظ دیں اور اس کے ساتھ ساتھ وفاقی حکومت سے ایک بار پھر سفارش کریں کہ ساتواں و تیس بورڈ ایوارڈ

فی الفور نافذ کیا جائے اور آٹھویں و تج بورڈ ایوارڈ کے لئے بلا تاخیر تشکیل دی جائے۔ اخبارات کے سرکاری و بخی اشتہارات کو و تج بورڈ کے نفاذ کے ساتھ مشروط کیا جائے۔ میں سیز ٹیکس کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک حقیقت ہے۔۔۔

جناب ارشد محمود گبو: پونٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود گبو: گزارش یہ ہے کہ شیخ علاؤ الدین صاحب ہمارے بھائی ہیں اور بڑی مفید باتیں فرماتے ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ماشاء اللہ کوئی دس بیس بڑے بڑے صفحات کا تمددا پکڑا ہوا ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ انہیں آدھا ٹائم آج دے دیں، آدھا کل دے دیں اور آدھا پرسوں دے دیں۔ تین دن تقریر ہوتی رہے گی اور جب کوئی تقریر کرنے کے وقت موجود نہ ہو تو شیخ صاحب کو موقع دے دیا جائے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پونٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: گزارش کراں گا کہ اے ممبر دا breach of privilege اے کہ او شام تک یا سویر تک مسلسل بولن اور چیئر اجازت دے تے اونہاں نوں بولنا چاہیا اے کیونکہ اوہ ساری معیاری گلاں کر رئے نہیں۔

جناب چیئرمین: میرے پاس اس وقت مقررین کی لسٹ میں صرف دلوگ ہیں باقی کسی اور ممبر نے نام نہیں دیا ہوا۔ اپوزیشن کی طرف سے کوئی نہیں ہے۔ اب وہ مکمل کر رہے ہیں اور وہ ساری تقریر figures پر کر رہے ہیں اس لئے انہیں پیپر دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے اور احسان اللہ و قاص صاحب نے بھی اس بات کو پونٹ آف آرڈر کیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پونٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: میرے بھائی شیخ علاؤ الدین صاحب نے اپنی تقریر کے دوران جو اعداد و شمار put کئے ہیں اور جو حقائق یہ سامنے لائے ہیں تو مجھے افسوس ہے اور میں نے انہیں کما تھا کہ بھئی! آپ یہ تقریر نہ کریں اس لئے کما تھا کہ ہماری اسمبلی اور ہمارے لوگوں کا یہ مزاج نہیں

ہے کہ ہم حقوق اور اعداد و شمار پر کوئی بات کر سکیں تو میں صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ بگو صاحب کی کار کردگی ماشاء اللہ بہت اچھی رہی ہے لیکن ان کو یہ بالکل اس طرح ڈائریکٹ attack نہیں کرنا چاہئے۔ چیز کو dictate نہیں کرنا چاہئے اور چیز نے اگر انہیں allow کیا ہے اور وہ پوری طرح اعداد و شمار کے ساتھ بات کر رہے ہیں تو انہیں کوئی حق نہیں ہے کہ چیز کو dictate کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیئرمین! میں نے dictate تو نہیں کیا۔ یہ رو لز آف بنس کے تحت ہاؤس چل رہا ہے۔ سب سے زیادہ وقت اپوزیشن لیڈر کو دیا جاتا ہے، ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کو دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ثانیوں کی صورت حال پر ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں کیونکہ ہم تو شام تک بیٹھنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہر فاضل ممبر کے لئے ٹائم مخصوص کیا جاتا ہے کہ وہ اتنے ٹائم میں تقریر کرے گا۔ یہ سارے facts اپنی پارلیمنٹی پارٹی میں طے کریں۔ یہ ساری تقریر تو گورنمنٹ کے خلاف کر رہے ہیں تو یہی تقریر پرویز الی صاحب کے سامنے یہ کریں اور انہیں بتائیں کہ جناب! آپ نے یہ کیا ہے اور یہ یہ کیا ہے تاکہ یہ مسئلہ ہی ختم ہو جائے۔ یہاں ہمارے کان کھانے سے بہتر ہے کہ جہاں ان کی داد فریاد ہوئی ہے وہاں یہ کچھ کریں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں on oath اے کہہ سکناں کہ جیسٹری ساؤڈی برائی اے اوہدے وچوں چند افسراں نے مینوں اے کیا، میں کے کم گیا سماں کہ شیخ علاوہ الدین صاحب دی کوئی تحریک التوانے کار، کوئی سوال جیسٹری اس کار دے خلاف ہو دے اور قبول نہیں کرنا۔ میں قرآن تے ہتھ رکھ کے ہاؤس دے وچ اے کہن نوں تیار آں۔ اگر چیز ایناں نوں اجازت دے تے ایناں نوں شام تک یا سویر تک وی بولن دی اجازت ہوئی چاہیدی اے اور اے ساؤڈے فائدے وچ اے۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاوہ الدین: میں ایک بات کا جواب دوں گا کہ اس پوری تقریر میں کوئی حکومت کے خلاف بات نہیں ہے اور یہ صرف تجاویز ہیں اور ارشد بگو صاحب آج استعفی دیں یا پھر میں کہتا ہوں کہ اس پوری تقریر میں مجھے ایک لفظ بتائیں جو حکومت پنجاب کے خلاف ہے اور میں آپ جیسی شخصیت سے یہ

اندازہ ہی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ calculated ہے اور میں نے صحیح پانچ پانچ بجے تک بیٹھ کر یقین کریں budgeting کر کے اس کو نکال کر لایا ہوں تو میں نے گورنمنٹ کے خلاف توکوئی بات نہیں کی اور آپ کو کیا ہمدردی ہے۔ میری گورنمنٹ سے جناب! یہ more loyal than the king ہے۔ کیسے بن گئے آج۔ انہوں نے کیا لیا ہے۔

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب چیری مین: جی، فرمائیں!

میاں محمد لطیف پنوار راجپوت: جناب چیری مین! دونوں سے استغفار لے لیں اور فیصلے کے لئے کمیٹی تشکیل دے دیں۔

جناب چیری مین: استغفار والی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤ الدین: جناب چیری مین! serious بات ہو رہی ہے۔ اب میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ پنجاب کے لئے میں نے یہ بات ابھی کرنی ہے۔ مجھے بگو صاحب بتاویں کہ سیلز ٹکیس کنزیومر ٹکیس ہے یا VAT ہے۔ مجھے ابھی بتاویں۔ میں عوام کے مفاد میں بات کر رہا ہوں۔

جناب چیری مین: یہ ان کا خیال ہے اس لئے آپ صحیح تجاویز رے رہے ہیں تو آپ تجویز دیں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب چیری مین! سیلز ٹکیس حقیقت میں ایک کنزیومر ٹکیس ہے۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب چیری مین: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب چیری مین! وہ فرمارہے ہیں کہ سیلز ٹکیس پنجاب سے متعلق ہے۔ سیلز ٹکیس کا پنجاب سے کوئی تعلق ہے؟ میں تو یہ کہ رہا ہوں اور میں نے تو انہیں ہمدردانہ مشورہ دیا ہے کہ یہ مہربانی کریں اور پرویز الی صاحب کے ساتھ پارلیمانی میٹنگ کر کے وہاں یہ تجاویز دیں۔ یہاں ہمیں سنانے سے توکوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ گورنمنٹ کے آدمی ہیں اور گورنمنٹ کو وہاں تجاویز دیں تاکہ گورنمنٹ ان پر ہمدردانہ غور کر سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پواہنٹ آف آرڈر۔

جناب چیری مین: جی، فرمائیں!

پارلیمنٹی سیکرٹری برائے کالونیز: بگو صاحب فرمار ہے ہیں کہ یہاں اعداد و شمار کی بات نہیں ہوئی چاہئے بلکہ چودھری پرویز الی صاحب کو جا کر تجویز دینی چاہئے۔ بگو صاحب کو یہ بتائیں کہ یہ فورم اسی لئے ہے۔ ہم ایمپلی اے اسی لئے بن کر آئے ہیں کہ اس فورم پر بات کریں۔ انہیں بتائیں کہ یہ اعداد و شمار یاد کرنا بھی سیکھ لیں۔ یہ آرٹس کے پڑھے ہوئے طالع ہیں اور وہ آرٹس کی تفاریر کرنا جانتے ہیں۔ ان کو ہضم نہیں ہو رہا ہے۔ ان کے پلے کچھ نہیں پڑ رہا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ جناب چیئرمین: میں معزز ممبر ان کو یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ بحث پر بحث تک رہیں۔ جی، شخ صاحب!

شخ علاوہ الدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! سیلز ٹکسٹ حقیقت میں کنزیومر ٹکسٹ ہے، فوری طور پر پنجاب کے حوالے کیا جائے۔ اب ذرا بگو صاحب بھی مربانی کر کے توجہ دیں، تاکہ فیڈرل kitty میں پنجاب کی contribution کا حقیقی اندازہ ہو سکے جو کہ حقیقتاً بہت زیادہ ہے سندھ اور ایم کیو ایم کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو سکے کہ وہ contributor ہے۔ میں یہ بتاتا ہوں کہ میں نے یہ کیوں لکھا ہے۔ اگر بگو صاحب کبھی باہر گئے ہوں، انگلینڈ گئے ہوں تو ہمیں ایس پورٹ پر اپنا VAT والپس ملتا ہے۔ مجھے یہ بتانے میں خوشی محسوس ہو گی کہ VAT ہمیں اس لئے ملتا ہے جس کو وہ Value ---Added Tax

جناب چیئرمین: شخ صاحب! کسی دوست کا نام لئے بغیر ڈائریکٹ صرف چیئرمین کو مخاطب کریں۔
 شخ علاوہ الدین: نہیں، جناب! یہ بڑی زیادتی ہے کہ میں اپنے صوبے کو defend کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس لئے یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے 8 کروڑ عوام کھی سے لے کر ہر چیز پر سیلز ٹکسٹ دے رہے ہیں جو کہ پنجاب کے کھاتے میں پڑتا چاہئے۔ ہماری contribution زیادہ ہے اور سندھ کا اور ایم کیو ایم کا یہ دعویٰ جو وہ ہر تقریر میں اضاف صاحب بھی کرتے ہیں، وہ غلط ہے کہ پنجاب کی contribution کم ہے اس لئے سیلز ٹکسٹ ہمیں ڈائریکٹ ملنا چاہئے اور اس کا collector بھی ہمیں ہونا چاہئے۔ کالا باغ ڈیم کے بغیر زراعت اور بجلی کی ضروریات پوری ہونا ممکن ہے۔ اس سلسلے میں کسی بھی قسم کی مخالفت کی پرواہ نہ کی جائے لیکن ہم کیا کہیں کہ وزیر اعلیٰ سندھ تک جن کا تعلق بھی ہماری جماعت سے ہے، کالا باغ ڈیم کے مخالف ہیں:-

جب اپنے نہ ہوئے تو بیگانوں سے کیا کہنا

پہلے ہی قوم کو تین دریاؤں سے ہاتھ دھونا پڑے ہیں اور اب خدا نے کرے کہ کالا باغ ڈیم کے نہ بننے سے ہمارا ملک بھی اس تھوپیا یا صomalیہ بن جائے۔ ہمیں سبق لینا چاہئے کہ بھارت میں دریائے نور درا پر جو ڈیم بنایا ہے وہ کسی بھی این جی اور کسی بھی سیاسی شخصیت کی مخالفت کے باوجود بنایا ہے۔

جناب والا! اب میں اپنے حلے کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا میں نے کافی چیزیں نیچے میں چھوڑ دی ہیں۔ چھانگ ماں گاریلوے کے اسگ بر جو چار چھٹے پھاٹک پر بند رہتا ہے اور بھاولپور کے عوام تک کے لئے مصیبت کا باعث آج تک شروع نہ ہو سکا ہے۔ جناب صدر محترم جزل پر دیز مشرف اور محترم وزیر اعلیٰ پنجاب کے بار بار کرنے کے باوجود یہ چھانگ ماں گاریلوے کے اسگ بر ج آج تک شروع نہ ہو سکا جس کا شروع کیا جانا ضروری ہے۔ تخلیل چونیاں کا ہسپتال آج تک اپ گرید نہ ہو سکا ہے مجھے تو ہمیشہ سے اس ہسپتال کو دیکھنے کے بعد لا ہور کا گھوڑا ہسپتال بھی اس سے بہتر لگتا ہے۔ چونیاں اور چھانگ ماں گا شر کو پیمنے کے صاف پانی کی فراہمی بھی بہت ضروری ہے۔ اشتہار اراضی کا قانون پورے پنجاب میں ہے لیکن چونیاں میں لوگوں کی نسلوں کے لئے unending litigation کا باعث بن چکا ہے اور لوگوں کی کروڑوں روپے کی جائیداد litigation میں پڑی ہوئی ہے۔ ذرا غور کجھے کہ دس دس ایکٹوں کے مالک اس منہوس اشتہار اراضی قانون کی وجہ سے پچھلے میں سال سے زمینوں سے محروم کردیئے گئے ہیں اور مزدوری پر مجبور ہیں۔ اس اشتہار سے فوری طور پر نجات ملنی چاہئے اور اس کا فوری طور پر کچھ قانونی حل نکلا چاہئے۔ ایک مثال چونیاں کا پرانا ہسپتال جو کہ سول کورٹ کی ایک جعلی ڈگری کے ذریعے لیا گیا ہے کی بھی فوری طور پر بازیابی ضروری ہے۔ عدالت سے ایکس پارٹی ڈگریوں کی بنیاد پر جو محکمہ مال کے کاغذات میں عمل دخل کرایا جا رہا ہے اس کا محاسبہ ضروری ہے۔ حکومت کا یہ فیصلہ کہ ہر ضلع سے دو کالجوں کو اپ ڈیٹ کیا جائے گا نہایت خوش آئندہ ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اس کا آغاز چونیاں کے گورنمنٹ کالج فار بواز اینڈ گورنمنٹ کامرس کالج فار بواز سے کیا جائے۔ انڈسٹریل نقطہ نظر سے بھی چونیاں ایک آسیڈیل جیشیت رکھتا ہے ماضی میں بھی چونیاں کے نام پر انڈسٹریل زون ملتان روڈ پر بنائے چونیاں کے عوام کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے جس کا فوری طور پر ازالہ ضروری ہے۔ آپ نے مجھے وقت دیا آپ کا بہت بہت شکریہ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب چیز مین: جی، جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب چیز مین! بہت شکریہ۔ میں ایک اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس 6۔ جون کی اخبار "ڈان" ہے اور سارے اخبارات کی لئنگز بھی ہیں۔ خانیوال پولیس نے پانچ صحافی گرفتار کئے ہیں جن کا نام محمد ایوب نیازی، عرقان احمد ملک، لال خان، رانا عبدالستار اور مرزا ناصر ہیں۔ پولیس نے ان پانچوں صحافیوں کو کپڑا کران پر پرچہ دیا ہے اور ننگا کر کے ان پر تشدد کیا ہے پورے پاکستان کی تمام اخباروں میں اس کی روپورٹیں ہیں۔ ان میں 62 سالہ ایوب نیازی ہیں جو "نوابِ وقت" کے وہاں پر پورٹر ہیں ان پر اتنا تشدد کیا گیا تھا کہ ان کا پیشاب بھی نیچ میں ہی نکل گیا ہے۔ جب یہ اگلے دن خمامت کے لئے گئے ہیں اور خمامت پر رہا ہوئے ہیں تو ان کو دوبارہ ایک اور پرچہ 372,337,149,148 ڈالر کے تحت گرفتار کر کے بند کر دیا گیا ہے چونکہ آج کل عدالتیں آزاد ہیں ذرا غمانت ہو گئی ہے۔ میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ صحافیوں کے ساتھ اس طرح کا سلوک، یہ تھانہ مخدوم پور پہلوڑ اور ضلع خانیوال ہے۔ وہاں کے ایس اتنکا، ڈی ایس پی اور ڈی پی اور کے خلاف احتجاج بھی کیا ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کے توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ چھوٹے دیہات کے صحافیوں کے ساتھ، اگر لاہور کے کسی صحافی کے ساتھ کوئی ادبی آواز میں بات بھی کرتا تو شاید اس وقت بست برداشت مسئلہ کھڑا ہو جاتا لیکن خانیوال میں ان پانچ صحافیوں کو کپڑا کر تھانے کیحوالات میں بند کر کے چلو اگر انہوں نے کوئی جرم کیا ہو گا تو ایف آئی آر ہو گئی ہے اس کا عدالت فیصلہ کرے گی لیکن برہمنہ کر کے ان پر تشدد کرنا اور ان کے ساتھ زیادتی کرنا یہ بست برداشت میں اس کی انکواری ہونی چاہئے تاکہ صحافت کے ساتھ اس طرح کی بد سلوکی نہ ہو سکے۔

جناب چیز مین: جی، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، نیازی صاحب!

جناب عبد الرزاق خان: جناب چیز مین! خانیوال کے صحافیوں کے بارے میں جو یہ بات ہو رہی ہے اس بارے میں، میں بات کرنا چاہوں گا کیونکہ میں بھی خانیوال سے تعلق رکھتا ہوں۔ خانیوال ہمارا ایسا علاقہ تھا جو بڑا پر امن تھا جس میں ہمیں کبھی کوئی وکلاء صاحبان کی طرف سے کوئی شکایت تھی اور نہ ہی ہمیں صحافی صاحبان کی طرف سے۔ Unfortunately جو کچھ بھی ہوا ہے اور جو کچھ میرے معزز بھائی نے کہا ہے یہ صحیح ہے اور درست ہے اور یہ سارے کاسارا ادھر کی پولیس نے mishandle کیا ہے۔ اس پر واقعی کوئی ایکشن لیا جائے تاکہ یہ چیز یہیں پر ہی ٹھپ ہو جائے اور

آگے نہ بڑھ سکے۔

چودھری جاوید حسن گجر زپو انٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔

چودھری جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے خلاف پلے بھی تین صوبے باقیتے ہیں۔ ایک طرف ہم بڑا صوبہ اور بڑا بھائی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے آپ سے اور دوسرے بھائیوں سے یہ کوئی گاہک بجٹ تقاضیر کے درمیان کسی صوبے کا یا کسی جماعت کا نام نہ لیا جائے اور جو شیخ صاحب نے سندھ اور ایم کیو ایم کے الفاظ کے ہیں میں آپ سے کوئی گاہک ان کو delete کروایا جائے تاکہ تعصبات نہ پھیل سکے۔

جناب چیئرمین: جاوید صدیقی صاحب اور نیازی صاحب نے جو بات کی ہے میں آپ دونوں حضرات سے یہ کوئی گاہک آپ لاے منسٹر صاحب سے مل لیں وہ اس سلسلہ میں انشاء اللہ صحافی حضرات کے لئے جسٹن ensure کریں گے۔

دوسری بات جو پوائنٹ آؤٹ ہوئی ہے اگر ہم یہاں کسی صوبے کو یا کسی دوسری گورنمنٹ کو ڈسکس کرنے سے avoid کریں تو بہتر ہے۔ تو میں جو باقیتیں شیخ صاحب نے خاص طور پر کسی دوسرے صوبے سے متعلق کوئی تلقیدی باقیتیں اگر کی ہیں تو میں ان کو حذف کرتا ہوں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب چیئرمین! اگر سندھ کا سینئر منسٹر اپنی بجٹ تقاضیر میں یہ کہے کہ ہمیں فلاں فلاں نیڈرل حصہ ملتا چاہئے اور فلاں سیل ٹکیس میں ہمارا حق ہے۔

جناب چیئرمین: وہ آپ کی جائز بات ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب چیئرمین! آپ میری بات سننے کے میں نے ایک جماعت کے بارے میں یہ کہا ہے جو صحافیوں نے مجھے ہی نہیں بلکہ سب ممبر ان کو کہا ہے کہ ایم کیو ایم، ہمیں دھمکیاں دے رہی ہے اور انہوں نے in writing کہا ہے میرے پاس in writing موجود ہے تو میں ان صحافیوں کا بھی آخر نہ ماندہ ہوں وہ ہمارے بھائی ہیں میں نے ان کے بارے میں یہاں بات کی ہے میرا خیال ہے کہ میرے معزز بھائی کو اس میں کوئی پر ابلم نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری میں نے جو ایم کیو ایم کے بارے میں بات کی ہے ہم سب جانتے ہیں وہ ہر دفعہ یہ کہتے ہیں کہ سندھ زیادہ پیسا کمار ہاہے اور سندھ کا نیڈرل بجٹ میں زیادہ حصہ ہے۔

ہمارے محترم وزیر خزانہ بیٹھے ہیں ان کی اس پریس ریلی ہے وہ آج کل پڑھ رہے ہیں اور اس کو کافی جانتے ہیں وہ ہر میلنگ میں کہتے ہیں کہ ہمارا ریونوز یاد ہے جبکہ میرا موقوف یہ ہے کہ پنجاب اس کا user end ہے اور پنجاب اس کو استعمال کرتا ہے اور آپ ایک collector کو کیسے کہ سکتے ہیں کہ وہ پیاسا زیادہ کماتا ہے اس میں حذف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

رپورٹ میں

(جو پیش ہوئیں)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے شیخ صاحب! التشریف رکھیں شکریہ۔ ابھی کچھ رپورٹ میں ہیں۔ چودھری اعجاز احمد سماں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ میں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ میں پیش کریں۔

مسودات قانون (ترمیم اول) محتاج اور بے آسراب چکان پنجاب،

مسودہ قانون (ترمیم) انضباط کنٹرول لاوڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ ایمپلی فارم پنجاب اور

مسودہ قانون فارینسک سائنس ایجنسی مصدرہ 2007 کے بارے میں مجلس

قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔ جناب چیئرمین!

1. The Punjab Destitute and Neglected Children (First Amendment) Bill 2007 (Bill No.1 of 2007)
2. The Punjab Regulation and Control of Loud Speakers and Sound Amplifiers (Amendment) Bill 2007 (Bill No.2 of 2007)
3. The Punjab Forensic Science Agency Bill 2007 (Bill No.4 of 2007)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ میں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئر مین: بپور ٹیں پیش ہوئے۔

سالانہ بجٹ برائے سال 2007-08 پر بحث

(---جاری)

جناب چیئر مین: اب میں شدلا شاہد بھٹ صاحبہ کو کہتا ہوں کہ وہ budget speech کریں۔

جناب ارشد محمود گو: جناب چیئر مین! کلو صاحب سے تقریر کروالیں۔

جناب محمدوارث کلو: جناب چیئر مین! میں جانتا ہوں کہ شاید میں اتنا نہ بول سکوں جتنا یہ ارشد گو صاحب بولتے ہیں۔

جناب چیئر مین: میں گو صاحب اور وارث کلو صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ آپس میں کراس ٹاک نہ کریں۔

جناب محمدوارث کلو: جناب چیئر مین! میں ان کی بات کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب چیئر مین: ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔

جناب محمدوارث کلو: جناب چیئر مین! میں تو کراس ٹاک نہیں کرتا لیکن وہاں ان بچوں پر بیٹھ کر اگر کوئی cross talk کرے گا، اگر کوئی ridicule کرے گا تو اس کا جواب دینا ہمارے لئے ضروری ہے تو میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان کے sarcastic remarks کے بد لے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں پسلے بھی تقریر کرتا ہوں، اب پھر تقریر کروں گا اور مجھے ان سے notes لینے کی بھی ضرورت نہیں ہو گی۔ میں فی البدیہ سے تقریر کروں گا، شاید اتنی اچھی نہ کر سکوں جتنی گو صاحب کرتے ہیں لیکن جو میر امانی الصمیر ہو گا وہ میں اچھے طریقے سے بہاں بیان کروں گا۔ شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ میں چاہوں گا کہ ان چار دنوں میں جو بھی تقریر کرے وہ بجٹ پر بحث کرے۔ اس کے علاوہ جو تقریریں ہیں ان سے avoid کیا جائے۔ ہر بات کے جواب میں تقریر سے بھی پر ہیر کیا جائے اور بلا وجہ کسی کو اس بات پر اکسایا بھی نہ جائے۔

جناب ارشد محمود گو: جناب چیئر مین! بعض چیزیں از راہ تفنی بھی ہو جاتی ہیں۔ اگر انھوں نے یہ محسوس کیا ہے تو میں ان سے مذمت چاہتا ہوں۔ اس حوالے سے کوئی ان کو degrade کرنے کے لئے یا کسی اور انداز میں، میں نے ان کو نہیں کہا۔ یہ ماشاء اللہ پسلے بھی بولتے ہیں، بڑا چھا بولتے

ہیں اور ہم سے اچھا بولتے ہیں۔ میں نے تو یہ صرف ان کو ادھر سے تھوڑا سا زراہ تفہن کہا ہے کہ وارث کلو صاحب کو ٹائم دے دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب میں شلابٹ صاحبہ کو تقریر کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

پارلیمنٹی سیکرٹری برائے سوشل ولیفیر: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ بجٹ تقریر سے پہلے میں ایک request کرنا چاہوں گی کہ کیونکہ پاکستان کے حوالے سے یا ہماری اسمبلی کے حوالے سے ہم تمام ممبرز کا من ویلتھ پارلیمنٹری ان ایسوی ایشن سے بھی منسلک ہیں تو جو ریڈ لیوشن بنی اکرم لعلہ اللہ کے حوالے سے کل متفقہ طور پر پیش ہوئی اور منظور ہوئی ہے، میں چاہتی ہوں، میری request کہ وہ تمام کا من ویلتھ پارلیمنٹری ان ایسوی ایشن کو بھی forward کی جائے تاکہ اپنے اس issue کو ہم internationally highlight کر سکیں و گرہ میں نہیں سمجھتی کہ ایک دوسرے کو سنا کریے مسئلہ جو ہے ہم اس کے ساتھ انصاف کر سکیں گے۔ (نرہاۓ تحسین)

جناب چیئرمین! جہاں تک بجٹ پر comments کے حوالے سے میں کوئی بات کر سکوں تو یقیناً اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک تاریخ ساز بجٹ ہے اور اس میں جو تاریکی طور پر فائدہ مجتنص کیا گیا ہے جیسا کہ کل مالیت اس کی 393 ارب کا ٹیکس فری بجٹ پیش کرنا کبھی بھی ایسا پاکستان کی ہستہ میں نہیں ہوا اور مجھے امید ہے کہ یہ آئندہ بھی کسی حکومت کے لئے بہت آسان نہیں ہو گا کہ اتنا اچھا بہترین بجٹ پیش کیا جاسکے۔ اس کو اگر overall دیکھا جائے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کا typical aim اور focus mainly ہے کہ غریب کو کس طرح بہترین طریقے سے accommodate کیا جاسکے۔ ان کو کس طرح بہتر طور پر facilitate کیا جا سکے کیونکہ اس کے جتنے بھی salient features ہیں وہ اسی طرح کے ہیں کہ جو پسا ہو اطیقہ ہے اس کو کس طرح سے uplift ملے، ان کی انکم میں کس طرح سے اضافہ کیا جاسکے۔ جیسا کہ مثال کے طور پر کہا جاسکے کہ غریب دیہاتیوں کو زمین کی مفت تقسیم اور یہ ایک ایسا اقدام ہے کہ یہ بہت آسان بات نہیں ہے۔ اس کے لئے ایک بہت بڑا میں کا ایک حصہ اور ان کو تقریباً دو کنال فی کس کے حساب سے دینا یہ بہت بڑا ایک اعلان ہے، میں سمجھتی ہوں کہ جب اس پر عملدرآمد شروع ہو گا تو کوئی بھی بے زمین نہیں رہے گا۔ دو کنال سے مراد یہی ہو گا کہ وہ وہاں پر چھوٹی موٹی فارمنگ کے حوالے سے یا وہ وہاں پر اپنا ایک لائیوٹاک کا بنس شروع کر سکتے ہیں۔ ان کو خود روزگار سکیم کے تحت چھوٹے قرضے بھی دیئے جائیں گے تو اس سے ان کی آمدنی میں اضافہ کرنے کا بہت اچھا موقع

میر آئے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ حقائق پر مبنی اور ایک realistic budget ہے، یہ بالکل کوئی خواب و خیال کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں غریب دوست بجٹ کے حوالے سے یہ بات کہوں گی کہ غیر ہنرمند اور ہنرمند لوگوں کے لئے ان کی تتخواہوں میں جواضافہ یا ان کی جواہرت میں اضافافہ کیا گیا ہے وہ 4600 روپے ماہوار ایک مناسب اضافافہ ہے اور یہ تمام چیزیں مل کر یقیناً فی کس آمدی میں اضافے کا باعث بنیں گی۔ تقریباً پچھلے لاکھ غریب خاندانوں کو جو 500 روپیہ وظیفہ ہے وہ یقیناً ہمارے اپوزیشن کے لینڈ لارڈ کے لئے شاید یہ کوئی بہت بڑی رقم نہ ہو لیکن جن غریب لوگوں کے لئے ایک وقت کی روٹی بھی میر نہیں ہے میں سمجھتی ہوں کہ کم از کم ان کے لئے میں میں اس رقم سے دو تھیلے آٹے کے آسکتے ہیں۔ اس لحاظ سے میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک مناسب وظیفہ ہے، اس میں انشاء اللہ امید رکھتی ہوں کہ آئندہ آنے والے بھٹوں میں اضافافہ کیا جاسکتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ابھی ایک ریلیف کا آغاز ہے اور یہ تمام چیزیں ملا کر کل 25۔ ارب روپے کا ایک ریلیف جو دیا جا رہا ہے یہ غریب اور پسے ہوئے لوگوں کے لئے ہی دیا جا رہا ہے۔ زکوٰۃ کی میں ابھی تک جو 17۔ ارب روپیہ مستحقین میں تقسیم کیا جا چکا ہے اس سے میں سمجھتی ہوں کہ بہت زیادہ ریلیف حکومت کا پہلے جو ٹارکٹ رہا ہے کہ غریب پسے ہوئے طبقے کو زیادہ سے زیادہ ریلیف ملے۔

جناب سپیکر! ہماری جوزراعت ہے اس سلسلے میں ہماری حکومت کے جو اقدامات ہیں کہ ٹیوب ویلوں کے بلوں میں جو سبڑی دی جائے گی اس حوالے سے یقیناً ہمارے جو کاشکار ہیں وہ پوری طرح سے مستفید ہوں گے اور پنچش میں 15 سے 20 فیصد جواضافہ ہے وہ بہت مناسب ہے، گوکہ اتنا مناسب بھی نہیں ہے کہ جس سے ہم بھیں کہ بہت ہی کوئی آسانی میر آگئی ہے لیکن اس لحاظ سے میں ضرور کہوں گی کہ یہ نہ ہونے سے بہتر ہے، میری اس میں ایک تجویز یہی ہو گی کہ گرید 17 یا گرید 16 تک کے جو افران ہیں ان کی تتخواہوں میں زیادہ اضافافہ کر دیا جائے اور onward کرنے کی مجھے نہیں لگتا کہ کوئی خاص ضرورت ہے تو زیادہ سے زیادہ ممکن یہی ہونا چاہئے کہ گرید 17 یا گرید 16 تک کے جو ملازمین ہیں ان کی تتخواہوں میں چاہئے ڈبل اضافافہ کر دیا جائے تو وہ مناسب ہے۔

جناب سپیکر! ابھو کیش سیکٹر میں یقیناً ہمارے صوبہ کا ایک مثالی کردار رہا ہے کیونکہ ہم اسی وقت بہترین ہنرمند پیدا کر سکتے ہیں، بہترین روزگار حاصل کرنے کے لئے بہترین افرادی قوت

تشکیل دے سکتے ہیں جب تک کہ ایک پڑھی لکھی قوم تشکیل نہ پاسکے۔ اس لحاظ سے 63 ہزار سے زیادہ سکولوں کو missing facilities کی مدد میں uplift دیا گیا ہے۔ یہ ایجو کیشن کے لحاظ سے بہت ہی بڑا انقلابی قدم ہے جس کی وجہ سے جو شرح خواندگی ہے وہ 47 فیصد سے بڑھ کر 62 فیصد ہو گئی ہے۔ یہ حکومت پنجاب کا یقیناً ہست بڑا انقلابی قدم ہے۔

جناب سپیکر! ہمیلٹھ سیکٹر میں بھی BHUs جو کہ کبھی اپوزیشن کے زمانے میں جانوروں کا صطبیل ہوا کرتے تھے اور اب اللہ کا شکر ہے کہ وہاں پر ادویات بھی میسر ہیں، وہاں ڈاکٹر بھی میسر ہیں اور پیر امیدیکل سٹاف بھی میسر ہے۔ اس مجھے کو مزید بہتر کرنے کے لئے میں یہ ضرور تجویز کروں گی کہ ہیلٹھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس ابھی بھی بہت ساری زمینیں مہیا ہیں کہ جہاں پر بننا باقی ہیں، اگر وہ این جی او ز کو شامل کر کے ان کو وہ زمین دے دیں اور وہاں پر CCBs کے through BHUs کے سمجھوں گی کہ یہ ایک بہت بڑی کاوش ہو گی۔

جناب سپیکر! لاکیوٹاک کی مدد میں جو ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے یہ بھی ایک بہت بڑی رقم ہے اس سے یقیناً آمدنی میں اضافہ ہو گا اور غریب لوگوں کو اس سے زیادہ سے سو لئیں میسر آئیں گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایک بات یہ ضرور کھوں گی کہ 500 ملین روپے خواتین کی بہود کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ہماری بعض بہنیں کہتی ہیں کہ 500 ملین روپے سے خواتین کی بہتری میں کیا فرق پڑے گا؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ تمام جو بحث ہے اس کے اندر مختص کی گئی رقم ہے، جیسے ایجو کیشن سیکٹر میں جو مختص کی گئی رقم ہے یا ہیلٹھ سیکٹر میں مختص کی گئی رقم ہے اور اس کے علاوہ جوار بول روپیہ مختص کیا گیا ہے وہ کوئی مردوں کے لئے نہیں رکھا گیا۔ اس میں خواتین کا حصہ تو ہے ہی لیکن یہ خاص طور پر جو 500 ملین روپے رکھا گیا ہے یہ بہت بڑی رقم ہے اور اسے ایڈیشنل ایک بونس سمجھتے۔ اس میں تو میں سمجھتی ہوں کہ ہماری حکومت خراج تحسین کی مستحق ہے۔ ورنہ میں سمجھتی ہوں کہ جو ہماری بعض بہنوں نے کہا کہ سڑکیں بنانے کے لئے اتنی رقم رکھنے کی کیا ضرورت ہے، اس سے عورتوں کی بھلائی کیسے ہو سکتی ہے؟ میں یہ سمجھتی ہوں کہ 37 ہزار کلو میٹر نئی سڑکیں بننے کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے، یقیناً میراپنا تعلق بھی ایک روول ایریاء سے ہے، میراپنا حلقة نیابت بھی روول ہے اور وہاں رات کے ناممٹرانسپورٹ کبھی میسر نہیں

ہو سکتی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں سڑکیں نہیں ہیں، وہاں سڑیں نہیں ہیں۔ اگر یہ انفار اسٹر کچر وہاں موجود ہو گا، اگر رات کو کسی خاتون کو کوئی ایسر جنسی پیش آ جاتی ہے، کسی خاتون کو دوران زنگی اگر اس کو کمیں ایسر جنسی میں ہسپتال لے جانا پڑتا ہے تو وہاں پر ٹرانسپورٹ موجود نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ دوران زنگی اور دوران بیماری کی خواتین ایسر جنسی میں پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جاتی ہیں جس کا نقصان پورا خاندان برداشت کرتا ہے۔ اس حوالے سے میں چند گزارشات اپنے وزیر خزانہ سے ضرور کروں گی۔ میں نے پورا بجٹ دیکھا، اس کی تمام موٹی موٹی کتابیں میں نے کھنگا لیں لیکن مجھے سو شل و یلفیر کو نظر انداز کر دینے پر بہت ہی دکھ اور رنج ہوا۔ اس کی وہی کھسی پئی سکیں تھیں کہ دو تین شلٹرز ہوم بن رہے ہیں۔ پچھلے چار سالوں سے ہم یہی دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ فنڈز کی کمی کی وجہ سے یہ مکمل ہونے میں آئے ہیں اور نہ ہی اس میں مزید کوئی بہتری آ سکی ہے۔ اس حوالے سے مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ سو شل و یلفیر کے بے شمار ایسے ذیلی ادارے ہیں جو کہ بہترین طریقے سے کام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ان کے لئے وسائل بالکل مفقود ہیں۔ جیسے "اکاشانہ less shelter" بھیوں کا ادارہ ہے جو کہ صرف لاہور میں ہے۔ اب اگر دوسرے شروں یا اضلاع کی بھیاں shelterless ہیں تو ہم انھیں کہاں رکھ سکتے ہیں؟ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں دارالامان میں رکھیں تو ان کی انفار میشن کے لئے میں کوئی گی کہ دارالامان میں صرف ایسی خواتین رہ سکتی ہیں جن کے حوالے سے کوئی جو ڈیشل انکوائری چل رہی ہو یا وہ اس طرح کے process سے گزر رہی ہوں۔ دوسری بھیوں کو ہم ایسے اداروں میں نہیں رکھ سکتے۔ دارالفلاح ہمارے پاس ایک اچھا ادارہ ہے جہاں پر shelterless families رہ سکتی ہیں لیکن وہ بھی چند اضلاع تک محدود ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تمام اضلاع تک اس کا دار رہ کار بڑھائیں تاکہ اس گھنے کے ذریعے ہم بھی صوبے کی بہتری کے لئے اپنی contribution دے سکیں۔

جناب چیئرمین! اسی طرح سے عافیت کی ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے۔ مجھے یہ افسوس کی بات لگتی ہے کہ عافیت سو شل و یلفیر کا ایسا ادارہ ہے جس میں ایسے بزرگ حضرات کو رکھا جاتا ہے جن کو ان کے بچے disowned کرتے اور انہوں نے انھیں گھر سے نکال رکھا ہے۔ اس عمر میں، اس ضعیفی میں ان کے رہنے، سرچھانے کو کوئی جگہ نہیں۔ یہ صرف لاہور یا پھر چند دوسرے اضلاع میں واقع ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایسے ادارے ہر ضلع میں ہوں تاکہ اس عمر میں ضعیف اور بزرگ لوگ دھکے کھانے کی بجائے حکومتی سطح پر انھیں کوئی shelter/protection میسر آ سکے۔ اس

محکمہ کو ignore کرنا آپ نے روایت بنالیا ہے۔ خدار!! اس جانب توجہ دیں۔ سمجھایے جا رہا ہے کہ شاید چائلڈ پرو ٹیکشن بیورو کو سو شل و یلفیر کی میں پیسا دیا جا رہا ہے۔ وہ ایک بالکل independent کام کرتا ہے اس کا محکمہ سو شل و یلفیر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بھی سمجھ لیا جاتا ہے کہ شاید Women Development Department سو شل و یلفیر ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے، اس کا سو شل و یلفیر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سو شل و یلفیر اپنی انفرادیت کی وجہ سے ایک بہت ہی اہم ادارہ ہے۔ ہم اس کا network پورے صوبے کے اندر مزید مستخدم کرنا چاہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ اس کے لئے properly کوئی سکیمز وغیرہ approved نہیں کی گئیں وہی سکیمیں ہیں جو کہ پچھلے چار سال سے چلی آ رہی ہیں۔ ہماری حکومت نے ایجو کیشن سیکٹر میں جتنی ریفارمز کی ہیں اس حوالے سے میں یہ ضرور کہوں گی کہ اساتذہ کا سڑکوں پر آنایقیناً ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ ایک طرف ہم دعویدار ہیں کہ ایجو کیشن سیکٹر میں ہم نے اتنا اچھا کمال کیا ہے دوسری طرف ہم مذہل تک کے امتحان hold نہیں کرو سکے۔ اب میڑک کے امتحانات آنے والے ہیں، پتا نہیں ان میں اساتذہ کا کیا رویہ ہو گا؟ یقیناً ان کی demands کو مانا بہت ہی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ان کی تجھواہوں میں موڑاضافہ کیا جانا چاہئے۔

جناب چیئرمین! لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے 14۔ ارب روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں جو کہ ایک بڑی رقم ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ خواتین کو نسلرز کا اعزاز یہ بھی اس میں سے منقص کیا جائے کیونکہ خواتین کو نسلرز ایک بہت بڑا network ہے جو سیاسی طور پر اس نظام کو موثر کرنے کے لئے بہت بڑا کردار ادا کر سکتی ہیں لیکن جب تک انھیں کوئی اعزاز یہ نہیں دیا جائے گا تو وہ اپنے اس کردار کو ادا کرنے سے قاصر ہیں گی۔

جناب والا! میں یہ بات ضرور کہوں گی کہ ہماری حکومت کی طرف سے، ہمیلٹھ سیکٹر میں بھی بہت اچھی reforms آئی ہیں۔ BHUs کو uplift کیا گیا ہے، بڑی سولیات دی گئی ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ میں کہوں گی کہ ہسپتالوں میں جو مردہ خانوں کی حالت ہے خدار!! اس کے لئے بھی کچھ سوچنا چاہئے۔ انتہائی بے حرمتی سے، انتہائی گری ہوئی حالت میں وہاں پر لاشیں پڑی ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ لاہور کے بہت بڑے ہسپتالوں میں ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مردہ خانوں میں جانوروں کی طرح، چھپھڑوں کی طرح لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ ان کے اوپر کیڑے کوڑے اور چھپکلیاں پھر رہی ہیں۔ تو اس کی طرف خصوصی طور پر توجہ دینی ضروری ہے

تاکہ مردہ خانوں کی حالت بہتر بنائی جاسکے۔

جناب چیئرمین! say! کہ سیالکوٹ لاہور موڑوے حکومت پنجاب کا ایک بہت بڑا میگا پراجیکٹ ہے جس کے لئے تقریباً 23 ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ منصوبہ تین سال میں تکمیل ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل پر بہت بڑا انقلاب برپا ہو گا لیکن اس کے لئے جو جگہ acquire کی گئی ہے وہ بت area ہے۔ اگر اس کا تھوڑا روت تبدیل کر دیا جائے وہاں پر ایسے علاقے بھی موجود ہیں کہ جہاں پر کاشتکاری کم ہو رہی ہے، وہاں پر کوئی بھی فصل کاشت نہیں ہوتی وہاں سے اس کو گزارا جائے یعنی اس کی روٹ میں تھوڑی تبدیلی لائی جائے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح سیالکوٹ کے حوالے سے ایک بہت بڑے issue کی بات کرتے ہوئے میں عرض کروں گی کہ ہمارے سیالکوٹ میں "سماگا سپورٹس" نے بین الاقوامی طور پر سپورٹس کے حوالے سے نام کمایا ہے۔ اس کا جو NIKE کے ساتھ جھگڑا چلا ہے اس کی وجہ سے ان کے تمام آرڈرز منسوخ ہو گئے۔ یقیناً پاکستان کے خلاف یہ ایک سازش تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے 10 ہزار خاندان uplift directly and indirectly کے لئے، ان کی بہتری کے لئے اور ان کو adjust کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں۔ لیبر کالونیوں میں ان کا جو حصہ تھا وہ ان سے واپس لیا جا رہا ہے۔ پسلے وہ خاندان وہاں سے quit کر دیئے گئے اور اب لیبر کالونی کا وہ حصہ ان سے withdraw کروایا جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کے حق کو بجال رکھنے کے لئے ہماری صوبائی حکومت اپنی آواز بلند کرے، نہ صرف آواز بلند کرے بلکہ میں چاہتی ہوں کہ ان کی rehabilitation کے لئے مناسب وظیفہ مختص کیا جائے۔

جناب والا! میں آخر میں صرف یہی کہوں گی کہ ہماری حکومت نے جس تناسب سے فی کس آمدی میں اضفافہ کیا ہے، ہمیشہ positive یاست کی ہے اور ہر حالت میں عوام کی بہتری کے لئے نہ صرف بہترین بجٹ پیش کئے ہیں بلکہ ان کی utilization سو فیصد کی گئی ہے جس کی وجہ سے 150 ارب روپیہ ترقیاتی مد میں رکھا گیا ہے۔ پچھلے سال 100 ارب روپیہ تھا جو کہ اب بڑھا کر 150 ارب روپیہ کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومت پنجاب انتہائی محنت، لگن اور سنجیدگی کے

ساتھ عوام کی بہتری اور بھلائی کے لئے کام کرنے میں مختص ہے۔ شکریہ
جناب چیئرمین: میر بانی، محترمہ گلشن ملک صاحب!

محترمہ گلشن ملک: جناب چیئرمین! شکریہ۔ اپنی حکومت، وزیر خزانہ حسین بنادر دریشک اور وزیر اعلیٰ پنجاب پودھری پرویز الی کو پانچواں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یہ پانچواں بجٹ پیش کرنا ہماری حکومت کا ایک بہت بڑا کام ہے کیونکہ اس سے پہلے جو حکومتیں آئیں انھوں نے بڑے بڑے دعوے کئے کہ ہم یہ کریں گے، ہم وہ کریں گے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کے نعرے لگائے گے مگر ہماری حکومت نے جو کچھ کہا وہ کر کے دکھایا۔ آپ ایجو کیشن کو لے لیں۔

میٹر ک تک تعلیم مفت، 63 ہزار سکولوں کو وظائف، کتابیں اور کاپیاں وغیرہ مفت دے رہے ہیں بلکہ ہمارے علاقے میں تو ٹیلیویژن پر اشتہار آرہے ہیں کہ وہ بچے جن کے پاس پیسے نہیں ہیں اور وہ سکول میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو ہم ان کے لئے یونیفارم، کتابیں، کاپیاں سب کچھ میا کریں گے۔ اس اشتہار میں سکولوں کے نام بھی ساتھ دیئے جا رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اسی طرح آپ ملکہ صحت دیکھ لیں۔ اگر صحت ہے تو زندگی ہے، صحت نہیں تو کچھ نہیں۔ ہماری حکومت نے شعبہ صحت کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں آج تک کسی حکومت نے نہیں اٹھائے۔ ایمر جنسی میں ادویات مفت میا کی جا رہی ہیں۔ آپ یشن مفت کے جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے غریب لوگ جب ایمر جنسی میں جاتے تھے تو انھیں ایک بڑی پرچی پکڑا دی جاتی تھی کہ جاؤ یہ باہر سے ادویات لے کر آؤ۔ کسی غریب کے پاس پیسے ہوتے تھے اور کسی کے پاس نہیں مگر دوائی تو لانا پڑتی تھی مگر اب یہ سلسلہ نہیں ہے۔ اب ہر گورنمنٹ کے ہسپتال میں دوائی free ہے، آپ یشن فری ہیں حتیٰ کہ دل کے آپ یشن بھی free کئے جاتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! صحت کے لئے 1122 کا اجراء بہت بڑا قدم ہے۔ فون کرنے کے بعد دس منٹ میں ایک بولینس آ جاتی ہے اور مریض کو لے کر ہسپتال پہنچ جاتی ہے۔ 125 نے ہیلٹھ سنٹر ز کا اجراء کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! اب میں زراعت کے متعلق بات کروں گی کہ ساڑھے بارہ ایکڑا راضی پر پہلے ہی ٹیکس معاف تھا۔ پانچ مرلے کے گھروں پر ٹیکس بھی معاف ہے۔ اب انھیں کم زخوں پر قرضہ دیئے جا رہے ہیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ فصلیں کاشت کر سکیں۔ کبھی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے کسی بھی حکومت نے کچھ آبادیوں کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے تھے لیکن ہماری

حکومت نے کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیئے ہیں۔

جناب والا! پولیس کا نظام بہتر کرنے کے لئے بہت زیادہ کا نیشنل بھرتی کئے گئے ہیں اور ٹریف کا نظام بہتر کرنے کے لئے بہت زیادہ وارڈن بھرتی کئے گئے ہیں۔ آپ موڑوے پر سفر کریں اور 130 پر کال کریں گے تو اسی وقت وارڈن پولیس حاضر ہو جائے گی اور آپ کو کوئی بھی تکلیف ہو گی یا ٹارڈ وغیرہ پنکھر ہو تو وہ آپ کی مدد کریں گے۔ اگر 15 پر کال کریں تو فوراً پولیس حاضر ہو جاتی ہے۔ پہلے لوگوں کو یہ سولت نہیں تھی لیکن اب ہماری حکومت نے لوگوں کو یہ سولت دی ہے۔

جناب والا! ڈولیپمنٹ کے لئے پہلے 100۔ ارب روپیہ تھا لیکن اس سال بڑھا کر 150۔ ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ ڈولیپمنٹ کے جتنے کام ہماری حکومت میں ہوئے ہیں وہ پہلے کبھی بھی نہیں ہوئے۔ سڑکوں اور گلیوں کا جال بچھا ہوا ہے اور بے شار underpasses بنائے گئے ہیں یہ سارا کار نامہ ہماری ہی حکومت کا ہے جس نے اتنے کام کئے ہیں۔ تقریباً ساڑھے چھ لاکھ خاندان کے لئے جو 500 روپیہ ماہوار کار یلیف دیا گیا ہے یہ ایک نیا قدم ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ نے ان کے لئے 2۔ ارب روپے مختص کئے ہیں۔ میں اپنی حکومت کو ان تمام کاموں کے لئے خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں کوئی لمبی چوڑی باتیں نہیں کرنا چاہتی وہ آپ سب نے کی ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہماری حکومت نے جو کام کئے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں اور ان پر میں ایک بار پھر اپنی حکومت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ صفیہ جاوید چودھری صاحبہ!

محترمہ صفیہ جاوید چودھری: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے تو معززاں اون کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ آج اس کے سامنے اس کی پارلیمانی مدت کی تکمیل کے سال کا بجٹ زیر بحث ہے اور بالخصوص میں مسلم لیگ کی منتخب حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزا الحی صاحب کی مدد برانہ قیادت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جن کی بدولت صوبہ بھر میں تعمیر و ترقی کا عمل بغیر کسی تعطل کے رو بہ عمل ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ عوامی ترقی اور خوشحالی کا یہ سفر جاری و ساری رہے گا۔

جناب چیئرمین! بجٹ مخصوص حکومتی آمدی اور آخر اجات کے تحریکیں جات کا نام ہی نہیں بلکہ میرے نزدیک بجٹ اس معاشی حکمت عملی کا نام ہے جو عوام کی خوشحالی و ترقی کا ضامن ہو۔ کسی بھی

حکومت کی معاشی حکمت عملی، سیاسی قیادت کی دوراندیشی اور حکومتی پالیسیوں کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ماضی کی حکومتوں کے بر عکس موجودہ حکومت کا یہ بجٹ مختص آمدی اور اخراجات کے تخمینہ جات کی دستاویز نہیں بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزاں ای کی حکومتی پالیسیوں کے ان بنیادی مقاصد کی عکاس ہے جو انہوں نے موجودہ حکومت کے پہلے بجٹ کے لئے طے کئے تھے۔ خوش آئندہ بات یہ بھی ہے کہ یہ بجٹ موجودہ حکومت کے ترقیاتی پروگراموں کے تسلیم کی ایک دلیل ہے۔

جناب چیئرمین! موجودہ حکومت نے نہ صرف سماجی اور معاشی پسمندگی کی بنیادی وجوہات کا پیتا لگایا بلکہ ایک قابل عمل طویل مدتی ترقیاتی پروگرام وضع کرنے کی ضرورت کو بھی محسوس کیا۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزاں ای صاحب نے پالیسی وژن 2020 پیش کیا۔ ان کا یہ وژن عملی طور پر نہ صرف صوبے اور قومی سطح پر بلکہ عالمی سطح پر بھی ایک role model کی حیثیت رکھتا ہے۔ سو شش سیکڑ ڈولیپنٹ ریفارمز پروگرام میں ورلد بنک کی فراخدا لانہ فنڈنگ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تعلیم اور صحت کے شعبہ جات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ موجودہ حکومت نے تعلیم اور صحت کی پالیسی ریفارمز کی بدولت عموم کے لئے مفت تعلیم اور علاج کی سرویسات کا خاطر خواہ انتظام کیا ہے اور ان شعبہ جات میں ماضی کے مقابلے میں کہیں زیادہ فنڈنگ مختص کئے گئے ہیں۔ سرکاری سکولوں میں میڑک تک مفت تعلیم، بچیوں کے لئے ماہانہ تعلیمی وظائف، دسویں جماعت تک درسی کتب کی فراہمی، اساتذہ کی تربیت کا جدید نظام، سکول ہسیلٹھ پروگرام اور یونین کونسل کی سطح پر بنیادی مرکز صحت میں صحت کی بہتر سرویسات یقینی بنانا ایسے اقدامات ہیں جن کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزاں ای کا خواب "پڑھا لکھا پنجاب" ایک حقیقت بتتا ہو انظر آ رہا ہے۔ تعلیمی شعبہ سے متعلق موجودہ اعداد و شمار بڑھتی ہوئی شرح خواندگی کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ میں وزیر خزانہ حسین بنادر دریش صاحب اور پوری کابینہ کو عوامی ترقی اور خوشحالی کا ضامن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور مسلم لیگ کی قیادت کی فہم و فراست اور عوام دوستی کو سلام پیش کرتی ہوں۔ بہت شکریہ (نصرہ ہائے تحسین)

رپورٹ میں

(توسیع)

جناب چیز میں: جی، شکریہ۔ محترمہ مصباح کو کب صاحبہ تھاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسعے لینا چاہتی ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسعے کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق بابت سال 2004, 2006 اور 2007 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسعے محترمہ مصباح کو کب (ایڈو و کیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ۔ جناب چیز میں! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 71 اور 72 بابت سال 2004، تھاریک استحقاق نمبر 37، 32، 33، 34، 37 بابت سال 2006 اور تھاریک استحقاق نمبر 3، 5، 16 بابت سال 2007 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔ ستمبر 2007 تک توسعے کر دی جائے۔"

جناب چیز میں: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 71 اور 72 بابت سال 2004، تھاریک استحقاق نمبر 37، 32، 33، 34، 37 بابت سال 2006 اور تھاریک استحقاق نمبر 3، 5، 16 بابت سال 2007 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔ ستمبر 2007 تک توسعے کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر 71 اور 72 بابت سال 2004، تھاریک استحقاق نمبر 37، 32، 33، 34، 37 بابت سال 2006 اور تھاریک استحقاق نمبر 3، 5، 16 بابت سال 2007 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔ ستمبر 2007 تک توسعے کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ مصباح کوکب (ایڈ ووکیٹ) : شکریہ

سالانہ بحث برائے سال 2007-08 پر عام بحث

(---جاری)

جناب چیئرمین: اب عبدالرزاق نیازی صاحب بحث پر بحث کریں گے۔

جناب عبدالرزاق خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کی مربانی کہ آپ نے بحث پر بات کرنے کے لئے تاکم دیا۔ میں اس بحث پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الہی اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بحث پیش کیا۔ میں سب سے پہلے ایگر یکچھ سیکھر کے بارے میں تھوڑا سا عرض کروں گا۔ ایگر یکچھ کرکے لئے 2۔ ارب 80 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت کی کامیابی ہے۔

جناب والا! 2006ء میں ٹول ADP کا 2 فیصد تالکین اب اسے بڑھا کر 3 فیصد کر دیا

گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ ہماری حکومت منتخب ہو کر آئی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ یعنی 4.5 فیصد کیا جائے گا کیونکہ ایگر یکچھ ہماری backbone ہے۔ ایگر یکچھ سیکھر ہمارے ملک میں کافی عرصے سے neglect ہو چکا تھا۔ اس حکومت نے ایگر یکچھ سیکھر میں کافی کچھ کیا ہے۔ ایگر یکچھ کے سلسلے میں ٹیوب دیل پر 25 فیصد کی subsidy کی دی گئی ہے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ ہمارے ایک بھائی نے یہاں اسمبلی کے floor پر کماکہ یہ رقم بڑے بڑے زینداروں کے پاس چلی جائے گی۔ یہ چیز میں ان پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا 97.5 فیصد کے قریب ہمارے کاشتکار جو بارہ ایکڑ سے چھوٹے زیندار ہیں اور یہ 25 فیصد subsidy کا فائدہ ان چھوٹے کاشتکاروں کو ہو گا۔ دو تین فیصد بڑے زیندار ہیں باقی سارے کے سارے چھوٹے زیندار ہیں اور اس کو لوگوں نے کافی welcome بھی کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ نے ہمیں یہ relief دیا ہے جو 25 فیصد آپ subsidy دے رہے ہیں یہ بہت اچھی بات ہے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ 1.5 بلین اس میں گورنمنٹ کی contribution ہو گی۔

جناب چیئرمین! آپا شی کے لئے 11۔ ارب روپے اس بحث میں رکھے گئے ہیں۔ ہمارا

مکملہ آپا شی اور اس کا کینال سسٹم throughout neglect ہوا ہے۔ جب سے انگریز ہمیں یہ

سمم بنا کر دے گئے تھے اس کے بعد آپا شی کے اوپر کبھی کوئی کام نہیں ہوا۔ اس گورنمنٹ نے اس چیز کو up take کیا ہے۔ صدر صاحب نے ہمیں 28- ارب روپے water courses کے لئے دیا تھا جس میں سے تقریباً اڑھائی ہزار water courses رہ گئے ہیں جو کہ دس برس کے آخر تک انشاء اللہ مکمل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ایگر یکچھ سیکھ کے متعلق عرض کروں گا۔ وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم سے ہر یونین کو نسل میں اور پنجاب میں تقریباً ڈو ہزار پانچ سو کے قریب یونین کو نسل بنیتی ہیں۔ ہر یونین کو نسل میں ایک لیزر provide کرنے کا کام ہے جس کا 50 فیصد حکومت ادا کرے گی۔ یہ ساری باتیں زراعت کے فائدے کے لئے ہیں اور ultimately ان سب کا فائدہ غریب کاشتکار کی طرف جائے گا۔

جناب والا! ابھو کیش کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ تعلیم کے لئے 21 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں یعنی یہ 72 فیصد کی increase rural sector میں آتا ہے اور میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر ایسے ایسے سکول بھی تھے کہ جن کی عمارتیں تک نہیں تھیں۔ بچے درختوں کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے اور اس طرح یہ سکول چلتے تھے۔ آج فخر کے ساتھ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس گورنمنٹ نے ان سب سکولوں کو جن کے پاس عمارت نہیں تھیں ان سب سکولوں میں جن کے پاس فرنیچر نہیں تھا اور خاص طور پر گرلز سکولوں میں جماں پر چار دیواری بھی نہیں تھی۔ bathrooms missing facilities کے تحت ان کو head کی گئی ہیں۔ آج اگر آپ ان سکولوں کو جا کر دیکھیں ان کی حالت دیکھیں اور ان کو اگر پہلے سے compare کریں تو آپ کو ایک واضح achievement نظر آئے گی کہ اس حکومت نے کیا achieve کیا ہے۔ 21- ارب روپے جو کہ تعلیم کی مد میں رکھا گیا ہے یہ سارے کے سارے گورنمنٹ سکولوں کے لئے ہے اور گورنمنٹ سکولوں میں ڈل کلاس کے لوگوں کے بچے پڑھتے ہیں یا پھر غریب لوگوں کے بچے ہوتے ہیں۔ یہ سارے کا سارا فائدہ بھی اسی طبقے کو پہنچے گا۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد ملکہ صحت کے متعلق عرض کروں گا کہ health کے لئے 6- ارب 500 ملین رکھے گئے ہیں that means 51 percent increase ہے۔ یہاں پر ہمارے معزز ارکین نے اس پر بات کی۔ میں عرض کروں گا کہ ٹینگنگ ہسپتا لوں کی ایم جنسی میں آپ کو free medical aid treatment and medicine متین سال پہلے

کا ایک چھوٹا سا واقعہ میں آپ کو بیان کرتا ہوں۔ مجھے ہارت اٹیک ہوا اور میں ایم جنسی میں گیا۔ ڈاکٹروں نے اس وقت کما کہ اس کا stunt بدیل کرنا ہے۔ میرے میئنے کما کہ آپ procedure start کریں۔ انہوں نے کہا نہیں آپ پہلے اس کے پیسے جمع کروائیں گے اور پھر ہم اس کے بعد ان کا stunt ڈالیں گے۔ میر ایٹا اپنے گھر بھاگ کر گیا اس نے پیسوں کا بندوبست کیا پیسے جمع کروائے اور اس کے بعد انہوں نے start procedure delay کیا۔ اس میں ایک آدمی کی جان ضائع ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد میں نے چیف منٹر صاحب سے بات کی میں نے کما کہ جناب ایم جنسی کے لئے کوئی مربانی کریں کوئی ایسا پیسا اس مد میں رکھیں کہ مریض کافوری طور پر علاج شروع کیا جا سکے۔ چلیں اتفاق سے میرے گھر میں پیسے پڑے تھے اور میر ایٹا جا کر لے آیا اور اس نے جمع کروا دیئے۔ خدا نخواستہ کوئی ایسا آدمی آتا ہے جس کے پاس پیسے نہیں ہوتے تو کیا پھر ڈاکٹر اس کا علاج نہیں کریں گے۔ اس کے نتیجے میں آج اس گورنمنٹ نے جس پر ہمیں فخر ہے اس نے وہاں پر فنڈز provide کئے۔ اگر کوئی ایسا مریض ایم جنسی میں آتا ہے اس کا treatment کیا جائے گا۔ کوئی ایسا مریض ایم جنسی میں آتا ہے اس کا stunt ڈالا ہے اس کو operate کرنا ہے جو بھی آپ نے کرنا ہے اس کا علاج شروع کریں۔ اس کے بعد اگر اس کے پاس پیسے ہوں گے تو وہ دے دے گا اور اگر پیسے نہیں ہوں گے تو free treatment کے تحت اس کا علاج ہو جائے گا۔

میں اس کے ساتھ health کے سلسلے میں اپنی بھی ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے جتنے بھی rural areas ہیں وہاں پر جو بیک، ہیلتھ سنٹرز ہیں، یہاں پر ایک معزز کن نے کما کہ آج وہاں پر ڈاکٹر بھی موجود ہیں دوایاں بھی موجود ہیں کچھ نہ کچھ لوگ اس سے استفادہ بھی حاصل کر رہے ہیں لیکن یہ بھی ناکافی ہے۔ جتنے بھی BHUs rural areas جو upgrade میں ہیں ان کو کر کے روکل، ہیلتھ سنٹرز کا درجہ دیا جائے کیونکہ یہ far flung areas heart attacks وغیرہ ہوتے ہیں، کوئی اور بیماری ہوتی ہے، غریب لوگ ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ہر کوئی نہیں afford کرتا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہاسپیت میں جائے۔ اگر وہاں پر ان کو اپنے ڈاکٹرز available ہوں تو ان کا علاج ان کے اپنے گھر کے نزدیک ہی ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! دوسرا میں گورنمنٹ کو اس چیز پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ملتان، فیصل آباد اور وزیر آباد میں تین نئے کارڈیاولجی انسٹیوٹس بنائے گئے ہیں جن کی بہت ہی ضرورت تھی۔ انتاتو یہ تھی کہ ملتان جیسے Divisional Headquarter میں آج تک کارڈیاولجی کا سنتر

نہیں تھا۔ چیف منستر صاحب نے میر بانی کرتے ہوئے initiative لیا اور وہاں پر کارڈیا لو جی سفارت دیا ہے جس سے لوگ بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! پولیس کو اس بجٹ میں بڑا پیسا دیا گیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ پہلے پولیس والے کہتے تھے کہ ہمارے پاس اخراجات کے لئے فنڈ نہیں ہوتے۔ کمیں انوسٹی گیشن پر جانا ہے، کمیں واردات ہوئی ہے اس کی انکوائری کے لئے جانا ہے ان کے پاس conveyance نہیں ہوتی ہے تھی لیکن آج انہیں ہر چیز میا کی گئی ہے۔ اس بجٹ میں ان کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے لیکن پولیس کی کرپشن ادھر کی ادھر ہی ہے۔ میں چونکہ گورنمنٹ بخوبی سے بات کر رہا ہوں اس لئے میرے اپوزیشن والے بھائی بڑے خوش ہوں گے لیکن حقائق یہ ہیں ہمیں اس بارے میں کچھ نہ کچھ سوچنا ہو گا۔ پولیس کو جتنا free hand ہوتا ہے اس پر کچھ نہ کچھ check and balance ہوتا ہے۔ ابھی صحافی صاحبان کے بارے میں ایک واقعہ آپ لوگوں کے سامنے آیا ہے وہ بھی یہ ہے۔ اس will say کہ پولیس کی high handedness کی وجہ سے یہ واقعہ ہوا ہے ورنہ یہ نہ ہوتا۔ اس قسم کے کئی واقعات ہوئے ہوں گے لیکن اس پر مزید بات کرنا کوئی صحیح نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! ہمارے rural areas میں اس گورنمنٹ کے دور میں روڈز کے سلسلے میں بڑا کام ہوا ہے۔ ہمارے کچھ ایسے ایسے چکوک تھے جن کو جانے کے لئے کوئی راستہ نہیں تھا۔ آج ہم فخر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس گورنمنٹ نے ان سب کو روڈز بھی provide کئے ہیں اور ان چکوک کے اندر سیوریج، سولنگ اور نالیاں بھی provide کی گئی ہیں۔ آج ان چکوک کی حالت ہی اور ہے۔ اس بجٹ میں روڈز کے لئے 14 ارب روپے کے جو فنڈز رکھے گئے ہیں میں اپنی گورنمنٹ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارا اولڈ بھی ٹی روڈ کچا کھوہ کی حالت بہت ہی بری ہے اور میں تقریباً 4/5 سال سے کوشش کر رہا ہوں۔ کبھی ہمیں کہا جاتا ہے کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہے، فیڈرل گورنمنٹ والوں سے این اوسی لے لیا، ہمارے چیف منستر صاحب ابھی واپس آگئے ہیں تو میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ اس کے اوپر بھی کوئی غور کریں گے اور ہمارا یہ مسئلہ حل کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گا۔ میر بانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلے مقرر کو دعوت دینے سے پہلے میں اجلاس کے وقت میں 15 منٹ تو سمجھ کرتا ہوں۔ اب محترمہ سعدیہ ہمایوں صاحبہ بجٹ پر بحث کریں گی۔

محترمہ سعدیہ ہما یوں: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ بہت شکر یہ۔ جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے سب سے پہلے میں Leader of the day فخر پنجاب، بانی جموریت، مسلم لیگی حکومت کے سربراہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی جنہوں نے اپنی سیاسی بصیرت اور روش کو برقرار رکھتے ہوئے 30 سال بعد پانچ سال مسلسل تیکس فری عوامی بجٹ پیش کیا۔ ان کے ساتھ وزیر خزانہ حسین بن بہادر دریشک اور تمام سرکردہ وزراء کو مبارکباد پیش کروں گی جن پروزیر اعلیٰ پنجاب نے ہمیشہ اعتناء اور اعتبار کیا اور انہوں نے ان کے اعتبار کو ہمیشہ اونچا کیا اور میں یہ بات کہنے میں عاری نہیں ہوں کہ پانچ سال کے بعد یہ حکومت حقیقی طور پر عوامی نمائندہ حکومت ہونے کی دعویدار ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں کہ چودھری پرویز الٰہی نے ان پانچ سالوں میں جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ پاکستان اور پنجاب کی تاریخ میں پہلے کسی نے نہیں اٹھائے۔ عوام نے ان اقدامات کو پذیرائی دی۔ ہر شعبے کو ترقی میں آخری حد تک لے جانے کی جو کوشش کی گئی اس کے ثمرات اب واضح طور پر لوگوں کو نظر آنا شروع ہو گئے ہیں۔ یہ بالکل بجا ہے کہ کوئی بھی کام راتوں رات ممکن نہیں ہے۔ ہر چیز کو انتاک پہنچانے کے لئے وقت کی ضرورت ہے ہے اس کے لئے پانچ سال بھی قلیل عرصہ ہے۔ اگر آنے والے وقت میں یہ پالیسیاں چلتی رہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں آج تک پنجاب کی جو ترقی نہیں ہو سکی وہ شاید آنے والے سالوں میں بہت جلدی ہو اور یہ اقدامات کا غذی کارروائی تک نہیں رکھے گئے بلکہ لوگوں کو ground reality نظر آئی۔ جب ہم وزیر اعلیٰ صاحب کے متعلق بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے ہے سماجی خدمات یعنی عوام کو سواتوں کی فراہمی تو میں نہیں سمجھتی کہ پنجاب کا کوئی بھی ایسا انسان ہو گا جو یہ کے گاہ اس میں کوئی جھوٹ ہے۔ اس میں اگر آپ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کو دیکھیں۔ ایجو کیشن کو دیکھیں۔ گورنمنٹ سکولوں میں مفت ایجو کیشن اور missing facilities کی فراہمی۔ ہیلٹھ سیکٹر کو دیکھیں تو ایکر جنی میں فری دوائیوں کی فراہمی، 1122 کا قیام اور ملتان وغیرہ میں کارڈیاولجی سنٹر ز کا قیام۔

جناب چیئرمین! میں اس کے ساتھ ساتھ تھوڑا سایہ بھی کھوں گی کہ ہم لوگوں نے یہ جو اقدامات شروع کر دیئے ہیں لیکن ایکر جنی میں شاید اس کو غلط طریقے سے استعمال کیا جا رہا ہے کوئنکہ وہاں پر غریبوں کو اتنی توجہ اور care نہیں مل رہی جس کے وہ مستحق ہیں اس لئے میں یہ

کموں گی کہ ایم ایس اور اے ایم ایس حضرات کی ایسی ٹریننگ ہو کہ وہاں پر بلا تفریق غریب اور امیر کو attend کیا جائے اس کے علاوہ آپ ایگر یکچھ کو دیکھیں، اریگیشن دیکھیں، زکوڈ دیکھیں اور دوسرا ملکہ جات کو دیکھیں ان میں بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے بہت سارے ایسے اقدامات کئے جس سے زینداروں اور کاشتکاروں کو فائدہ ہو سکے جو کہ اس سے پہلے نہیں ملا کو کہ اس سلسلے کو اس chain کو چلتے چلتے مضبوط ہونے کے لئے ثانم لگے گا۔ میں واثر اینڈ سینی ٹیشن ڈیپارٹمنٹ کی بات کروں گی۔

اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے پانچ سالوں میں جس جس ضلع میں بھی گئے اور جس جس علاقے میں گئے انہوں نے بہت کثیر رقم وہاں مہیا کی واثر سپلائی پاپ اور سینی ٹیشن کے لئے ابھی بھی 17600 میلین روپے کی رقم دے کر انسان دوستی کا ثبوت دیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے خزانہ سے یہ درخواست کروں گی کہ میرے علاقے شاہدرہ ٹاؤن کا پچاس سال سے ایک دیرینہ مسئلہ ہے جو اس سے متعلق ہے۔ ہماری لاکھوں کی آبادی ہے اور ہمیں ابھی بھی پیئے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کرتی ہوں میں نے پہلے بھی بہت دفعہ انھیں کہا ہے امید ہے کہ یہ آخری سال ہے اور اس ADP میں اس کو شامل کیا جائے گا اور میرے علاقے کو ڈسپوزل ٹیشن مہیا کیا جائے گا جو کہ میرے علاقے کے لوگوں کی اور ہم لوگوں کی اپنی ضرورت ہے۔ اگر یہ خواہش پوری ہوتی ہے اور اس عوامی مطالبے پر عمل ہوتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے عظمت کا یہ ایک اور ثبوت ہو گا۔ اگر ہم وزیر اعلیٰ کے دوسرا core کریڈٹ دوں گی جن کے نعروں میں سے ایک نعروہ ہمیشہ اقتصادی ترقی اور معاشی ترقی رہا ہے اور انھی کے اس خواب کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنا خواب بنایا اور اس کی تکمیل کی۔ اس سلسلے میں پانچ سالوں میں بہت سارے ڈیپارٹمنٹس متعارف کرائے گئے، پیش ایجو کیشن، انوائرمنٹ، کامر س اینڈ انویسٹمنٹ اور دیگر ڈیپارٹمنٹس متعارف کرائے گئے جس سے عوام کو تیز تر معاشی ترقی مل سکے۔ ان اقدامات میں بہت زیادہ فنڈنگ کی گئی اور اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ ٹیکس فری بجٹ دینا اور ٹیکس لگائے بغیر ان ڈیپارٹمنٹس کو چلانا میں سمجھتی ہوں کہ اس حکومت کو سرا لگنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! میں یہ کموں گی کہ غربت کے خاتمه کے لئے وزیر اعلیٰ نے poverty focused investments strategy بنائی اور ہر ڈیپارٹمنٹ میں روزگار کا جوا جراء کیا گیا اور

جس کی مد میں سالانہ سولہ لاکھ روزگار عموم کو مہیا کئے گئے ان میں پولیس پٹرولنگ و پوسٹس، خصوصی پر اسیکیوشن سروس کا قیام کے لئے پر اسیکیوشن ڈپارٹمنٹ بنایا گیا اور اس میں نوکریاں دی گئیں، ٹرینک وارڈن سکیم متعارف کرائی گئی، چالند پر ٹیکش بیورو کو لائے، سو شل سکیورٹی ہیلتھ اینڈ مینجنمنٹ کمپنی کا قیام، میسر و اور میکرو چین سٹورز جس نے بہت ساری بے روزگاری کو cover کیا، نئے شر لاہور کا جو تعمیری منصوبہ ہے، لائیوٹاک کے شعبے پر بھرپور توجہ اور اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے بڑے شرکوں میں بینادی سہولیات کی فراہمی کے لئے 142 ارب روپے کا جو پیچ دیا گیا ہے اور جو ڈولپمنٹ پیچ دیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہر ذی شعور انسان کو جو پنجاب کا شری ہے اس کو ان اقدامات کی تعریف کرنی چاہئے جو کہ اس سے پہلے نہیں دیئے گئے تقدید کرنا ہمیشہ سے آسان رہا ہے لیکن عملی طور پر کام کرنا کسی چیز کو منظر عام پر لانا اتنا ہی مشکل رہا ہے لیکن وزیر اعلیٰ نے اس مشکل کو ختم کیا ہے۔ وہ وزیر اعلیٰ جو گلی اور کوچہ کوچہ جا کر لوگوں سے ذاتی طور پر مل کر ان کے مسئلے ڈھونڈتے ہیں اور موقع پر اسی وقت ان کے حل کا حکم بھی دیتے ہیں۔ میں انوار نمنٹ کے حوالے سے بات کروں گی کہ Green Fund Programme کو ایک ارب کا جو فنڈ دیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت بڑا قدم ہے کہ نئے متعارف ہونے والے شعبے کو فنڈ دیا گیا ہے لیکن چونکہ ابھی بھی پنجاب کے 35 ڈسٹرکٹ میں اس کے دفاتر نہیں ہیں گو کہ حال ہی میں تقریباً شروع ہوئی ہیں اور ابھی بھی دفاتر سے یہ ملکہ محروم ہے۔ میں وزیر خزانہ پنجاب سے درخواست کروں گی کہ اس مجھے کو take up کرنے کے لئے بہت ضروری ایکشن لیا جائے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہر ڈیپارٹمنٹ کی جو بیناد ہے وہ انوار نمنٹ ہی ہے۔ جب تک اس کے دفاتر ہر ڈسٹرکٹ میں اور لوگوں کی پہنچ میں نہیں ہوں گے تو اس وقت تک آپ اپنے فنڈ کو بہترین طریقے سے استعمال نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں صدر پاکستان، وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الی اور تمام ٹیم کا شکریہ ادا کروں گی گو کہ اس ٹیم کا ہم بھی حصہ ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جو بھی اقدامات جو بھی کام ان پانچ سالوں میں ہوئے ہیں میں ان کی جتنی بھی تعریف کروں وہ کم ہے۔ اس دعا کے ساتھ کے اللہ ہمیں ان بھگوڑے لیڈروں سے نجات دے جو کہ آنے والے وقت میں پاکستان کی پنجاب کی تاریخ بدلنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جنہوں نے پہلے کچھ نہیں کیا آنے

والے آئندہ سالوں میں وہ کیا کریں گے۔ کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ پنجاب کے عوام پر ہمیشہ رحمت رکھے، کرم رکھے اور پھر ہمیں ان لیڈروں سے بچائے اور پاکستان کو اپنی رحمت کے سائے تلے چلائے۔ پاکستان پاپندا آباد۔ بہت شکریہ
جناب چیئرمین: محترمہ نگmet سلیم خان صاحب!

محترمہ نگmet سلیم خان: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 08-2007 پر تقریر کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویزاں اور ان کی کابینہ اور وزیر خزانہ حسین دہیش صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے عوام دوست، کسان دوست، صحت دوست، غریب دوست اور ٹیکس فری سرپلس بجٹ پیش کیا۔ مسلم لیگ کی اس منتخب حکومت کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ تسلسل کے ساتھ پانچواں بجٹ پیش کیا۔ اس کا سر اسلام مسلم لیگ کی حکومت کے سر پر جاتا ہے۔ موجودہ سیاسی و معاشری استحکام پاکستان کی تاریخ میں سنسرے حروف سے لکھا جائے گا۔ اس کا سر اصدر پاکستان بجزل پرویز مشرف کی قیادت وزیر اعظم شوکت عزیز کی پالیسیوں اور چودھری پرویزاں کی لیڈرشپ کے سر پر ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب عوام کا درد دل میں رکھتے ہیں اور اسی درد کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہوں نے بجٹ میں بے شمار مراحتات دیں۔ وزیر خزانہ حسین دہیش صاحب نے مالی سال 08-2007 کے لئے 3 کھرب 93۔ ارب 48 کروڑ 72 لاکھ اور 87 ہزار کا ٹیکس فری بجٹ پیش کیا جو اس بنیاد پر تشکیل دیا گیا کہ اس سال مختلف قسم کے ٹیکس موصولات برہ راست ہونے والی ٹرانسفرز اور گرانٹ سے ملنے والی رقم 17.356۔ ارب روپے پر محیط ہو گی جو کہ مالی سال 2006-07 میں انھی مدت کے تحت حاصل ہونے والی آمدنی سے 30 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! سماجی بہبود اور عوام کی اقتصادی فلاح کے لئے 150۔ ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو کہ اس بات کا ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت پنجاب ترقیاتی پروگرام اور عوامی فلاجی منصوبوں کو بہت زیادہ اہمیت دیتی ہے اور جو مسلم لیگ حکومت ہے وہی عوام کی حقیقی نمائندہ ہے اور اسی لئے جو سبز باغ و کھانے والی حکومتیں ہیں ان کو عوام نے بہت جلدی رخصت کر دیا۔

جناب چیئرمین! سرکاری ملازمین کی تجنواں ہوں میں 15 فیصد اضافہ اور پنچش میں 20 فیصد کا اضافہ محدود طبقہ میں جو بڑھتی ہوئی مہنگائی اور افراط ازدرا کی وجہ سے دباؤ کا شکار ہے ان کو

ریلیف ملا۔ ہنرمند اور غیر ہنرمند کارکنوں کے لئے اجرت کم از کم 15 فیصد، دیہاتوں میں فی کس دو کanal اراضی کو مفت کرنا اور لاکھوں خاندانوں کو/- 500 روپے وظیفہ دیا جاتا یہ ہماری حکومت کا ہی کارنامہ ہے۔ اس/- 500 روپے مہانہ وظیفے کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کو فائدہ حاصل ہو گا۔ تعلیم اور صحت دوایے شعبے ہیں جن کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ان شعبوں کی ترقی کی طرف ماضی میں توجہ نہیں دی گئی لیکن موجودہ حکومت پچھلے کئی سالوں سے اس میں مسلسل بہتری لانے کے لئے کوشش ہے۔ آئندہ مالی سال میں تعلیم کے بجٹ کے لئے 104 ارب روپے مختص کئے ہیں جو کہ پچھلے سال کے تعلیمی بجٹ کے مقابلے میں 20 ارب زیادہ ہیں۔ اس اعتبار سے اس کو تعلیمی بجٹ بھی کامباکٹتا ہے اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین! عوام کو صحت کی زیادہ سے زیادہ سوتین فراہم کرنے کے لئے سرکاری ہسپتالوں میں سوتلوں کا قیام، BHUs کو اپ گرید کرنا اور ان کی طرف توجہ دینا، دیہاتوں میں پرپی چار لوگوں کو مفت ادویات کی فراہمی اور اس کے علاوہ ایک فون کال پر پانچ سے سات منٹ پر فری ایم بولینس جو آپ کے دروازے پر پہنچ جائے گی یہ پنجاب حکومت کا کارنامہ ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کروں گی کہ پچھلے دونوں انہوں نے فیصل آباد میں 1122 کا افتتاح کیا کیونکہ فیصل آباد جیسے شر میں بھی اس کی بہت زیادہ ضرورت تھی اور لاہور کے بعد فیصل آباد میں اس کا افتتاح کیا گیا۔ 1122 کو نہ صرف پنجاب کی عوام سراہتے ہیں بلکہ دوسرے صوبے بھی اس کو وزیر اعلیٰ کا کارنامہ سمجھتے ہیں، اس کے علاوہ برطانیہ میں بھی اس کو سراہا گیا کہ یہ وزیر اعلیٰ کا ایسا کارنامہ ہے جس کو تاریخ میں سنسری حروف سے لکھا جائے گا۔ زراعت ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی چیخت رکھتی ہے اور خاص طور پر ہمارا پنجاب معیشت کے ماتھے کا جو جھومر ہے وہ زراعت ہے۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ نگmet سلیم خان: جناب چیئرمین! موجودہ حکومت نے زراعت میں بہتری لانے کے لئے کسان کو بے شمار مراتعات فراہم کی ہیں تاکہ کسان خوشحال ہو اور اس کی وجہ سے پاکستان خوشحال ہو۔ زرعی طور پر پاکستان مستحکم ہوا ہے اور آپ یہ دیکھیں کہ گندم پہلے سے زیادہ ہوئی ہے اور یہ وزیر اعلیٰ کی کاؤشوں کی وجہ سے ہے جو کہ کسانوں کو ریلیف دیا گیا ہے۔ ان وسیع تر اقدامات کے پیش نظر اگرا پوزیشن کے بعض حلقوں میں اسے انتخابی بجٹ قرار دیا جاتا ہے تو اس میں کوئی تعجب کی

بات نہیں ہے کیونکہ اپنی کارکردگی کی بنیاد پر ہی عوام سے ووٹ لینا ہر سیاسی پارٹی کا حق ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہماری پارٹی اپنی کارکردگی کی بنیاد پر ہی عوام سے ووٹ لے گی۔

جناب والا! بچت میں کوئی نیا ٹیکس لگایا گیا اور نہ ہی پرانے ٹیکسون میں کوئی اضافہ کیا گیا بلکہ ٹیکسون میں کمی کی گئی ہے اور بھر کبھی اتنا اچھا بچت پیش کرنا ہماری حکومت کا ہی کارنامہ ہے۔ میں ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ اے ڈی پی میں واساکی سکمیں add کی گئی ہیں اور واسا میں واٹر سپلائی اور سیور ٹچ سکمیں باکل ساتھ ساتھ attached ہوتی ہیں تو ہمارے پورے پنجاب میں لوگوں کو صاف پانی میسر نہیں ہے جس سے گیسٹرو ہیسے مسائل اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ جب واٹر سپلائی کا کام ہوتا ہے تو کوئی خاص پلانگ سے نہیں ہوتا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم اتنا سارا پیسا دیتے ہیں جو ضائع جاتا ہے کہ جب واٹر سپلائی اور سیور ٹچ کی لائنیں ساتھ ساتھ ڈالی جاتی ہیں تو وہ پانی mix ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو بیماریاں لگتی ہیں اور لوگ وہی گند اپانی پیتے رہتے ہیں۔ میں یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ اس قسم کا اقدام کیا جائے کہ واٹر سپلائی کی لائنیں underground ڈالنے کی بجائے باہر ڈالی جائیں کیونکہ ہمارا جو دیرینہ مسئلہ ہے وہ کبھی بھی اس طرح سے حل نہیں ہو گا کیونکہ دونوں لائنیں قریب ہوتی ہیں اور leakage کی وجہ سے پانی mix ہو جاتا ہے اس لئے اس قسم کی پلانگ کی جائے اور ماہرین کی رائے شامل کی جائے تاکہ ہمارا یہ مسئلہ حل ہو اور لوگ گیسٹرو ہیسے مسائل اور دوسرے بے شمار مسائل جن سے پیٹ کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان سے لوگوں کو نجات حاصل ہو۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ میں ایک اور بھی تجویز دینا چاہوں گی کہ ایجو کیشن سیکٹر میں بے شمار پیسا حکومت پنجاب خرچ کر رہی ہے۔ کوئی شک نہیں کہ ہماری اچھی پالیسیوں کی وجہ سے سکولوں میں ازو ہلمٹ میں اضافہ ہوا ہے، فیسین نہیں لی جا رہیں، کتابیں مفت دی جا رہی ہیں اور missing facilities کا بھی فائدہ ہوا ہے لیکن اس میں سب سے بڑا جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ سکولوں میں ٹیچر ز کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ جس طرح سے ڈیرٹھ سونچے کو ایک اتنا دڑھا رہا ہے تو جو ہم ایجو کیشن میں سولتیں دے رہے ہیں لیکن ٹیچر کے نہ ہونے کی وجہ سے اتنا benefit نہیں جائے گا تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ جماں پر ٹیچر ز کی کمی ہے وہاں ٹیچر ز کی اتنی تعداد ہونی چاہئے کہ 50 یا 80 بچے ایک ٹیچر کے پاس ہوں تو دوسرا سیکشن بن جانا چاہئے۔ ہم نے ازو ہلمٹ میں تو اضافہ کر دیا لیکن ہم اپنے معیار کو بہتر نہیں کر سکے۔ اگر ہم ٹیچر ز بھرتی کر دیں گے تو اس سے ہمارا

معیار بہتر ہو جائے گا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی اس لئے بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے میرے حلے کے لئے گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج سیف آباد دیا ہے۔ میں آخر میں یہی کہنا چاہوں گی کہ ہم نے جو بھی مختلف ڈپارٹمنٹس کے لئے اے ڈی پی میں پیسا رکھا ہے تو اس میں وزیر اعلیٰ کوئی ایسا cell بنادیں کہ چیک اینڈ سلینس رکھا جائے اور جو منصوبہ جات شروع ہوں تو ان پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے تاکہ عوام کو اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے۔ میں آخر میں پھر اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الی، وزیر خزانہ حسین دریشک اور ان کی کابینہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے بہت اچھا عوام دوست، کسان دوست، ایکشن دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ شکریہ ملک اصغر علی قیصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، قیصر صاحب!

ملک اصغر علی قیصر: جناب چیئرمین! محترمہ نے ابھی اپنی تقریر میں کہا ہے کہ پہلے سے رانچ شدہ ٹیکس کو کم کر دیا گیا ہے۔ ذرایہ وضاحت کر دیں گی کہ کون سے ٹیکس وزیر اعلیٰ نے یا وزیر خزانہ نے بجٹ میں کم کئے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ ان کا خیال ہے۔ انہوں نے تقریر کر دی ہے۔ اب آپ اپنی بجٹ میں اس کا خود ذکر کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی۔ ملک محمد احمد خان صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! ہاؤس میں غلط بیانی نہیں کرنی چاہئے۔ انہیں کہیں کہ یہ اپنی تقریر میں جو کہنا چاہیں کہ سکتے ہیں اس کا جواب وزیر خزانہ دیں گے۔ جو ٹیکس کم کئے ہیں یہ ثابت کریں گے۔

جناب چیئرمین: میں نے یہی کہا ہے کہ یہ بجٹ پر بجٹ ہے اس میں مقرر جو بھی کہنا چاہے وہ کہہ سکتا ہے۔ اس کا *rebuttal* اگر کوئی دینا چاہے تو اپنی تقریر میں کر لے۔ اب میرے خیال میں اراکین کی جو فہرست تھی جو بجٹ پر بجٹ کرنا چاہتے تھے وہ ختم ہو چکی ہے اس لئے اب اجلاس کل بروز منگل مورخ 19 جون 2007 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ کل بھی سالانہ بجٹ

پر عام بحث جاری رہے گی۔ عام بحث کے لئے 20 جون 2007 تک دن مختص کئے گئے ہیں۔ اب اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 19 جون 2007 صبح دس بجے تک کے لئے مตوبی کی جاتی ہے۔